

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خلاصہ

سیرتِ حق

www.sirat-e-mustaqeem.net

مسعود احمد

امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۶ و ۳	مقدمہ و پیش لفظ،	۱
۸	جناب نواب محی الدین کا تعارفی خط۔	۲
۱۴	حنفی مذہب کے خلاف سنت مسائل،	۳
۲۳	امام ابو حنیفہؒ اور جمع احادیث،	۴
۲۴	امام ابو حنیفہؒ اور ان کی طرف منسوب کردہ مسائل	۵
۲۷	ائمہ کرام کی فضیلت تقلید کی مقتضی نہیں،	۶
۲۸	منتہائے فضیلت کی اتباع،	۷
۲۸	کیا امام ابو حنیفہؒ ہی حدیث کا صحیح مطلب سمجھے،	۸
۳۰	تقلید اور شریعت سازی،	۹
۳۱	صحیح بخاری کی حدیث کو ماننا امام بخاریؒ کی تقلید نہیں،	۱۰
۳۲	صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر امت کا اتفاق،	۱۱
۳۵	جاہل کا عالم سے سوال کرنا تقلید نہیں،	۱۲
۳۶	محض وہم و گمان سے حدیث کو نہیں چھوڑا جاسکتا،	۱۳
۳۶	صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر ائمہ کا اتفاق،	۱۴
۳۷	حنفی فقہ کے بے شمار مسائل بے دلیل ہیں،	۱۵
۳۸	مسلمہ ابتدائے اسلام سے ہیں،	۱۶
۳۹	تقلید کا صدیوں بعد شروع ہونا،	۱۷

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۴۱	اولیاء اللہ مسلمان ہی ہوتے ہیں ،	۱۸
۴۶	اکثریت اور خدمت دین، حق پر ہونے کی دلیل نہیں ،	۱۹
۴۸	عقائد کی پختگی صفت محمود ہے بشرطیکہ حق کی راہ میں حائل نہ ہو ،	۲۰
۵۲	کیا تمام مقلدین علوم عربیہ سے کوئے ہیں ،	۲۱
۵۲	صحابہ کرام حدیث طے پر اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے تھے ،	۲۲
۵۳	ترک رفع یدین سنت نہیں ،	۲۳
۵۴	تقلید گمراہی کی جڑ ہے ،	۲۴
۵۵	دہائی کوئی فرقہ نہیں ،	۲۵
۵۵	عدم ذکر سے عدم شنے لازم نہیں آتا ،	۲۶
۵۶	استادی شاگردی تقلید نہیں ،	۲۷
۵۶	تقلید کا باعث احساس کمتری ہے ،	۲۸
۶۳	توبہ کے بعد پچھلے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیتے جاتے ہیں ،	۲۹
۶۳	غیر مسنون وظائف کوئی نیکی نہیں ،	۳۰
۶۴	علماء، حق کا معیار نہیں ہیں ،	۳۱
۶۶	اجتہاد و اختلاف اور تقلید کا فرق ،	۳۲
۶۷	ایک حدیث سے رفع یدین کے خلاف غلط استدلال ،	۳۳
۷۲	چند مغالطے ،	۳۴
۷۸	رفع یدین فرض ہے ،	۳۵
۸۰	نماز کے ارکان میں فرض و سنت کی تفریق ،	۳۶
۸۱	عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا متن غیر محفوظ ہے ،	۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دوسری اشاعت کا مقدمہ

آج سے تقریباً بارہ سال پہلے "تلاش حق" پہلی مرتبہ طبع ہوئی تھی، تلاش حق کو اکثر لوگوں نے بہت پسند کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی پہلی اشاعت بہت ہی قلیل عرصہ میں ختم ہو گئی۔ لیکن اس کی مانگ برابر جاری رہی۔ لہذا جماعت المسلمین نے (جس کے حق میں اب جملہ حقوق محفوظ ہیں) اس کی دوبارہ طباعت کا ارادہ کیا۔ کتابت کا کام اگرچہ کافی عرصہ پہلے شروع کر دیا گیا تھا لیکن کاتب صاحب کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے کتابت میں کافی تاخیر ہو گئی۔

"تلاش حق" کی پہلی اشاعت میں ماسٹر نواب محی الدین صاحب کے خطوط کی طویل عبارتیں جو غیر ضروری تھیں، شائع ہو گئی تھیں۔ قارئین کرام کی سہولت کی خاطر جماعت المسلمین نے غیر ضروری عبارتوں کو حذف کر دیا اور جہاں جہاں کسی مناسب تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی وہ تبدیلی بھی کر دی۔ اس ترمیم کے بعد جماعت المسلمین اس کو "خلاصہ تلاش حق" کے نام سے شائع کر رہی ہے۔

اس کتاب میں بعض مقامات پر نامناسب الفاظ پائے جاتے ہیں مثلاً غیر اللہ کے لئے "مولانا" کا استعمال، اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ "خدا" کا استعمال وغیرہ، ان الفاظ کے سلسلہ میں ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ ایسے الفاظ زیادہ تر ماسٹر نواب محی الدین کے خطوط میں ہیں۔ ان الفاظ کا استعمال ایسے زمانے سے تعلق رکھتا ہے جس زمانہ

ہیں کہ وہ اور بہت سی غلطیوں کا شکار تھے۔ جس طرح ان کے خطوط میں اور بہت سی غلطیاں ہیں، ان نامناسب الفاظ کو بھی ان کی غلطی سمجھ کر علیٰ حالہ چھوڑ دیا گیا ہے یا حذف کر دیا گیا ہے۔ دوسری کتابوں کے اقتباسات میں اگر کسی قسم کا کوئی نامناسب لفظ ملے تو اس کے لئے ہم مجبور ہیں۔ ہم نے صاحب کتاب کے اصل الفاظ کو نقل کر دیا ہے۔ اس میں تبدیلی کا ہمارے لئے کوئی جواز نہیں تھا۔

راقم الحروف اور جماعت المسلمین کے تمام افراد کا پہلے مختلف فرقوں سے تعلق رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تلاش حق کی پہلی اشاعت کے بعد سے اب تک جو لوگ بھی جماعت المسلمین سے وابستہ ہوئے ہیں وہ اب کسی فرقہ میں شامل نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فَاَعْتَزِلْ بَلَدَ الْفِرَقِ کُلِّهَا (تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ صحیح بخاری صحیح مسلم) کی تعمیل میں دو تمام فرقوں اور فرقہ وارانہ ناموں سے اپنی بریت کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس توبہ اور رجوع الی الحق کو قبول فرما کر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

محولہ بالا رجوع الی الحق کی روشنی میں بھی اصل کتاب کے متن میں بعض نامناسب الفاظ کو تبدیل کر دیا گیا ہے لیکن نفسِ مصنون وہی ہے جو اصل کتاب میں تھا۔

جماعت المسلمین کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا حاکم صرف اللہ ہے۔ ہمارے امام واجب الاتباع صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم کسی امتی غیر معصوم کو یہ درجہ نہیں دیتے۔ ہمارا دین صرف اسلام ہے جو صرف قرآن و حدیث کے اندر کامل ہوا تھا اور انہیں میں محفوظ اور محدود ہے کسی کی رائے اور فتوے کو ہم دین نہیں سمجھتے بلکہ اس عقیدہ کو شرک سمجھتے ہیں۔ فرقہ وارانہ مذہب سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

ہمارا نام بموجب آیہ کریمہ هُوَ سَمُّكُمُ الْمُسْلِمِينَ (اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے سورۃ الحج ۷۸) صرف مسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تھا: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ۔ تمہیں جماعت المسلمین سے چپٹے رہنا ہوگا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم، ان فرامین کی روشنی میں ہم تمام فرقہ وارانہ ناموں سے پیزا رہیں۔

یہ فرقہ وارانہ نام اور فرقہ وارانہ مذاہب فرقہ بندی کا بنیادی سبب ہیں اور فروغ اسلام کے لئے سدِ راہ۔ شخصیت پرستی، فرقہ پرستی، وطن پرستی، قوم پرستی، لسان پرستی، صوبہ پرستی، ملک پرستی وغیرہ کو ہم لعنتِ منافرت کا سبب اور ایمان کے منافی سمجھتے ہیں۔ ہماری آپس کی محبت کی بنیاد صرف ایمان باللہ اور حق پرستی پر قائم ہے۔

آخر میں ہم قارئین کرام سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی فرقہ بندی سے توبہ کر کے تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جائیں اور صرف مسلم بن جائیں اور مسلم ہی کہلائیں۔ فرقہ بندی سے اظہارِ نفرت لیکن دینی معاملات میں عملاً ان فرقوں سے اختلاطِ قول و فعل کے تضاد کی مثال ہے کسی شخص کو گمراہ سمجھنا اور پھر اس کے پیچھے نماز ادا کرنا ناقابلِ فہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے اور اس پر استقامت بخشنے۔ آمین

مسعود احمد
امیر جماعت المسلمین

پیش لفظ

محترم سید مسعود احمد صاحب بی ایس سی، جماعت المسلمین میں ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں جو بیک وقت انگریزی اور عربی کے عالم ہیں۔ سید مسعود احمد صاحب نے اسلاف پرستی اور تقلید کی تاریک فضا میں مدتوں رہنے کے بعد دین کے معاملہ میں اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں سے صحیح تحقیق کے بعد جو راہ عمل اختیار کی ہے اس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمایا تھا۔

اور یہی مذہب حضرت امام ابو حنیفہؒ کا تھا کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي یعنی صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

زیر نظر کتاب تلاش حق میں وہ خط و کتابت ہے جو مدتوں نواب محی الدین صاحب (جن کو اپنے حنفی ہونے پر بڑا ناز تھا) اور محترم سید مسعود احمد صاحب بی ایس سی کے مابین تقلید شخصی اور دیگر بہت سے اختلافی مسائل پر ہوتی رہی ہے جس میں نواب محی الدین صاحب کے سخت اور اشتعال انگیز سوالات کے جوابات میں سید مسعود احمد صاحب نے جو زبان استعمال کی ہے وہ سخت کلامی اور طنز سے بالکل پاک ہے اور اسلوب بیان سادہ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر عقلیت اور لہجہ متانت و سنجیدگی لئے ہوئے ہے اور نواب محی الدین صاحب کے جملہ سوالات کے جوابات نہایت واضح الفاظ میں پختہ دلائل و براہین کی روشنی میں بطریق احسن دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس سے متاثر ہو کر نواب محی الدین صاحب نے اپنے آبائی مذہب سے توبہ کر لی۔

۷

واقعہ تو یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر ہر طالبِ حق و صداقت کو کہنا پڑتا ہے
کہ اس میں ملت کے ہر فرد کے لئے جاں نوازا راہِ عمل پیش کی گئی ہے۔

عبدالسلام خاں بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی ہے کہ میرے اور جناب سید مسعود احمد صاحب بنی ایس سی کے مابین جو خط و کتابت ہوئی ہے اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ تعارفی خط بھی اس میں شائع کر دیا جائے۔

قارئین سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ ان خطوط کو خالی الذہن ہو کر بڑی توجہ اور غور سے پڑھیں۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جناب سید مسعود احمد صاحب کے دلائل کس قدر محسوس اور زنی ہیں اور عقل کی کسوٹی پر بھی پوسے پوسے اترتے ہیں اور دل میں پیوست ہوتے چلے جاتے ہیں میرے ابتدائی خطوط سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ میں اپنے عقیدہ اور مسلک حنفی پر کس قدر سختی سے پابند تھا، اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ جو کچھ علمائے احناف کہتے ہیں، وہی حق ہے۔ میری نظر میں حنفی مسلک دیگر سائے مسلکوں سے بزرگ افضل اور اعلیٰ تھا اور اس کے باہر جو کچھ متادہ غلط بلکہ اغلط تھا۔ اسی لئے ابتدا ہی سے حنفی مسلک کی کتابیں میرے زیر مطالعہ رہیں۔ اس دور میں میں دن رات حنفی علمائے عجمت میں رہا کرتا تھا۔ مولوی الیکس صاحب کی تبلیغی جماعت میں بڑی شد و مد سے حصہ لیا کرتا تعلقہ سجاول ضلع ٹھٹہ کے مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ میں جو اساتذہ صاحبان اس وقت تھے، ان سے حنفی مذہب کی معلومات حاصل کرتا۔ علمائے احناف کی کتب تفاسیر فقہ اور سیرت وغیرہ بڑے ذوق و شوق سے پڑھا کرتا تھا کس قدر فرسودہ خیالات تھے میرے کہ میں یہ ایمان رکھتا تھا کہ جو کچھ ہمارے علماء احناف کہتے ہیں بس وہی حق ہے، یہاں مجھے قرآن شریف کی یہ آیت یاد آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء کو اپنا رب بنا رکھا ہے، آیت شریف:

اتخذوا احبارہم و رهبانہم ارباباً من دون اللہ

میں نے کبھی قرآن و حدیث کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے علماء احناف نے ڈرایا تھا، کہ قرآن و حدیث بہت مشکل کتابیں ہیں۔ کانٹوں سے بھری داوی کی مثال ہیں۔ اس لئے ان کو نہ پڑھو، ورنہ بھٹک جاؤ گے۔ اس لئے میری ہمیشہ کوشش رہی کہ ہر مسئلہ میں علمائے احناف کے فتوؤں پر عمل کروں۔ بس یہی اسلام ہے اور یہی اصل دین ہے۔ چنانچہ مجھے اپنے حنفی ہونے پر بڑا ناز تھا۔ میں ایک پیر صاحب کا مرید بھی ہو گیا تھا اور ان سے بیعت کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو صوفی تصور کیا کرتا تھا۔ ذکر و اذکار، وظیفہ و طائف اور اود و غیرہ جو حنفی مذہب میں رائج ہیں، ان پر سختی سے عامل تھا۔ خوب سرٹیک پٹک کر مریضیں لگائیں، مراقبے کئے اور سمجھتا رہا کہ بس اب یہ ہوا اور وہ ہوا۔ میرے دن اور رات اسی طرح بسر ہوا کرتے تھے کہ ایک روز میرے ایک دوست جناب ڈاکٹر علیم الدین صاحب نے جو ہمارے ساتھ تبلیغی جماعت میں شریک رہتے تھے، مجھ سے کہا کہ ان کا لڑکا پنا دین (حنفی مسلک) چھوڑ کر عالِمِ الحدیث ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سارے خاندان میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ خاندان کے دوسرے افراد بھی اس بات سے متاثر ہو رہے ہیں۔ موصوف نے خواہش ظاہر کی کہ ان کے ہمراہ کراچی چلوں اور ان کے بہنوئی جناب مسعود صاحب سے جو اس تحریک کو ہوا دے رہے ہیں، بحث مباحثہ کر کے ان لوگوں کو سمجھاؤں تاکہ وہ پھر حنفیت میں واپس آجائیں۔ چنانچہ میں اس کار خیر کے لئے تیار ہو گیا۔ کیونکہ میرے نزدیک اس وقت حنفیت ہی سچا دین تھا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے استاد مولوی نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ ہاشمیہ سجادوں سے کیا تو صاحب موصوف نے میرے جانے کی مخالفت کی اور کہا کہ تم جاؤ گے تو اپنا ایمان بھی کھو دو گے۔ کیونکہ وہ لوگ ضدی ہیں، ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ استاد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ وہ خود ایک دفعہ ان لوگوں کے پاس گئے تھے۔ مگر وہ نہ مانے لہذا مجھے منع کر دیا کہ ہرگز نہ جاؤ مگر مجھے کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ میں ضرور جا کر گمراہوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ میں اپنے دوست علیم الدین صاحب کے ہمراہ کراچی چل پڑا۔ ان لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ بات چیت کے لئے عصر کے بعد کا وقت مقرر ہوا۔ چنانچہ بعد نماز عصر

محترم مسعود صاحب کے دولت خانہ پر محفل جمی۔ سوال و جواب شروع ہوتے۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں نے محسوس کر لیا کہ میرے پاس سوائے تقلیدی علم کے اور کچھ نہیں ہے۔ ادھر محترم مسعود صاحب کے پاس قرآن و حدیث کا ایک سمند ہے۔ جناب مسعود صاحب قرآن مجید کی آیت پڑھتے، حدیث رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر جواب طلب کرتے کہ فلاں مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا یہ حکم اور ارشاد ہے لیکن آپ کا حنفی مسلک اس کے خلاف حکم دیتا ہے۔ میں جواب میں فقہ کی کتب کا حوالہ دیتا، ہدایہ شریف، درمختار فتاویٰ عالمگیری، ہشتی زیور وغیرہ سے فتوے پیش کرتا۔ ادھر قرآن شریف کی آیتیں بخاری و مسلم کی حدیثیں ابو داؤد، مؤطا امام مالک، ترمذی، ابن ماجہ جیسی کتب سے احکام رسول پیش کتے جانے لگے۔ میں ان کتب کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ کیوں کہ حنفی علماء نے مجھ سے فرمایا تھا کہ قرآن و حدیث کا ٹول بھری وادی کی مثال ہیں۔ ان کو ہرگز نہ پڑھنا۔ اس لئے میں نے کبھی ان کتب کو دیکھنے اوپر نہ ہننے کی تکلیف گوارا نہیں کی تھی۔ صرف نام سن رکھے تھے۔ ناظرین اندازہ فرمائیں کہ اس وقت میری کیا حالت ہوئی ہوگی۔ میں حیران تھا۔ بغلیں جھانک رہا تھا۔ دل میں ایک جوش تھا کہ کسی طرح حنفی مذہب کو اس وقت سچا کر دکھاؤں کہ ان کی یہ ساری دلیلیں غلط ثابت ہو جائیں مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ ہمارے علماء، اخاف اپنے وعظوں اور تقریروں میں کتب اور تفسیروں میں تو ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن کے بعد رئے زمین پر بخاری شریف سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ مگر آج اس بخاری و مسلم شریف سے حنفی مذہب چوٹ ہو رہا ہے۔ کیا کیا جائے۔ کس طرح حقیقت کو ثابت کیا جائے۔ میں دل میں بیچ و تاب کھانے لگا۔ مگر میرا تقلیدی علم قرآن و حدیث کا مقابلہ نہ کر سکا۔ میں خاکوش ہو گیا۔ جیسے مجھ پر سکتہ ہو گیا۔ میرے مخاطب جناب مسعود صاحب کا انداز گفتگو نہایت شیریں اور نرم تھا۔ دورانِ مباحثہ میں نے ان کے چہرے پر سوائے مسکراہٹ اور نرمی کے کچھ نہ دیکھا۔ ان کی گفتگو بڑی عالمانہ تھی۔ ایک ایک مسئلے کے لئے وہ کئی کئی آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے جاتے تھے۔ اور میرے پاس ان کے جواب میں ایک

بھی حدیث نہیں مٹی۔ لیکن میں نے شکست تسلیم نہیں کی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کچھ اپنے سوالات لکھ دیں۔ میں بڑے بڑے علمائے احناف سے دریافت کر کے آپ کو ثبوت دوں گا۔ کیونکہ مجھے یہ یقین تھا کہ ہمارا یہ دیرینہ مذہب حنفی مسلک کوئی کھلونا تو ہے نہیں، کہ ان کی باتوں سے ٹوٹ جائے گا۔ سینکڑوں سال سے یہ مسلک چلا آ رہا ہے۔ ہماری پشت با پشت حنفی مسلک کی ولدادہ مٹی۔ آج جدھر دیکھئے حنفی ہی حنفی نظر آتے ہیں۔ حنفی مذہب کس قدرین اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ یہ اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ جدھر دیکھئے ہماری ہی مسجدیں آباد ہیں۔ مدارس اسلامیہ سب حنفیوں کے ہیں۔ ہم میں ولی، غوث، ابدال، بڑے بڑے مشائخ اور امام گزرے ہیں اور اس وقت بھی ہیں۔ کیا یہ سب بلا دلیل ہی اپنا شیش محل بناتے ہوئے ہیں؟ جس کو یہ حضرت مسعود صاحب آج گرانے کی سعی ناکام میں مصروف ہیں۔ بس میرا یہ جوش تھا۔ جس کی وجہ سے میں نے ان سے سوالات طلب کئے۔ مسعود صاحب نے بڑی فرخندگی سے سوالات لکھ دیئے۔ ناظرین کرام میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب یہ سوالات لے کر میں اپنے علمائے کرام کی خدمت میں پہنچا اور ان کے جوابات طلب کئے تو کسی نے بھی ان سوالات کے جوابات نہ دیئے۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا۔ میں حیران تھا کہ اے اللہ یہ کیا تماشا ہے؟ کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ کیوں علمائے احناف ٹال مٹول کر رہے ہیں؟ بعض علمائے مجھے ڈانٹا، دھمکایا، کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم غیر مقلد ہو گئے ہو اور خواہ مخواہ ہم کو پریشان کرنے آئے ہو۔ کسی نے کہا کہ نواب صاحب تم غیر مقلدوں کے سوالات کے جواب میں خاموشی اختیار کرو تو وہ تمہارا پیچھا تھک مار کر چھوڑ دیں گے۔ کسی نے کہا کہ میاں کیوں دہائیوں کے پیچھے اپنا ایمان خراب کرتے ہو۔ کسی نے کہا کہ یہ نجدی لوگ ہیں جن سے بات کرنا سخت منع ہے۔ اور میں یہ سوچتا کہ جب ہمارا مذہب حنفی سچا ہے تو پھر کیوں ہم خاموش رہیں۔ کیوں کسی اعتراض کرنے والے سے بھاگیں۔ ہمارا تو کام یہ ہے کہ ہم ان کو قائل کر کے گمراہی سے بچائیں۔ جب ہمارے علمائے کرام بھی اپنے وعظوں میں اتباع رسول پر زور دیتے ہیں اتباع رسول ہی کو

ذریعہ نجات مانتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے اور ہمارے درمیان اتنی بڑی خلیج حائل ہو گئی۔ کیوں آج یہ حنفی علماء ان کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ کیوں دلیل کی بجائے تاویل سے کام لیتے ہیں۔ ایک طرف صحیح بخاری کو قرآن کے بعد صحت کا درجہ دیتے ہیں۔ اور عمل کے میدان میں اس کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ و غطوں میں حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ لیکن عملی میدان میں اس کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف انکار حدیث کرنے والے کو کافر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف خود افضلیت اور غیر افضلیت کا سوال پیدا کر کے انکار حدیث کرتے ہوئے ذرا نہیں ڈرتے اگر بخاری شریف غلط ہے تو صاف صاف کیوں نہیں اس کا اعلان کر دیتے؟ بس یہی سوالات میرے دماغ میں چکر کاٹتے رہتے۔ ایک حنفی مشہور عالم نے مجھ سے کہا تو یہ کہا کہ میاں نواب صاحب تم نے باقاعدہ عربی علوم حاصل نہیں کئے پندرہ سال کا نصاب پورا کرو، تب کہیں تم تقلید شخصی کو حق سمجھ جاؤ گے۔ اور ہماری طرح بحث کرنے لگو گے۔ یہ عربی علوم ہیں۔ ان میں زیرِ زیر اور پیش کا فرق ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور میں سوچتا کہ تقلید شخصی کو مہجلا زیرِ زیر پیش سے کیا نسبت ہو سکتی ہے کیوں یہ دستار بند لوگ مخلوق خدا کو قرآن و حدیث سے دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن ایک ایک بندے سے قرآن کا حساب لوں گا۔ اور یہ لوگ قرآن و حدیث کو کانٹوں سے بھری وادی بتلا رہے ہیں۔ بس ان کی اسی چیز نے مجھے تحقیق پر آمادہ کر دیا۔ پھر میں نے کتب احادیث وغیرہ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس طرح میں نے تقریباً دو سال تک تحقیق کی۔ حنفی علماء سے ملنا اور ان سے بحثیں کرتا تو وہ لوگ ناراض ہو جاتے بعض حنفی حضرات نے اپنے شاگردوں کو منع کر دیا کہ نواب غیر مقلد ہو گیا ہے، اس سے میل چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے۔ ادھر محترم مسعود صاحب سے میری خط و کتابت جاری تھی میں اپنے شبہات لکھ لکھ کر ان کو بھیجتا اور وہ باقاعدہ دلائل سے جواب دیتے۔ بس یہی خط و کتابت ہے جو اس وقت آپ کے ہامحتوں میں ہے جس کے مطالعہ سے آپ پر روشن ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے محترم مسعود صاحب کے ذریعے کس طرح مجھ پر حق واضح فرمایا اور مجھے صراطِ مستقیم دکھایا۔ میں محترم مسعود صاحب

کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا کہ ان کی صحیح تبلیغ سے میں نے صراطِ مستقیم کو پالیا۔

میں اپنے کرم فرما ڈاکٹر نعیم الدین صاحب کو بھی کبھی نہیں بھولوں گا کہ یہی وہ
ڈاکٹر صاحب ہیں جن کی اصلاح کے لئے مجھے میرے دوست محترم علیم الدین صاحب
کراچی لے گئے تھے۔ دراصل یہ میرے لئے روحانی ڈاکٹر ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں ان کی
اصلاح کے لئے کیا تھا جہاں میری ہی اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمادی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہر بھولے ہوئے کو سیدھی راہ دکھلا میں اور قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دیں
اللَّهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ط

خاکسار

نواب محی الدین

ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول غلام اللہ، ضلع محٹہ

نوٹ :- تیسری اشاعت جب طباعت کے لئے جا رہی تھی تو انہی دنوں میں
۱۷ اگست ۱۹۸۵ء کو نواب محی الدین صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تیسری اشاعت میں
بھی یہ اطلاع دی گئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از سجاول سندھ

مکرمی جناب مسعود صاحب

اسلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ مجھے سجاول واپس آئے ہوئے آج تقریباً نو دس دن کا عرصہ ہوتا ہے۔ سجاول پہنچ کر میں نے ان تمام مسائل کے بارے میں جو آپ نے مجھے نوٹ کروائے تھے، خوب تحقیق کی۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری

۱۔ جن مسائل کی طرف خط میں اشارہ کیا گیا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے؟

۲۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد و عورتوں کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینہ پر؟

۳۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے؟

۴۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مرد نماز میں الٹے پیر پہنیں اور عورتیں

پیشانی پر الٹے کولے؟

۵۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ امامت کی چند شرائط میں اگر سب برابر ہوں

تو امام اس کو بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو اور شرم گاہ چھوٹی ہو؟

۶۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید

لازم ہے؟

۷۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین منسوخ فرمادیا تھا؟

۸۔ ایک درسم سے کم نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر

نماز ہو جائے گی؟

ہاتیں مجھے معلوم ہوئیں۔ چونکہ آپ تفصیل پسند نہیں فرماتے۔ اس لئے مختصر الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ میں بفضل خدا حنفی ہوں۔ قرآن مجید سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرام کے بعد امام ابو حنیفہؒ کا اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں اور بفضل تعالیٰ مطمئن ہوں لیکن حنفی ہونا جس ذوالیمان نہیں سمجھتا۔ ان کا اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا ہے۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے۔ انہوں نے قرآن اور حدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو بھی نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا ہے۔ جب ہی تو آج زائد از ایک ہزار سال سے لوگ ان کا اتباع کرتے چلے آتے ہیں۔ نہ صرف کراچی یا سجاول بلکہ ساری دنیا میں ان کا اتباع کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ آپ اندازہ لگاتے کہ ان ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام عابد، زاہد، مجتہد، امام فقیہ گزرے ہیں جو ان کے معتقد تھے اور ان کا اتباع کرتے تھے۔ امام صاحب کا شمار تابعین میں تھا۔ امام صاحب کی مبارک آنکھوں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا۔ غور کیجئے امام صاحب کا مرتبہ کتنا بڑا تھا۔ بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں۔ آج ان کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر جہلا میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خود غرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔ حدیث کو سمجھنا اور جانچنا ایک بڑی قابلیت کا کام ہے۔ یہ ایک خدا داد فن اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ اگر کوئی شخص حسد کی وجہ سے خواہ مخوام ہی ان کا مخالف بن جائے تو وہ ہر بات کا انکار ہی پسلو نکالے گا۔ انکار ہی مطلب لے گا۔ لیکن اگر وہ اپنی اصلاح چاہے اور حق بات جاننا چاہے تو وہ بلا کسی مناظرہ کے بھی خود ہی تحقیق کر کے نیک و بد کی پہچان کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو فقیہ نہ ہو اور فقہ کی الف ب ت ث بھی نہ جانتا ہو وہ اتنے بڑے امام و مجتہد پر اعتراض کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔ ایسے حاسد آدمی کو اگر میں چند مسئلے فقہ کے لکھ کر بھیجوں اور اس سے مطالبہ کروں کہ ان مسئلوں کو قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیا کر دو تو آپ یقین رکھتے

کہ وہ اپنا سامنہ کر رہ جاتے گا۔ آپ امام صاحب کی حیات طیبہ پڑھیے تعصب کو ایک طرف رکھ کر خوب اچھی طرح مطالعہ کیجئے۔ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں کتابیں ہیں جن کے مطالعہ سے سب حقیقت آپ پر روشن ہو جائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ہر اعتراض کا جواب خود بخود مل جائے گا۔ اگر آپ فرمائیں تو میں ان کتب کی فہرست آپ کی خدمت میں لکھ بیجوں وہ ساری کتابیں انشاء اللہ آپ کو کراچی ہی میں دستیاب ہو جائیں گی۔ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیجئے۔ کسی کو جنتی یا دوزخی کہنا یا کفر و شرک کے فتوے لگانا سخت قسم کا تعصب ہے۔ بڑی بھول اور جہالت ہے بلکہ میرا تو خیال ہے کہ ایسا کہنا علم غیب جاننے کا دعویٰ کرنا ہے۔ باقی خیریت

فقط خادم
نواب

www.sirat-e-mustaqeem.net



بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب !

آپ کا خط ملا۔ آپ سے میں نے جو سوالات کئے تھے ان کی آپ نے تحقیق کی۔ اگر اس تحقیق سے مجھے مطلع کرتے تو بڑی عنایت ہوتی تاکہ مجھے معلوم ہوتا کہ میں نے اپنی تحقیق میں کیا خطا کی ہے۔ میں تفصیل سے نہیں گھبراتا بلکہ چاہتا ہوں کہ آپ مفصل جواب دیں۔ آپ کو اپنا حنفی ہونا مبارک۔ آپ حنفی کہلانے میں فخر کرتے ہیں۔ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ امتی ہوں اور مسلم کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ یہ اپنی اپنی پسند ہے۔ میں نے مسلم ہونا پسند کیا، آپ نے حنفی ہونا پسند کیا۔ آپ اگر واقعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور صحابہؓ کی اقتدا کرتے ہیں تو پھر تو مجھے آپ سے کوئی تعرض نہیں ہے۔ میرا عمل بھی یہی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ میں اپنے ہر عمل کی تائید میں قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے دلیل پیش کر سکتا ہوں اور آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ اگر آپ واقعی اپنے دعوے میں سچے ہیں تو مندرجہ ذیل سوالات کی تائید میں ایک ایک صحیح حدیث پیش کر دیکھتے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت بڑی بات ہے آپ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی لکھ دیں۔ مگر اس کی سند بیان کریں اور کتب کا حوالہ دیں۔

۱۔ تقلید شخصی کا وجوب۔

۲۔ عورت اور مرد کی نماز میں تفریق۔

۳۔ انگلی ناپاک ہو جائے تو تین مرتبہ چائے سے پاک ہو جاتی ہے۔

۴۔ رفع یدین منسوخ ہے، ۵۔ گردن کا مسح پشت کف سے، ۶۔ نماز کی نیت

نقطہ خاتم مسعود

زبان سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی جناب مسعود صاحب

اسلام علیکم۔ آپ کا کارڈ مجھے مل گیا تھا۔ لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے ادائی
جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے اپنے کارڈ میں حنفیت پر جو حملے کئے وہ آپ کے نزدیک حقائق
مندانہ ہوں تو ہوں، لیکن میرے نزدیک نہایت افسوسناک ہیں۔ آپ نے لکھا ہے، کہ حنفی
مذہب اک گھڑا ہوا مذہب ہے۔ آپ کے اس حملے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ سارے حنفی،
سارے شافعی، سارے مالکی یا سارے حنبلی بے ایمان ہیں۔ کوئی بھی مسلمان نہیں ہے
اس طرح دوسری صدی سے لے کر آج تک جتنے مسلمان گزرے ہیں، سارے کے سارے
بے ایمان ہیں۔ آپ اپنے فتوے پر غور کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر خطرناک
فتویٰ آپ دے رہے ہیں۔ اور آپ کا یہ فتویٰ کوئی آیت اور کوئی حدیث کی رو سے دیا گیا
ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی آیت اور کوئی حدیث نہیں، صرف آپ کے دل کا بخار ہے۔ آپ
کی پیدائش چودھویں صدی کی ہے اور امام اعظمؒ کا زمانہ پہلی اور دوسری کا ہے آپ کا علم
صرف کتابی علم ہے۔ ترجمہ کی ہوئی کتابوں کو پڑھ کر اپنی عقل کے مطابق غلط تسلط ترجمہ کر لیا۔
امام اعظمؒ جیسے پائے کے محدث اور فقیہ، جن کی آنکھوں نے حضرت انسؓ کو دیکھا تھا ان کے
مقابلے میں آپ کا علم کیا وقعت رکھتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے قطرہ دریا سے
کھے کہ تو دریا نہیں ہے۔ دراصل میں دریا ہوں۔ کون اسے تسلیم کرے گا۔ آپ اگر غور کریں
تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دوسری صدی کے سب سے بڑے محدث امام اور فقیہ کون تھے
ظاہر ہے کہ امام اعظمؒ ہی تھے اور امام بخاریؒ، ترمذیؒ اور مسلمؒ وغیرہ یہ سب بعد کی
پیداوار ہیں۔ ان لوگوں نے احادیث جمع کی ہیں۔ وہ ان کی اپنی عقل و سمجھ تھی جس نے جس
حدیث کو جیسا سمجھا ویسا ہی جمع کیا۔ ویسا ہی لکھا۔ ایک صاحب نے کسی حدیث کو ضعیف سمجھا

تو دوسرے صاحب نے اس کو من کہا تو تیسرے نے غریب چوتھے نے صحیح یا موضوع
 غرض جو سمجھا وہ لکھا تو یہ بھی ان کا قیاس ہی ہوا۔ کیوں کہ حدیث کے صحیح یا غلط موضوع یا
 ضعیف و غریب ہونے کے بارے میں کسی بھی محدث کے پاس کوئی دعی نہیں آئی نہ کوئی فرشتہ
 آیا بلکہ ہر ایک نے اپنے معیار کے مطابق قیاس دوڑایا اور جیسا سمجھا ویسا لکھا ظاہر ہے کہ بعد میں
 پیدا ہونے والے محدثین اس محدث کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے جس محدث نے
 صحابی رسول کو دیکھا ہو ان سے ملاقات کی ہو اور جس کی پیدائش پہلی صدی کی ہو ظاہر ہے
 وہ ہستی صرف امام اعظمؒ ہی کی ہے جن کے عہد زریں کے بارے میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضور
 نے فرمایا ہے کہ سب سے اچھا میرا زمانہ ہے اور میرے بعد میرے صحابہ کا اور ان کے بعد
 تابعین کا۔ غالباً آپ نے یہ حدیث میں پڑھا ہو گا۔ پس امام صاحب کا شمار تابعین میں ہے۔
 ایسی صورت میں آپ کے بعد پیدا ہونے والے اور چودھویں صدی میں جنم لینے والوں کے
 شور و شر کی کیا حقیقت۔ آپ بچوں کی طرح پانچ چھ سوالات لکھ کر حنفیت پر چوٹ کرنا، حملے
 کرنا۔ ان کو سنا سارے مسلمانوں کو بے ایمان کہنا اپنے لئے طرہ امتیاز سمجھ رہے ہیں اور اپنے
 کو جنت کا ٹھیکیدار اور سب کو دوزخ کا ایندھن سمجھ رہے ہیں۔ نہ معلوم کونسی دعی آپ کے پاس
 آئی ہے یا کیا دلیل ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ آپ کی معلومات صرف امام صاحب کے بعد کی لکھی
 ہوئی چند کتابوں کی حد تک ہے۔ آپ نے جو کچھ علم پڑھا وہ امام اعظمؒ کے بعد کے محدثین کا علم
 و قیاس اور رائے ہے۔ امام بخاریؒ کی رائے اور قیاس ہے کہ فلاں حدیث کا مطلب یہ ہے
 پھر امام ترمذیؒ کی رائے اور قیاس ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔

غرض آپ رایوں اور قیاسوں کے بھول مہلیوں میں پھنس گئے۔ آپ یہ تعلیم پیش کرتے
 ہیں کہ ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے حل کرو۔ آپ سے کس نے کہا کہ ہمارا مذہب یا ہمارا امام ایسا
 نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز آپ نے اپنے قیاس سے تحقیق کی ہے۔ کیونکہ آپ نے دیکھا کہ
 بخاری صاحبؒ کے بعض ارشادات امام صاحبؒ کے ارشادات کے خلاف ہیں تو آپ نے

سمجھ لیا کہ یہ پیر حدیث کے خلاف ہے حالانکہ یہ آپ بھول گئے کہ امام اعظمؒ، امام بخاری رحمہ اللہ صاحب سے بہت پہلے یعنی پہلی صدی کے امام اور محدث ہیں جو امام بخاری صاحب وغیرہ سے زیادہ حدیثوں کو پرکھ سکتے تھے۔ آج اگر کسی مسئلہ کا حل قرآن و حدیث میں نہ ملے تو کیا کریں۔ آپ کہیں گے کہ اپنی عقل سے فتویٰ لے لینی قیاس کرو تو پھر جب قیاس کرنا ہی ٹھہرا تو پھر دوسری صدی کے محدث فقہ کے قیاس پر کیوں نہ عمل کیا جائے۔ آج کل کے محدثین اور قیاس والے امام اعظمؒ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ آج اگر میرے جیسا کوئی جاہل انسان آپ کے مسلک کو اپنانے تو اس کا تو بیڑا ہی غرق ہو گیا۔ کیونکہ وہ جاہل نہ حدیث سمجھ سکتا ہے نہ قرآن۔ ہر سرات میں محتاج۔ کرے تو کیا کرے۔ آپ کہیں گے کہ ہم سے پوچھو، ہم قرآن و حدیث کی بات بتلاتے ہیں۔ تو یہ بھی تقلید ہوئی۔ ہر بات آپ سے پوچھ کر کرے تو یہ آپ کی تقلید ہوئی۔ آپ فرمائیں گے کہ ہم ہر بات قرآن و حدیث کے مطابق بتلاتے ہیں گے۔ کیا سند ہے کہ آپ ایسا ہی کریں گے۔ کیونکہ جب دوسری صدی کے امام محدث پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا تو پھر اس کے بعد والے محدث پر کس طرح بھروسہ کیا جائے۔ کیا سند ہے کہ آپ کی بات بالکل قرآن اور حدیث کے مطابق و موافق ہے۔ آپ فرمائیں گے۔ بخاری شریف میں دیکھو، ترمذی شریف میں دیکھو وغیرہ، وغیرہ، تو ان کتابوں میں جو حدیثیں لکھی ہوئی ہیں وہ ان محدثین یعنی امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، اور امام مسلمؒ وغیرہ کی لکھی ہوئی حدیثیں ہیں انہوں نے اپنے اپنے معیار کے مطابق حدیثیں لکھی ہیں اور یہ سب امام صاحبؒ کے بعد کے محدث ہیں۔ کیا سند ہے کہ ان حضرات کے قیاسات صحیح ہوں۔ لیکن ہے کہ جس حدیث کو امام بخاریؒ اپنے معیار کے مطابق صحیح خیال کر رہے ہیں وہ حدیث امام اعظمؒ کے معیار پر غریب اور ضعیف ہو۔ بعد والوں کے تو جتنے دفتر ہیں سب ان کی راہوں اور قیاسوں کے دفتر ہیں جس نے جیسا سوچا جیسا سمجھا ویسا ہی لکھ دیا۔ آپ کے مسلک پر چلنے کے لئے تو سارے لوگوں کا محدث فقہ اور عالم ہونا شرط ہے۔ جب تک ہر شخص محدث نہ ہو آپ کے مسلک پر چل ہی نہیں سکتا۔ اور آج زمانہ میں جہلا کی اکثریت ہے۔ ان کا تو بیڑا ہی

غرق ہے۔ پورا وہ آپ کے پیچھے چلیں گے اور یہ تقلید ہوگی تقلید کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اگر میں
 رغبت کو چھوڑ کر آپ کے مسلک پر چلنے لگوں تو میں آپ کی رہبری کا قدم قدم پر محتاج ہوں گا
 کہ اب کیا کروں اور اب کیا کروں ظاہر ہے کہ آپ سے پوچھوں تو جب آپ سے پوچھنا ہی ٹھہرا تو
 چودھویں صدی کے بچے سے پوچھنے سے بہتر ہے کہ دوسری صدی کے مجتہد، محدث، امام اور فقیہہ
 سے پوچھوں چودھویں صدی کے ننھے اور نادان دوستوں کی رایوں پر چلنے سے تو دین کا شیرازہ بکھر
 جائے گا۔ دین منتشر ہو جائے گا۔ کئی فرقے بن جائیں گے۔ کوئی مسعودی فرقہ ہوگا، کوئی ستاری، کوئی
 کچھ کوئی کچھ۔ ایک صاحب اپنی رائے چلائیں گے۔ تو دوسرے صاحب اسکو کاٹ کر اپنا قیاس
 دوڑائیں گے۔ جھگڑے اور فساد شروع ہو جائیں گے۔ شخص تقلید شخصی اور تقلید محض کے چکر میں پھنس
 جائے گا۔ جیسا کہ آپ یا آپ کی جماعت الفاظ کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ آپ حدیث کے الفاظ
 کو دیکھتے ہیں لیکن اس کی شان نزول اور وقت نزول کو نہیں جانتے۔

مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ شرک رات بھر چلتی ہے تو بس آپ لفظوں کو پکڑ لیں گے کہ شرک
 ہی رات بھر چلتی ہے اور اگر امام اعظم صاحب وضاحت فرمائیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ
 اس شرک پر رات بھر لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے تو آپ پیچھے لگیں کہ دیکھیے صاحب حدیث
 میں صاف لکھا ہے کہ شرک رات بھر چلتی ہے۔ لیکن امام صاحب حدیث کے خلاف فرما
 رہے ہیں۔ بس یہ لفظی چکر ہے جس نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے۔ اگر آپ کاٹس بچہ آپ کے
 مقابلہ میں محدث ہونے کا دعویٰ کرے تو آپ خود ہی غور کیجئے کہ کیا اس کے دعویٰ کو آپ یا
 کوئی بھی تسلیم کرے گا۔ اگر بخاری شریف، ترمذی شریف، دیگر کتب نہ لکھی جائیں، تو آپ
 کیا کرتے؟ اور ان کتب میں جو احادیث درج ہیں جن کو آپ بطور دلیل پیش کرتے ہیں وہ
 سب لکھنے والوں کے معیار کے مطابق لکھی گئی ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ
 بھی سب ان بزرگ محدثوں کے قیاسات ہیں، جس کو جس نے جیسا سمجھا ویسا ہی لکھا۔ ان
 کے صحیح یا مضموع یا ضعیف ہونے کے بارے میں ان کے پاس کوئی وحی نہیں آئی، سب

قیاسات ہیں۔ آپ ہم کو قیاسی کہتے ہیں۔ لیکن آپ خود قیاسات کے چکر میں چکر کھا رہے ہیں۔ اپنے آپ کو الفاظوں کی پن چکی سے نکالیں اور کشادہ وادی میں تشریف لائیں۔ انشاء اللہ اس وادی میں آپ کو ایسی ہوادستیاب ہوگی جس سے آپ کے سر سے قیاسات کا چکر جاتا رہے گا اور آپ رایوں اور قیاسات کے بھنور سے آزاد ہو جائیں گے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت کا ہر آدمی لیڈر شپ چاہتا ہے، اہل الرائے بننا چاہتا ہے اور عوام الناس کو دھوکا دے کر، قرآن اور حدیث کا بہانہ بنا کر لوگوں کو قیاسات کی دنیا میں بھنسانا چاہتا ہے بشریت سازی آپ کی جماعت کا نصب العین ہے۔ بعد والوں کے قیاسات اور رایوں پر چل کر آپ دین میں نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکال رہے ہیں۔ اگر ان کو آپ قیاس اور رائے نہیں کہتے تو پھر کیا آپ کے یا آپ کی جماعت کے لیڈروں کے پاس وحی آئی ہے۔ سینے، ہم متبع حدیث ہیں، ہمارا ہر فعل، ہر عمل خدا کے فضل سے قرآن اور حدیث کے موافق ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ آپ کے لیڈر قیاس اور رائے دوڑا کر ہماری حدیثوں کو جھٹلانے کی کوشش کریں۔ حدیث کو جھٹلانا حدیث سے انکار کرنا ہے۔ آپ جو حضور انور کی حدیثوں کو جھٹلا رہے ہیں وہ محض قیاس کی بنیاد پر، کہ فلاں صاحب نے ایسا لکھ دیا ہے تو وہ بھی ان صاحب کا قیاس ہوا۔ آخر میں میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ قیاس اور رایوں کے چکر سے اپنے آپ کو نکالیں۔ اہل الرائے بننے کی کوشش نہ کیجئے۔ اس میں آپ ہی کا بھلا ہے آپ اس خط کا جواب علیم الدین صاحب کے پتہ پر دیجئے۔ انشاء اللہ مجھے مل جائے گا۔

خادم
خواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب !

آپ کا خط پہنچا۔ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ میرے سوالات کا جواب کہیں نہیں۔ حالانکہ خط چودہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے عبث اتنا طول دیا۔ اتنا لکھ دینا کافی تھا کہ ان مسائل کے بارے میں موجودہ کتب حدیث میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کو وہ حدیثیں ملی تھیں لیکن یا تو انہوں نے ان کی اشاعت نہیں کی یا اشاعت تو کی لیکن اختلاف نے ان احادیث کو محفوظ نہیں کیا اور وہ ضائع ہو گئیں۔ یہ ہے آپ کے خط کا خلاصہ !

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمع احادیث

آپ نے غور فرمایا۔ یہ جواب کس قدر قابل اعتراض ہے۔ اگر امام ابو حنیفہؒ کو وہ احادیث ملی تھیں تو کیا کسی خفیہ ذریعہ سے ملی تھیں کہ ان کے سمیعہ علماء قطعاً نابلدہ ہے۔ انہوں نے خود ان احادیث کو محفوظ کیوں نہ کیا؟ اگر ان کو فقہ کی ترتیب نے فرصت نہیں دی تو ان کے تلامذہ نے ان کو محفوظ کیوں نہ کیا؟ دوسرے ائمہ کی بتائی ہوئی حدیثیں تو انہوں نے محفوظ کیں لیکن اپنے استاد کی بتائی ہوئی احادیث کو غیر محفوظ چھوڑ دیا۔ — ایں چہ بوالعجبی ست

امام ابو حنیفہؒ کے اقوال کے دفتر کے دفتر محفوظ ہیں لیکن ان اقوال کا ماخذ محفوظ نہیں۔ افسوس ہادی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ضائع کر دیا گیا اور ان کے ایک امتی کے اقوال کو محفوظ کیا گیا۔ کیا عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے؟

امام ابو حنیفہؒ اور ان کی طرف منسوب کردہ مسائل

اچھا معاف فرمائیے گا، ایک بات پوچھتا ہوں۔ درمختار میں ہے،
ثُمَّ الْاَكْبَرُ دَا سَاوَا الْاَصْغَرُ عُضْوًا۔

یعنی مذکورہ بالا شرائط میں اگر سب برابر ہوں تو پھر اسے امام بنایا جائے جس
کا سب سے بڑا ہو اور ذکڑ سب سے چھوٹا ہو۔

کیا یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے میرا تو ایمان ہے کہ یہ قول امام صاحب کا نہیں ہے بلکہ بعد
میں گھڑا گیا ہے۔ لیکن اگر آپ اسی پر مصر ہیں کہ بعد میں نہیں گھڑا گیا بلکہ انہیں کا فتویٰ ہے تو پھر آپ
امام ابو حنیفہؒ کی شان کو دو بالا نہیں کر رہے بلکہ اس قول کو ان کی طرف منسوب کر کے ان کی توہین کر رہے
ہیں۔ بلکہ بقول آپ کے امام صاحبؒ کا ہر قول حدیث کے مطابق ہے تو پھر یہ قول رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف منزع ہوا اور اب یہ ایک امام ہی کی توہین نہیں رہی بلکہ اللہ کے رسول سرور
بنی آدم، فخر موجودات علیہ افضل الصلوات والتحيات کی توہین ہوئی۔ بتائیے کوئی امتی اپنے رسول
کی طرف ایسے قول کو منسوب کرنا گوارا کرے گا؟

میں تو امام ابو حنیفہؒ کی عزت و تقویٰ کا لحاظ کرتے ہوئے یہی بات کہتا ہوں کہ ایسے مسائل
بعد میں گھڑے گئے ہیں اور ان کے گھڑے ہوئے ہونے کے ثبوت کے لئے محض ان کا مکروہ ہونا ہی
کافی ہے۔ تاہم میں آپ کی تسلی کے لئے ایک بہت بڑے حنفی محقق مولوی عبدالحی فرنگی محل کی تحریر
پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

يسهل الأمر في دفع طعن المعاندين على الإمام أبي حنيفة
وصاحبيه فانهم طعنوا في كثير من المسائل المدرجة في
فتاوى الحنفية انها مخالفة للحديث الصحيحة أو
انها ليست متصلة على أصل شرعي ونحو ذلك و

جعلوا ذلك ذريعة الى طعن الائمة الثلاثة ظناً منهم
انها مسائلهم ومذاهبهم وليس كذلك بل هي من
تفريعات المشايخ (النافع الكبير ص ۱۳۳)

”فتاویٰ حنفیہ میں جو مسائل و ج ہیں، معاندین نے ان کو امام ابو حنیفہ،
امام ابو یوسف اور امام محمدؒ پر طعن کرنے کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے۔ کیونکہ ان مسائل کی
ایک کثیر تعداد اصول شرعی پر مبنی نہیں ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ وہ یہ
خیال کرتے ہیں کہ یہ ائمہ ثلاثہ کے مسائل اور مذاہب ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں
ہے بلکہ یہ مشائخ کے تفریعات ہیں نہ کہ ان تینوں اماموں کے۔ اور اس طرح ان
تینوں اماموں پر سے دفع طعن آسان ہو جاتا ہے۔“
مزید ملاحظہ فرمائیے،

عبد القادر بدایونی حنفی اپنی کتاب بوارق شیخ بخدی میں لکھتے ہیں:
اندراج خوارج و معتزلہ در کتب حنفیہ زائد از حد است ہزاراں ہزار خوارج
و معتزلہ در فروع فقہ حنفی مذہب بودند تلامذہ خاص امام اعظم و ابو یوسف
مذہب ہذا ہب باطلہ گزشتہ و ہزاراں ہزار روایت ازاں کساں مطابق
ایشاں در کتب فتاویٰ داخل است۔“

یعنی ”کتب حنفیہ میں خارجوں اور معتزلیوں کے اندراجات حد سے زیادہ ہیں
ہزار ہا خوارج اور معتزلہ فروع میں حنفی تھے۔ امام ابو حنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ
کے تلامذہ خاص میں ایسے لوگ شامل ہیں جو باطل مذہب کے پرستار تھے
اور ان سے ہزار ہا روایتیں ان کے باطل مذہب کے مطابق کتب حنفیہ
میں داخل ہیں (السلام المبین ص ۲۰۰)

الغرض نمونے کے لئے دو ہی حوالے کافی ہیں۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ فقہ حنفیہ

میں سب کچھ امام ابو حنیفہؒ کا نہیں ہے بلکہ دوسروں کے فتوے بھی اس میں شامل ہیں اور اس پر علماء کی تصریحات شاہد ہیں۔

مشراب کی حلت

جمہور ائمہ دین کا متفقہ مسئلہ ہے کہ مسکر کی وہ مقدار جو حد سکر کو نہ پہنچے، حرام ہے اور یہ اس حدیث کے بھی مطابق ہے جو موجودہ کتب حدیث میں پائی جاتی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ وہ مقدار جو حد سکر کو نہ پہنچے حلال ہے۔ اب آپ تو یہ فرمائیں گے کہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس ایسی حدیث ہوگی جس کی رُ سے یہ مقدار حلال ہوگی، تو سوال یہ پیدا ہوگا کہ پھر کون سی حدیث صحیح ہے۔ آپ فرمائیں گے حلال کرنے والی۔ مگر وہ تو ضائع ہو گئی۔ اور جو حرام قرار دینے والی حدیث ہے وہ اس صحیح کے خلاف ہونے کی وجہ سے منکر ہو گئی۔ بلکہ موضوع۔ لہذا احادیث کا موجودہ سرمایہ اس ضائع شدہ ذخیرہ احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے موضوع قرار دینا پڑے گا۔ اور یہ بات تو شاید منکر حدیث بھی نہیں کہے گا کہ موجودہ سرمایہ سب کا سب موضوعات کا انبار ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ غائب اور موجودہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں تو پھر اسلام ایک عجوبہ روزگار ہوگا اور اس کو عجائب خانہ میں رکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔

عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنے ایک فتوے میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں،

هذا هو تحريم مذهب ابي حنيفة والحق عندنا في

هذه المسئلة ما هو عند الجمهور۔

چھترت ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تحریر ہے اور حق ہمارے نزدیک وہ ہے

جو جمهور کا مذہب ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۱۹)

اب آپ سمجھ لیجئے جب میں کوئی بات کہوں تو اسے یہ کہہ کر نہ ٹال دیجئے کہ یہ چودھویں صدی کے بچے کی بات ہے اور پہلی صدی (دوسری صدی) کے امام کے قول کے مقابلہ میں

پیش ہے۔ میری بات کے ساتھ جمہور یا ائمہ دین کی ایک جماعت کا اتفاق و اتحاد ہوگا۔ یہ ان کی بات ہوگی نہ کہ میری۔ جمہور سے مراد عام ائمہ دین ہیں جن میں صحابہ کرام، تابعین عظام وغیرہم شامل ہیں۔ ان میں سے بہت سے امام ابو حنیفہؒ کے ہم مرتبہ ہیں۔ اور ایک کثیر تعداد ان سے بھی افضل ہے۔ کیا امام ابو حنیفہؒ کے اس قول کو بھی مانا جائے گا جو جمہور ائمہ دین کے بھی خلاف ہو اور پھر حدیث کے بھی؟

ائمہ کرام کی فضیلت تقلید کی مقتضی نہیں

میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کئے ہیں۔ میں کسی بھی چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کجا، ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ لیکن تقلید نہیں کرتا جس طرح آپ امام اوزاعیؒ، امام زہریؒ، امام حسن بصریؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی تقلید نہیں کرتے۔ اگرچہ آپ ان کی بزرگی کے قائل ہیں۔ یاد رکھیے کسی شخص کی فضیلت اس بات کی مقتضی نہیں کہ اس کی تقلید کی جائے۔ اگر محض فضیلت ہی تقلید کی دلیل ہے تو پھر امام حسن بصریؒ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تو صرف ایک مرتبہ پچھن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔ لیکن امام حسن بصریؒ کی تو ساری زندگی صحابہ کے دور میں گزری۔ صد ہا صحابہ کو دیکھا ہی نہیں۔ بلکہ ان کے شرف صحبت اور شرف تلمذ سے مستفید ہوئے اور صرف ایک وقت میں ۳۰۰ صحابہ کرام کی مقتدر جماعت ان کے ساتھ تھی۔

(دلیل الفالحین)

اسی طرح امام عطار مشہور تابعی ہیں جن کے متعلق خود امام ابو حنیفہؒ کا بیان ہے، کہ میں نے ان سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔ سینکڑوں صحابہ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ دو دو صحابہ کے ساتھ مسجد حرام میں نماز پڑھا کرتے تھے اور ان کی بلند آواز سے آئین کہنے کی آواز کو سنا کرتے تھے۔

(بیسہفتی)

محض فضیلت ہی باعث تقلید ہے تو امام عطاءؒ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے کہ ان کی آنکھوں نے ایک نہیں صد ہا صحابہؓ کو دیکھا تھا۔ اور ذرا اوپر چلیے۔ اگر فضیلت ہی کی وجہ سے تقلید ضروری ہو تو پھر کسی صحابی کی تقلید کیوں نہ کی جائے کہ اس کی آنکھوں نے تو وہ جمالِ جہاں آرا دیکھا جس کے سامنے ساری امت کا حسن و جمال بیچ ہے۔ مگر ہوتا کیا ہے؟ صحابی کے فتوے کو ترک کیا جاتا ہے اور حنفی مذہب کے فتوے کو مانا جاتا ہے۔ ایسی مثالیں بہت سی موجود ہیں۔ مثلاً مسئلہ مصراۃ کے سلسلہ میں حنفی مذہب کا فتویٰ صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے کے خلاف ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں)

منتہائے فضیلت کی اتباع

اچھا اور ذرا اوپر چلیے۔ آپ بھی فضیلت والی ہستی کے متلاشی ہیں اور میں بھی۔ آپ اس تلاش پر خلوص میں امام ابو حنیفہؒ تک پہنچ کر رک جاتے ہیں اور میں اس تلاش میں اتنا اوپر چلا جاتا ہوں کہ میرے سامنے وہ ہستی آ جاتی ہے جس پر تمام فضیلتیں منتہی ہوتی ہیں اور بس سے زیادہ افضل نہ کبھی ہوا ہے، نہ ہوگا۔ وہ ہے اللہ کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی۔ اگر فضیلت ہی تقلید کا معیار ہے تو اس کی تقلید کیوں نہ کی جائے جس سے افضل کوئی نہیں، اگر امام ابو حنیفہؒ کی آنکھ نے ایک صحابی کو دیکھا تو کیا ہوا۔ یہاں وہ آنکھ ہے جس نے آیات ربّ البکریٰ کا مشاہدہ فرمایا۔ یہاں وہ دل ہے جو مہبط وحی الہی ہے۔ یہاں وہ زبان ہے جو وَمَا یَنْتَلِقُ عَنْ السُّور کی مصداق ہے، جس کی ذات المجتہد قادی خلیف و یسید کے ماورائے ہے اور شریعت الہیہ کے بیان میں قطعی معصوم ہے۔

کیا امام ابو حنیفہؒ ہی حدیث کا صحیح مطلب سمجھے؟

یہاں پہنچ کر کہیں آپ پیروہی نہ کہیں کہ رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آپ

کیا سمجھیں۔ وہ تو امام ابو حنیفہؒ ہی سمجھتے تھے۔ شرک چلنے کی مثال دے کر آپ نے اس طرف اشارہ بھی فرمایا ہے تو جناب میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ میں تو حدیث کو نہیں سمجھتا۔ لیکن کیا جمہور ائمہ دین بھی نہیں سمجھتے تھے۔ کیا امام حسن بصریؒ بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس قسم کی باتوں سے آپ دوسرے ائمہ دین کی توہین کیوں کرتے ہیں؟ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ جو کچھ کہتا ہوں ان ائمہ دین کی تصریحات ہوتی ہیں جو ہر لحاظ سے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ مرتبہ رکھتے تھے۔ مثلاً امام حسن بصریؒ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی رکوع سے پہلے اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔

دکتاب دفع الیدین للإمام البخاریؒ

اب بتائیے کہ امام ابو حنیفہؒ جنہوں نے ایک صحابی کو بھی ترک رفع کرتے نہیں دیکھا ان کی بات مانی جائے یا امام حسن بصریؒ کی مانی جاتے جنہوں نے صدۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع یدین کرتے دیکھا۔

ہاں اگر آپ یہ کہنے کی جرات کر بیٹھیں کہ امام حسن بصریؒ کی اس روایت کا مطلب بھی آپ نہیں سمجھے بلکہ امام صاحبؒ نے صحیح سمجھا ہے یعنی صحابہ کرام رفع یدین نہیں کرتے تھے تو میں سوائے انا اللہ پڑھنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَ حُزْنِي إِلَى اللَّهِ۔

یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح امام حسن بصریؒ کے قول کو میں نہیں سمجھا، امام ابو حنیفہؒ کے قول کو آپ نہیں سمجھے۔ قصہ پاک ہوا۔ ساری کتابیں بالائے طاق رکھ دی جائیں یا دریا برد کر دی جائیں۔

ہاں ایک بات اور سن لیجئے۔ اگر فرق مراتب کی وجہ سے میں امام حسن بصریؒ کے قول کا مطلب نہیں سمجھا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مطلب امام ابو حنیفہؒ نہیں سمجھے۔ اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان فرق مراتب کا ایک طویل ترین سلسلہ ہے۔ جس کے

مقابلہ میں امام حسن بصریؒ اور میرے درمیان فرق مراتب کی کوئی حقیقت نہیں۔ سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرے کی مثال بھی یہاں صادق نہیں آتی۔ چلتے چھٹی ہوتی۔ علم دین کا ذخیرہ بالکل بیکار اور فضول ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک،

تقلید اور شریعت سازی

میں امام ابوحنیفہؒ کے مقابلہ میں محدث بننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن اگر میرا محسن بچہ میرے مقابلے میں محدث بننے کا دعویٰ کرے تو مجھے تردید کرنے کا کیا حق ہے۔ میں نے اپنے محسن بچے کی بات کو بھی تسلیم کیا ہے۔ جب اس نے کہا کہ آپ کا فلاں فعل حدیث کے خلاف ہے میں نے کہا لاؤ حدیث دکھاؤ۔ اس نے کتاب کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ میں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر لی۔ ایسی مثالیں میری زندگی میں کئی ہیں۔ میں اپنے کو ”ہم جنہیں دیگرے نیست“ کا مصداق نہیں سمجھتا۔ جو شخص بھی حدیث پیش کرے خواہ وہ کتنا ہی محسن اور حقیر و ذلیل کیوں نہ ہو، میں اس کی بات مان لیتا ہوں اور مان لوں گا۔ لیکن جو شخص خود مسئلہ گھڑ کر اپنا فتویٰ میرے سامنے پیش کرے تو میں نہیں مانوں گا۔ خواہ وہ فتویٰ دینے والا کوئی بھی ہو۔

سنیے! یہ دین اللہ کا دین ہے۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (قرآن مجید) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (قرآن مجید) اور اس دین کا شریعت ساز بھی خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ، دَعْرَانِ جِیَا اور اگر کوئی دوسرا شریعت سازی کرے تو وہ شرک کرتا ہے، أَمْلَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ۔ کیا انہوں نے شرک بنا رکھے ہیں جو ان کے لئے دینی شریعت بناتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی (قرآن مجید) وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (قرآن مجید) اللہ اپنے حکم میں کسی کو شرک نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کے پہنچانے والے ہیں بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (القرآن) یہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بذریعہ وحی نازل ہوا اور یہ وحی قرآن و حدیث میں محفوظ ہے۔ اسی "منزل من اللہ" کے اتباع کا حکم ہم کو دیا گیا ہے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کی اتباع سے روکا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: **إِتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهَا أَوْ لِيَاءً** : اس چیز کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اس کے سوا ولیوں کا اتباع نہ کرو۔ (القرآن)

اب بتائیے۔ ان فقہ کی کتابوں میں جو لکھا ہے سب منزل من اللہ ہے؟ اگر ہے تو بسر و چشم قبول ہے اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو اس کا اتباع حرام ہے اور عرام کو حلال بلکہ واجب سمجھنا کفر و شرک ہے۔ اگر آپ وہی بات دہرائیں کہ یہ منزل من اللہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھا بعد میں ضائع ہو گیا اور اب امام قشیریؒ کے صندوق سے برآمد ہو گا تو یہ اس قول کے مائل ہو گا جو بعض شیعہ کہا کرتے ہیں کہ اصل قرآن ضائع ہو گیا اور اب امام غائب مہدیؑ اے کر ظاہر ہوں گے۔

صحیح بخاری کی حدیث کو ماننا امام بخاریؒ کی تقلید نہیں

میں نہ امام بخاریؒ کی رائے اور قیاس کو مانتا ہوں اور نہ امام مسلمؒ کی۔ میں صحیح حدیث کو مانتا ہوں۔ خواہ اس کے پیش کرنے والے امام بخاریؒ ہوں یا امام مسلمؒ۔ ابو داؤد ہوں یا امام ابو حنیفہؒ ہاں یہ ضرور ہے کہ امام بخاریؒ امام مسلمؒ۔ امام ابو داؤدؒ نے حدیث کی کتابیں لکھ کر پیش کر دیں اور امام ابو حنیفہؒ ایسا نہیں کر سکے۔ تو اس میں میرا امام بخاریؒ وغیرہ کا کیا قصور ہے؟ **ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ**

اگر امام ابو حنیفہؒ کو بلایں کر دو حدیثیں امام بخاریؒ کے نزدیک ضعیف تھیں تو کیا امام محمدؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی وہ ضعیف تھیں۔ انہوں نے کیوں نہ جمع کر دیا۔ سن ظن سے کام لیجئے۔ محدثین کو امام ابو حنیفہؒ سے بغض نہیں تھا کہ قصد اوہ ایسا کرتے۔

آپ نے محدثین کی نشان میں کتنا توہین آمیز جملہ لکھا ہے کہ امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ مسلمؒ وغیرہ
ہستہ بعد کی پیداوار ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اچھا جناب! کیا امام مالک بھی بعد کی پیداوار ہیں۔ بقول علامہ بی نعمانیؒ امام مالکؒ
امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں (سیرۃ النعمان) امام مالک کی لکھی ہوئی کتاب بھی میرے زیر مطالعہ
رہتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے کی لکھی ہوئی کتاب صحیفہ ہمام جس کو حضرت ابو ہریرہؓ نے
مترتب کیا تھا وہ بھی میرے زیر مطالعہ رہتی ہے۔ ان ہی کتابوں سے اپنے مسائل کے دلائل
مہیا کیجئے یا کہیئے کہ ان کو بھی نہیں ملے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر محدثین کا اتفاق

یہ بھی آپ نے خوب لکھا کہ صحیح بخاری میں جو احادیث ہیں وہ امام بخاری رحمہ کا
قیاس ہی تو ہے۔ جی نہیں۔ اہل سنت کے ہر فرقہ کا اس کی صحت پر اجماع ہے۔ ان احادیث
کی صحت محض اٹکل اور وہم و گمان کی مرہون منت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دلائل ہیں۔
قرآن و شواہد ہیں اور دلائل بھی مٹوس۔ ایسے دلائل کہ ان کے ذریعے سے آج بھی ہر حدیث کو
کسویٰ پر پرکھا جاسکتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے لکھا مع سند کے امت کے سامنے رکھ دیا۔
اب بھی اگر کوئی چاہے تو پرکھ کر دیکھ لے۔ یہاں کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی۔

اس میدان میں اور لوگ بھی جم مٹونک کر اتنے لیکن کتب احادیث اور شرح
احادیث شاہد ہیں کہ انہوں نے مٹو کر کھائی اور ہر حدیث جس کو وہ صحیح سمجھتے تھے، صحیح نہیں
نکلی۔ اس میدان میں دو ہی شہسوار نظر آتے کہ جو دعویٰ کیا وہ صحیح ثابت ہوا۔ یعنی امام بخاریؒ
اور امام مسلمؒ محدثین نے ان کی احادیث کو دعوے کے مطابق صحیح پایا اور دونوں کتابوں کو

صحیحین کا لقب دیا۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ

علمائے احناف ان کتابوں کی احادیث کو ضعیف کہہ سکتے تھے۔ مگر حیرت کا مقام ہے کہ تمام علمائے احناف نے متفق طور پر ان کو صحیح مانا۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں: تَسَحَّدُ لَهُ جَبَاءُ التَّصَانِيفِ (ارشاد الساری) یعنی صحیح بخاری کے سامنے سب تصانیفات کی پیشانیاں سجدہ ریز ہیں۔

محدثین میں سے امام نسائی فرماتے ہیں: أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى صِحَّةِ هَذَيْنِ الْكُتَابَيْنِ، یعنی بخاری و مسلم کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔ (نصرة الباری)

استاذ ابو اسحق اسفرائینی فرماتے ہیں: أَهْلُ الصَّنْعَةِ مُجْبِعُونَ عَلَى أَنَّ الْأَخْبَارَ الَّتِي اشْتَمَلَ عَلَيْهَا الصَّحِيحَانِ مَقْطُوعٌ بِصِحَّةِ أَصُولِهَا وَمَتُونُهَا (فتح المغیث) یعنی فن حدیث کے ماہرین اس پر متفق ہیں کہ بخاری اور مسلم کی احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں۔

امام الحرمین لکھتے ہیں: لَا جَمَاعَ عِلْمَاءِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى صِحَّتِهَا (نصرة الباری) یعنی علمائے مسلمین کا ان دونوں کی صحت پر اجماع ہے

امام ابو الفلاح فرماتے ہیں: "تَمَامُ فَقْهَائِنَا صَحِيحُ بَخَارِي كِي هِرْسَنَدِ حَدِيثُ كُو صَحِيحُ تَسْلِيمِ كِيَا هِي" (نصرة الباری بحوالہ شذرات الذهب ملخصاً)

اسی طرح حافظ ابو نصر سنجری نے فرمایا ہے کہ "أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَقْهَاءُ وَغَيْرُهُمْ... الخ یعنی اہل علم فقہاء اور دیگر لوگوں کا صحیح بخاری کی تمام مرویات کی صحت پر اجماع ہے۔ (ملخصاً من نصرة الباری بحوالہ مقدمہ ابن سبلاح)

مشہور حنفی عالم عینی لکھتے ہیں: اِتَّفَقَ عِلْمَاءُ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ اِنَّهٗ لَيْسَ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ اَصَحَّ مِنْ صَحِيحِ الْبَخَارِي (عمدة القاری) یعنی مشرق و مغرب کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی

کتاب نہیں۔

احمد علی سہارنپوری لکھتے ہیں: "إتفق العلماء على أن أصح الكتب المصنفة صحيح البخاري ومسلم" (نصرة إمامي) یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ تمام تصنیفات میں سب سے زیادہ صحیح یہ دو کتابیں ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

انور شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں: "حافظ ابن صلاح" حافظ ابن حجر امام ابن تیمیہ شمس اللامہ نحسی کے نزدیک صحیح بخاری کی تمام حدیثیں قطعی اصحت ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں: "إن رأيهم هو رأيي"۔ "جو ان کی رائے ہے وہی تحقیقت میری رائے ہے" (فیض الباری ملخصاً)

شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں: "إن ما تفرد به البخاري ومسلم مندرج في قبيل ما يقطع بصحة لتلقى الأمة كل واحد من كتابهما بالقبول"۔ یعنی بخاری و مسلم کی منفرد روایتیں بھی قطعی اصحت ہیں اس لئے کہ امت نے ان کی ہر حدیث کو تسلیم کیا ہے (فتح الملہم شرح صحیح مسلم) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وإنهما متواتران إلى مصنفيهما وإنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين وإن شئت الحق الصراح فقسهما بكتاب ابن أبي شيبة وكتاب الطحاوي ومسند الخوارزمي تجد بينهما وبينهما بعد المشرقين (رحمة الله الباقية - جلد اول)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں جتنی مرفوع متصل حدیثیں ہیں۔ محدثین کا اتفاق ہے

کہ وہ سب قطعاً صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں جو شخص ان کی امانت کرے وہ بدعتی ہے اور مومنین کی راہ سے اس کی راہ علیحدہ ہے اور اگر آپ حق کی وضاحت چاہیں تو مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطحاوی اور مسند خوارزمی (مسند امام ابو حنیفہ) سے صحیحین کا مقابلہ کریں تو آپ ان میں اور صحیحین میں بعد المشرقین پائیں گے۔ الغرض بے شمار اقوال ہیں۔ کہاں تک لکھوں کسی نے بھی بلحاظ صحت ان کتابوں سے اختلاف نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ان کے معاصرین اور اساتذہ نے ان کی صحت پر اتفاق کیا۔ اب اگر کوئی شک کرتا ہے تو سوائے اس کے اور کیا لکھوں کہ ”نہ ہے بالس نہ نیجہ بالسر“ کا مصداق ہے نہ صحیح بخاری ہوگی نہ فقہ پر تنقید کا موقع ملے گا۔ اگر صحیح بخاری کو آپ تسلیم نہیں کرتے تو ایسی کوئی کتاب آپ پیش فرمائیے جس پر محدثین اور مجتہدین کا اتفاق ہو، جو صحیح بخاری سے برتر ہو۔ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا.....

جاہل کا عالم سے سوال کرنا تقلید نہیں

آپ فرماتے ہیں: ”جاہل کیا کرے۔ اگر وہ آپ سے پوچھے گا تو آپ کا مقلد ہوگا۔“ میں کہتا ہوں کہ جاہل اگر آپ سے پوچھے تو کیا وہ آپ کا مقلد ہو جائے گا؟ امام ابو حنیفہؒ کا مقلد نہیں رہے گا؟ کیونکہ وہ اتنے بڑے امام کی فقہ کو کیا سمجھ سکتا ہے وہ تو آپ ہی کے کہنے پر عمل کرے گا۔ اگر آپ یہ جواب دیں کہ ہم اس کو امام ابو حنیفہؒ ہی کے قول بتائیں گے لہذا ہمارے بتانے کے بعد بھی وہ امام ابو حنیفہؒ کا ہی مقلد کہلاتے گا، نہ کہ ہمارا۔ تو میں کہوں گا کہ میں بھی اس کو احادیث ہی بتاؤں گا۔ لہذا میرے بتانے کے باوجود وہ میرا مقلد نہ ہوگا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوگا۔

سنئے اور بڑے فوہ سے سنئے۔ میں بحیثیت عالم کے آپ کے علماء کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا ہوں جاہل یا طالب علم کی حیثیت سے ہی آپ کے علماء سے پوچھتا ہوں

کہ اللہ یہ جو طریقے آپ نے اختیار کر رکھے ہیں۔ ان کے متعلق جو حدیث آپ کو معلوم ہے۔ مجھے بھی بتا دو تاکہ میں بھی ان پر عمل کر سکوں تو جواب وہ ملتا ہے جو آپ کو چودہ صفحات میں لکھوایا گیا ہے۔

محض وہم و گمان سے حدیث کو نہیں چھوڑا جاسکتا

یہ بھی آپ نے خوب لکھا ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ کے نزدیک صحیح ہو، ہو سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ ضعیف اور غریب ہو۔ سینے! محض وہم و گمان سے حقائق کو نہیں جھٹلایا جاسکتا۔ اگر وہ ضعیف تھی تو باوجود تمام لوازمات کی موجودگی کے علمائے اخلاف نے اس کو ضعیف کیوں نہ ثابت کیا اور کیوں اس دور تک سب اس کو صحیح سمجھتے رہے۔ اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جملہ صحیح حدیثیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضعیف ہیں تو امام صاحب کے ان اقوال پر کیسے عمل ہوگا انتہا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں میرے قول کو چھوڑ دو۔ (روضۃ العلماء) اذا صح الحدیث فهو مذہبی: صحیح حدیث میرا مذہب ہے، ہر صحیح حدیث کے متعلق یہ گمان ہوگا کہ شاید امام صاحب کے نزدیک ضعیف ہو لہذا حدیث رد کر دی جائے گی یعنی محض ظنیات سے قطعیات کو مسترد کیا جائے گا۔

صحیح بخاری و مسلم کی صحت پر ائمہ کا اتفاق

پھر سن لیجئے۔ بخاری اور مسلم کی حدیثیں اس لئے صحیح نہیں ہیں کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ انہیں صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس لئے صحیح ہیں کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کے تمام علمائے ان حدیثوں کو صحیح تسلیم کیا ہے علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں :
اعتمد منها ما اجمعوا علیہ۔

یعنی امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے لئے ان ہی احادیث کو قابل اعتماد سمجھا، جن کی صحت پر اجماع تھا۔ پھر امام مسلمؒ کے متعلق بھی انہوں نے یہی بات تحریر فرمائی۔ (مقدمہ تاریخ ابن خلدون)

الغرض امام بخاری و امام مسلم نے ان احادیث کو ان کتابوں میں جمع کیا جن کی صحت پر اُس وقت تک کے تمام علماء کا اتفاق تھا اور ان علماء میں امام ابو حنیفہؒ بھی شامل ہیں (بشرطیکہ آپ انہیں محدث تسلیم کریں)

حنفی فقہ کے بے شمار مسائل بے دلیل ہیں

ہم تو نئی نئی باتیں نہیں نکال رہے۔ جو بات کہتے ہیں دلیل سے کہتے ہیں۔ آپ پوچھ کر دیکھ لیجئے۔ انشاء اللہ آیت یا حدیث پیش کریں گے۔ اصل جواب سے انشاء اللہ کبھی انحراف نہیں کریں گے۔ نئی نئی باتیں تو مقلدین نے نکالی ہیں۔ مثلاً تقلید، یہ بدعت ہے۔ نہ دور صحابہ میں تھی نہ دور تابعین میں (حجۃ اللہ البالغہ) پھر مرد و عورت کی نماز علیحدہ علیحدہ گھڑی گئی۔ نماز میں نیت زبانی کا اضافہ کیا گیا۔ حلالہ کا مسئلہ جاری کیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ یہ نہیں پھر کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ ان سے قطعی بری الذمہ ہیں۔ میں جو کہتا ہوں، ان کے متعلق نہیں کہتا، وہ تو متبع حدیث تھے اور اس سے بھی زیادہ تعریف کے مستحق ہیں جو آپ نے تحریر فرمائی ہے۔ میں تو موجودہ مذہب کے متعلق بات کرتا ہوں۔

قرون اولیٰ میں تقلید کا رواج نہیں تھا

یہ میں نے کب لکھا کہ سوائے میرے کوئی مسلم ہی نہیں، اب تک جتنے مسلمین ہوئے وہ درحقیقت مشرک تھے، یہ اتہام ہے مگر آپ کا یہ خیال کہ زمین سابقہ میں سب مقلد تھے اور یہ کہ میں اپنے خیال کا پہلا آدمی ہوں حقیقت پر مبنی نہیں، حقیقت اسکے برعکس ہے

امام ابو حنیفہؒ کا مکتب فکر ۱۲۰ھ میں قائم ہوا (سیرۃ النعمان) بتائیے ۱۲۰ھ تک جو مسلم تھے وہ کس امام کے مقلد تھے؟ اس امام کی امامت کس نے منسوخ کی؟ حضرت امام ابو حنیفہؒ مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اگر مقلد تھے تو مقلد کی تقلید کیسے؟ اور اگر مقلد نہیں تھے تو پھر وہ ہمارے ہم عقیدہ ہوئے نہ کہ آپ کے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں: لا یذبحی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی۔ یعنی کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ میرے قول پر فتویٰ دے، جب تک اس کو میری دلیل نہ معلوم ہو (عقد الجید) بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں: حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی۔ (مشکوٰۃ محمدی بحوالہ میزان شعرانی) یعنی وہ اپنی تقلید سے منع فرماتے ہیں بلکہ بے دلیل بات ماننے کو حرام کہہ رہے ہیں۔ لیجئے جو ہم کہتے ہیں وہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ بے شک جس چیز کو انہوں نے حرام کہا ہے ہم بھی اس کو حرام سمجھتے ہیں لیکن مقلدین ان کے حرام کردہ کو جائز ہی نہیں، واجب تک کہہ دیتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ بھی تمام ائمہ دین تقلید سے منع کرتے رہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

لا تقلد فی ولا تقلد ن مالک ولا الشافعی ولا الاوزاعی

ولا الثوری وخذ من حیث أخذوا (عقد الجید)

یعنی ہرگز میری تقلید نہ کرنا۔ نہ امام مالکؒ کی، نہ امام شافعیؒ کی، نہ امام اوزاعیؒ کی نہ امام ثوریؒ کی۔ بلکہ جہاں سے انہوں نے احکام کو لیا وہیں سے تم بھی لینا۔

ہاں تو ۱۲۰ھ تک قطعاً سب غیر مقلد تھے بلکہ بقول شاہ ولی اللہ صاحب چوہتھی صدی کے قبل تقلید خالص پر لوگ مجتمع نہیں ہوتے تھے (حجۃ اللہ البالغہ) تو گویا تین سو سال تک تقلید شخصی کا وجود نہیں تھا۔ الا ماشاء اللہ۔ چوتھی صدی سے تقلید نے زور پکڑنا

شروع کیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک اس کا زور رہا۔ لیکن یہ زمانہ بھی عظیم بالحدیث کے خالی نہ تھا۔ ہر زمانہ میں علماء کی ایک کثیر تعداد عامل بالحدیث تھی۔ علامہ ذہبیؒ کا تذکرہ الحفاظ پر پڑھیے۔ دیکھئے ہر زمانے میں کتنے علماء عامل بالحدیث تھے۔ علامہ ذہبیؒ: بیسیوں علماء کے نام گنا تے چلے جاتے ہیں۔ ان کے حالات لکھتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے بڑے حفاظ تھے نہ معلوم ان کے علاوہ اور کتنے ہوں گے جن کے نام امام ذہبیؒ کو معلوم نہ ہوتے ہوں اور پھر کتنے لوگ ہوں گے جو ان کے حلقہ اثر میں ہوں گے غرض یہ کہ بیشمار لوگ ہر زمانہ میں عامل بالحدیث تھے۔ بعض ایسے علماء بھی تھے جو موقع کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے تقلید کی نسبت اپنی طرف گوارا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ مقلد نہیں ہوتے تھے (ملاحظہ ہو امام الہند ابوالکلام آزاد کا تذکرہ) بعض تو علاقے کے علاقے ایسے تھے جہاں محدثین کی اکثریت تھی مثلاً مشہور عرب بیتاح بشار مقدسی جو ۲۷۵ھ میں ہندوستان آیا تھا۔ سندھ کے حالات میں لکھتا ہے: ”یہاں کے ذمی بت پرست ہیں اور علماء میں اکثر عامل بالحدیث ہیں۔“ (تاریخ سندھ جلد ۲)

دوم، شام، جزیرہ اور آذربایجان وغیرہ کی سرحدوں کے مسلم پانچویں صدی میں سب کے سب عامل بالحدیث تھے۔ (اصول الدین جلد اول مصنف علامہ ابومنصور بغدادی)

تقلید کا صدیوں بعد شروع ہونا

چھٹی صدی میں افریقہ میں عظیم بالحدیث کی حکومت تھی (تاریخ اسلام ذہبیؒ) اس حکومت میں سرکاری قانون تھا کہ کوئی کسی امام کی تقلید نہ کرے (تاریخ ابن خلکان) یہاں سے بھاگے ہوئے لوگوں نے تقلیدی مذہب نہایت تشدد سے جاری کیا۔ اور یہ قانون بنایا کہ مذہب اربعہ کی تقلید واجب ہے اور ان سے خروج حرام ہے (مقریزی جلد ۲)

ساتویں صدی میں شاہ ظاہر نے چاروں مذاہب کے مد سے اور فاضل الگ الگ
کو دیئے (مقریزی)

نویں صدی میں شاہ ناصر فرج نے چار مصلحتے قائم کر دیئے (البدیع الطالع جلد ۲)
شاہ ولی اللہ صاحب نے کس لطیف پیرایہ میں تقلید کے عروج کا نقشہ کھینچا ہے۔
فرماتے ہیں: انہم اطہا نوا بالتقلید و دب التقلید فی صدورہم
دیب النمل وہم لا یشعرون ہ فنشأت بعدہم
قرون علی التقلید الصرف لایبیزون الحق من
الباطل ولا اقول ذلک کلیاً مطرداً فان اللہ
طائفۃ من عبادہ لایضرہم من خذلہم وہم
حجۃ اللہ فی أرضہ وإن قتلوا ولم یأت قرن بعد
ذلک الا وہو اکثر قنۃ وافر تقلیداً و
أشد انتزاعاً للامانۃ من صدور الرجال حتی
اطہا نوا بترك الخوض فی امر الدین و بیان
یقولوا: اِنَّا وَجَدْنَا اَبَاءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَاِنَّا عَلٰی
اَنۡصَارِہِمۡ مُّقْتَدُوْنَ ہ وَاِلٰی اللہ المشتکی وھو
المستعان وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان؛

یعنی لوگ تقلید پر مطمئن ہو کر بیچہ گئے اور تقلید ان کے دلوں میں اس طرح
داخل ہوئی جیسے چوڑی چلتی ہے اور انہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوا۔ پھر ان کے بعد ایسے
لوگ پیدا ہوئے جو تقلید محض کے پرستار تھے۔ باطل سے حق کو میسر نہ کر سکتے تھے اور یہ بات
میں تمام لوگوں کے متعلق نہیں کہ رہا۔ کیونکہ اللہ کے بندوں میں ایک گروہ اللہ کا بھی ہوتا ہے
جن کو کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ اللہ کی زمین میں اللہ کی حجت ہوتے ہیں۔

اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو قرن بھی آیا فتنہ زیادہ ہوتا گیا۔ تقلید کی فراطانی ہوتی چلی گئی۔ اور لوگوں کے قلوب سے امانت شدت کے ساتھ نکلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے دینی معاملات میں غور کرنا چھوڑ دیا اور اس آیت کا مصداق بن گئے کہ ہم نے اپنے آباء کو اس طریقے پر پایا اور ہم تو انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ بس اللہ ہی سے شکایت ہے اور وہی مددگار ہے۔ اسی پر اعتماد ہے اور اسی پر توکل ہے (الانصاف)

شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سے جہاں تقلید کی برائی ثابت ہوئی وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے جو اس تقلید سے بیزار تھے بغرض یہ کہ مسلمان یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ سے ہیں اور یہ کوئی نئی جماعت نہیں ہے البتہ تقلید کی مذاہب بعد میں نکلے اور یہ خیر القرون میں نہیں تھے۔

اولیاء اللہ متبع حدیث ہی ہوتے ہیں

آخر میں ایک بات اور سن لیجئے۔ محدثین اور اولیاء اللہ سب مل بالحدیث تھے کوئی متقلد نہیں تھا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں: "علمائے محدثین بیک مذہب از مذاہب مجتہدین نمی باشند" یعنی علمائے محدثین مجتہدین کے مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کے پابند نہیں ہوتے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۲)

امام شمرانی فرماتے ہیں: وما ثم احد حق له قدم الولاية المحمدية الا يصير يأخذ احكام شرعه من حيث اخذها المجتهدون وينفك عنه التقليد لجميع العلماء الا لرسول الله صلى الله عليه وسلم

یعنی جس شخص کا قدم ولایت محمدیہ پر ثابت ہو گیا۔ وہ شرعی احکام کو پڑھیں سے
لیتا ہے جہاں سے مجتہدین نے لیا تھا۔ وہ تمام علماء کی تقلید سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔
اور سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی پیروی نہیں کرتا۔ یہ محدثین اور
اولیاء اللہ میرے پیشرو ہیں۔

نہ من بریں گل عارض غزل سرائی و بس

کہ عند لیب تواز ہر طرف ہزار اند

آج کل فرصت بہت کم ملتی ہے۔ اگر کچھ وقت مل جاتا ہے تو انکار حدیث
کے فتنہ جلی کے متعلق کچھ لکھ لیتا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ فراغت نصیب کرے اور
اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ مختصر معروضات ہیں جو آپ کے اشکالات کے جواب میں لکھ دیئے ہیں ورنہ
مفصل جواب کے لئے تو ایک کتاب درکار ہے۔

رہے اشتعال انگیز جملے اور ذاتی حملے جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں اگر وہ صحیح
ہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر صحیح نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو معاف
فرمائے۔ میری عادت طنز کی نہیں ہے۔ پھر بھی اگر نادانستہ کوئی بات ایسی لکھنے میں
آگئی ہو جس سے طنز محسوس ہو تو براہ کرم معاف فرمائیں۔ میری نیت اس میں طنز کی
نہیں ہے بلکہ انکشاف حقیقت کی نیت سے آپ کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ آپ کی فلاں
بجارت خود آپ کے لئے مفید نہیں بلکہ اس سے امام ابو حنیفہؒ کی امانت کا پہلو نکلنا
ہے۔ اگرچہ آپ کی نیت بھی امانت کی نہیں ہوگی۔ مگر نادانستہ آپ ایسا کر گئے ہیں
خیر اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے، آمین ! فقط الحمد للہ رب العالمین ہ

خادم مسعود

مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۱ء

از چک لالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہمانب نواب محی الدین خاں اسسٹنٹ شیجر چانڈیو ہائی اسکول سجاول سندھ ضلع ٹھٹہ
مکرمی مسعود صاحب

السلام علیکم! آپ کا خط ملا۔ میرے خط کا جواب دینے کے لئے آپ کو کافی محنت
کرنی پڑی۔ اپنی دانست میں آپ نے بہت بڑا کام کیا بلکہ تیر مارا۔ اور غالباً یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ
میدان جیت لیا اور حنفی مذہب (مسک) ختم ہو گیا۔ آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ چودہ صفحات کا خط
مجھ سے لکھوایا گیا۔ یہ آپ کی غلط فہمی اور خوش فہمی ہے۔ بھلا علمائے کرام ایسا بلا دلیل خط کیسے
لکھوا سکتے ہیں۔ آپ نے اس طرح لکھ کر علماء کرام کی توہین کی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ خط
کسی نے مجھ سے نہیں لکھوایا۔ بلکہ میں نے جب بھی علماء کرام سے ایسی درخواست کی تو بمصدق اس
کے کہ جواب جاہلاں باشند تموشی ان حضرات نے سکوت اختیار فرمایا اور چودہ صفحات کا خط
میرا اپنا تحریر کردہ تھا۔ میرے اپنے جذبات تھے اور سب نیک نیتی پر مبنی تھے کسی بزرگ
کی تحقیر ہرگز نہیں تھی۔ میں ایک جاہل انسان ہوں۔ آپ کی طرح انگریزی داں اور پھر علوم
عربی سے بالکل نا بلد۔ میں نے دیدہ و دانستہ کسی بزرگ، کسی محدث کی توہین ہرگز نہیں
کی۔ ایسے کوئی الفاظ آپ کو سمجھانے کے سلسلہ میں جذبات کی رو میں مجھ جاہل کی قلم سے نکل گئے
ہوں تو میں ان کے لئے پشیمان ہوں۔ خداوند تبارک و تعالیٰ جل جلالہ دلوں کے سب بھید
جانتے ہیں میں ان کے حضور توبہ کرتے تائب ہوتا ہوں۔ اگر آپ میرا وہ خط شائع فرمائیں
گے تو کیا ہوگا۔ میں تو دید شائع کر دوں گا۔ میں کسی کی طرح ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیتا۔
دراصل مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ جس کو میں خط لکھ رہا ہوں وہ محترم لفظوں کی گرفت کر کے
ان کو اچھالنے کے عادی ہیں۔ چلتے۔ مجھ جاہل کے خط کا جواب لکھ کر آپ نے دنیا میں نام
تو کمایا۔ شہرت حاصل کی۔ آپ کے ہم عصروں میں آپ کی علمیت اور قابلیت کی دھاک

بیٹھ گئی۔ اور آپ نے شہرت حاصل کرنے کے لئے خوب خط کی نمائش کی۔ یہاں تک کہ خط بوسیدہ ہو گیا اور آپ نے دوبارہ نقل کروا کر بھیجا اور کراچی میں بھی نمائش کے لئے بھیج رہے ہیں۔ شہرت حاصل کرنے کے لئے انسان کیا کیا کوششیں کرتا ہے۔ محترم اپنے ہم نشینوں میں میرا یہ خط بھی دکھلا دیجئے جس میں میں نے اپنی جہالت کا اعتراف کر لیا ہے۔ اب آگے سینئے اور غور سے سینئے۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ بدعتیوں سے تو بہر حال اچھے ہیں۔ ہم آپ کو اسلام سے خارج نہیں سمجھتے۔ اب رہا آپ کا اعتراض تقلید کے متعلق تو غور سے سینئے۔ حنفی مذہب تنکوں کا بنا ہوا نہیں ہے جو آپ کے پھونک مارنے سے اڑ جائے گا یا ختم ہو جائے گا اور اگر ایسا ہے تو پھر اس کو ختم ہی ہو جانا چاہیئے۔ لیکن ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجایا نہ جائیگا

انشاء اللہ آپ کی پھونکوں کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اب آئندہ خط جو میں آپ کو لکھوں گا۔ وہ مجھ جاہل کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ ہوگا۔ بلکہ ہمارے عالی حوصلہ، بیدار مغز، معزز و محترم علمائے کرام کی جانب سے ہوگا اور اس خط میں پہلا سبق آپ کو دیا جائے گا وہ تقلید کے بارے میں دلائل سے دیا جائے گا۔ آپ دوسرے خط کا انتظام کیجئے۔ اگر خط میں تاخیر ہو جائے تو یہ نہ سمجھئے کہ ہمارے معزز علماء کرام لا جواب ہو گئے ہیں۔ اس کے متعلق میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجایا نہ جائے گا

بلکہ تاخیر محض عذیم الفرستی کی وجہ سے ہوگی۔ باقی انشاء اللہ آئندہ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہو تو میں اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ فقط

خادم نواب

نوٹ: ہمارے علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ آپ جو صرف خود کو یعنی اپنے

مسک کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ مہربانی فرما کر ذرا سی زحمت گوارا فرمائیں کہ تقلید کرنے والوں کے اعداد و شمار نکال کر رکھیں۔ جب تک ہماری جانب سے جواب نہیں وصول ہو جاتا۔ اس وقت تک آپ تقلید کرنے والوں کی (جن کو آپ باطل سمجھتے ہیں) نمبر اندازہ کر لیں۔ آج تقلید تقریباً ایک ہزار سال سے چل رہی ہے۔ نہ صرف خفی ہی تقلید کرتے ہیں بلکہ شافعی، مالکی اور حنبلی بھی تقلید کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ ہر ایک کے اعداد و شمار نکال لیجئے گا۔ اور یہ بھی نوٹ نکالئے کہ آج دین کی خدمت اللہ تعالیٰ کن سے لے رہے ہیں مقلدین سے لے رہے ہیں یا غیر مقلدین سے۔ دینی مدارس مقلدین کے زیادہ ہیں یا غیر مقلدین کے۔ تمام دینی کتب تفسیری وغیرہ مقلدین کی زیادہ ہیں یا غیر مقلدین کی۔ بقول آپ کے اگر سارے مقلدین باطل پر ہیں اور شرک کرتے ہیں اور جہنمی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ دین کی خدمت ان سے کیوں لے رہے ہیں۔ اور اگر آپ ان کو مشرک بدعتی اور جہنمی نہیں سمجھتے بلکہ حق پر ہیں تو پھر یہ شور و مہنگا مہ کیوں پھیلا رہے ہیں اور امت میں انتشار مقلدین پیدا کر رہے ہیں۔ یا غیر مقلدین۔ یہ سب نوٹ نکال کر رکھیے۔ انشاء اللہ آپ کے کام آئے گا۔ آپ اس خط کا جواب براہ راست مجھے دے سکتے ہیں :

نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب محی الدین خاں صاحب

چک لالہ ۲۰، اکتوبر ۱۹۶۱ء

اکثریت اور خدمت دین حق پہننے کی دلیل نہیں

آپ کا خط ملا۔ عدیم الفرستی کے باعث جواب میں تاخیر ہوئی۔ تقلید کے دلائل کا بھی خیر مقدم کروں گا۔ مگر مقدم ان سوالات کا جواب ہے جو میں پہلے کسی خط میں لکھ چکا ہوں۔ پہلے ان کا جواب دیں دوسرے یہ کہ تقلید پر بحث کرتے وقت مستند کتب کے حوالے سے تقلید کی تعریف بھی لکھیں اور ان باتوں کا بھی جواب دیں جو اس سے پہلے مفصل خط میں تحریر کی گئی ہیں تیسرے یہ کہ اگر تقلید ان چار اماموں کی ہی لازمی ہے تو بس اسی کا ثبوت دیں۔ دوسری باتوں میں اصل مسئلہ کو ابھار کر طول نہ دیں۔ اس سلسلے میں آپ نے مقلدین کے اعداد و شمار، ان کے مدارس و دینی خدمات کی طرف توجہ مبذول کرنے کی جو دعوت دی ہے وہ میرے علم میں ہے۔ میں اکثریت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ حق اکثریت کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ کوئی کلیہ مسئلہ نہیں ہے۔ اللہ کے شکر گزار بندے مقورے ہی ہوتے ہیں۔ ”وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ“ (القرآن)، حق کا ماننے والا اگر ایک بھی ہو تو وہی جماعت ہے خدمات دین میں قادیانی بھی کچھ پیچھے نہیں۔ تمام دنیا میں نام نہاد اسلام کی آواز پہنچا ہے جسے ادرجہ جگہ ان کے تبلیغی مراکز ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی پیشین گوئی فرما گئے ہیں کہ اس دین کی مدد و فاجر آدمی سے بھی اللہ تعالیٰ لے لیتا ہے (صحیح بخاری) آپ کے خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق کی جستجو نہ نظر نہیں بلکہ کسی وقت کی دشمنی ہے جو اس طرح ترشح

ہو رہی ہے۔ خیر آپ کی مرضی ہے جو چاہیں لکھیں۔ مجھے سب کچھ برداشت ہے۔ اللہ کے
آپ ہدایت قبول کریں۔ وَالسَّلَام عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی۔

طریقہ وہی صحیح ہے جو سلف صالحین کا تھا۔ اس میں نئے نئے نظریات کی
آئینز سخت معیوب ہے۔ اس دور میں ہر شخص آزادی کا دلدادہ بنا ہوا ہے۔ لہذا مذہبی
پابندیوں کو بھی اپنے لئے باعثِ عار سمجھتا ہے۔ اپنی خواہشات پر چلنے کی یہ بھی رائے
میرے نزدیک یہ تبلیغ ابلیس ہے۔ تزکیہ نفس بڑی ضروری چیز ہے تصوف کا خود ساختہ
نام اس کے مترادف سمجھا جاتا ہے لیکن موجودہ تصوف سنت کے خلاف ہونے کی
وجہ سے مردود ہے۔ تزکیہ نفس کا طریقہ وہی صحیح ہے جو سنت کے موافق ہو۔ بیعت کی موجودہ
نوعیت کا میں منکر ہوں۔ ذکر بہت بڑی چیز ہے بشرطیکہ سنت کے مطابق ہو۔ مثلاً موجودہ زمانہ
میں جو مجالس ذکر منعقد ہوتی ہیں اور ایک خاص طرز سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ خلاف سنت
ہے۔ میں تو سنت کا دلدادہ ہوں اور ہر اس چیز کا مخالف جو دین کے نام پر کی جاتی ہو
لیکن سنت کے خلاف ہو۔ بے ادبی اور بدتمیزی میرا شعار نہیں۔ قرآن مجید تو بہت بڑی
چیز ہے۔ میں تو اس قسم کی حرکت حدیث کی کتاب کے لئے بھی گوارا نہیں کرتا۔ فقط

خادم مسعود

نوٹ: کچھ سوالات نواب صاحب نے علیحدہ پرچہ پر لکھے تھے جو اس
کتاب میں شامل نہیں ہیں۔ یہ سوالات قرآن مجید کی طرف پیر یا پیٹھ کرنا یا اس سے اوپر
بیٹھنا، موجودہ تصوف وغیرہ کے متعلق تھے۔ (اوپر ان ہی سوالات کے جوابات ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب محی الدین صاحب

قبل ازیں ایک عریفہ ارسال خدمت کیا تھا۔ ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔ لیکن جواب سے ابھی تک محروم ہوں۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ کیسے مزاج میں۔ آپ ندامت تو نہیں ہیں۔ امید ہے کہ جلد خیریت سے مطلع فرمائیں گے۔ میں بھی اس عرصہ میں حسب عادت کوئی عریفہ ارسال نہیں کر سکا۔ فرصت بھی بہت کم ملتی ہے آج فرصت ملی ہے تو یہ خط پہلی فرصت میں تحریر کر رہا ہوں۔ میں آج سے ۴۵ دن کی رخصت پر ہوں۔ رخصت محض آرام کرنے کے لئے ہے امدان ایام میں یہیں رہوں گا۔

عقائد کی پختگی صفت محمود ہے بشرطیکہ حق کی راہ میں حائل نہ ہو

مجھے تو آپ سے کوئی ذاتی ملال نہیں ہے معلوم نہیں آپ کا کیا حال ہے ہیں تو آپ کی اصلاح کا دل سے خیال ہوں اور آپ کی پختگی کو بھی خال نیک سمجھتا ہوں یہ پختگی نہ ہو تو آدمی ہر کس و نامکس کے بدکارتے میں آسکتا ہے۔ اس زمانے میں تو ہر طرف سے ایمان پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ پختگی ہی ان فتنوں سے بچنے کا سبب بن سکتی ہے۔ یہ صفت تو محمود ہے کہ جو کچھ مانا جائے، تحقیق و اطمینان کے بعد مانا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جذبہ تحقیق اور تحقیق کے بعد اطمینان عطا فرمائے۔ آمین۔ مگر یہ پختگی تحقیق کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے تو پھر بے شک یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ بات آپ میں نہیں ہے اور آپ جیسے آدمی میں ہونی بھی نہیں چاہیے۔ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں۔ فقط

خادم مسعود

۹ جنوری ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنحائب نواب

محترمی جناب مسعود صاحب !

اسلام علیکم۔ آج بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۲۰۲ء آپ کا کارڈ ملا بعض وجوہ کی بنا پر میں پہلے خط کا جواب نہ دے سکا۔ معاف فرمائیے۔ بارہا ارادہ کیا کہ آپ کو خط لکھوں۔ مگر نہ لکھ سکا۔ میں اب سجاد میں نہیں ہوں۔ میرا تبادلہ سجاد سے غلام اللہ ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ میں اپنا پتہ خط کے آخر میں تحریر کروں گا۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے میں نے اس کو بنور پڑھا اور آپ کی ہر تحریر کو میں دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ میں نے کچھ عرصہ قبل سجاد سے آپ کو لکھا تھا کہ ہمارے علمائے کرام تقلید کے بارے میں مدلل جواب تحریر فرمائیں گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جن محترم نے وہ خط لکھوایا تھا وہ اپنے وعدے پورے نہ کر سکے۔ جب میں نے جواب کا تقاضا کیا تو وہ مال ٹول کرنے لگے۔ انہوں نے مجھے وعظ ادیر لکچر کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے دلائل سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے میرے لئے یہ فتویٰ دیا کہ کو اب صاحب ہمارے لئے سوائے تقلید کے چارہ نہیں ہے کیونکہ تم علوم عربیہ سے نا بلد ہو اور بالکل ہی کورے ہو۔ انگریزی پڑھ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پندرہ سال کا نصاب آپ کو یوں باتوں باتوں میں کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے۔ اور آپ کی عمر اس قابل نہیں ہے کہ آپ پندرہ سال کا نصاب پڑا کر سکیں۔ لہذا تقلید کے سوائے چارہ نہیں ہے۔ خیر تقلید کے بارے میں جہاں تک میں نے غور کیا ہے، تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ فروعیات میں صحابہ کرامؓ مختلف ہوئے ہیں اور جو کچھ اختلاف ہے وہ فروعیات کی حد تک ہے۔ عقائد میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر ایک کے پاس دلائل ہیں۔ صرف افضلیت کا سوال آتا ہے۔ مثلاً رفع الیدین کرنے والا افضل ہے۔ لیکن نہ کرنے والا گنہگار نہیں۔ کیوں کہ نہ کرنا بھی ایک صحابہ کا فعل ہے۔ جس کو اختیار کیا گیا ہے۔ امام کے پیچھے سجدہ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے

میں بھی دلائل ہیں۔ امام احمد بھی ان دلائل کے قائل ہیں اور اس طرح دیگر مسائل اپنی اپنی جگہ دلائل رکھتے ہیں۔ میں اس تحقیق میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں کہ تقلید لازم واجب نہیں ہے۔ قرآن اور احادیث سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ اسی پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ کے اسی پر ہمارا خاتمہ ہو۔ لیکن چند باتیں ابھی میرے دل میں وسوسہ کے طود پر آتی ہیں۔ وہ یہ کہ وہابی کونسا فرقہ ہے۔ اس کی اصل کیا ہے؟ یہ لوگ کون ہیں۔ ان کے عقائد کیا ہیں؟ نجدی کونسا فرقہ ہے؟ اس کی اصل کیا ہے؟ یہ لوگ کون ہیں۔ ان کے عقائد کیا ہیں؟ کیا وہی لعنتی فرقہ تو نہیں ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر آیا ہے؟ کیا حنفیوں کا طریقہ نماز غلط ہے؟ لیکن ایک حدیث میں میں نے پڑھا ہے۔ شاید آپ کو یاد ہو کہ حضورؐ انورؑ نے ایک شخص کو نماز سکھائی تو اس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں۔ وہ تو حنفیوں کے طریقہ پر ہے۔ کیا وہ حدیث ضعیف ہے۔ کیا حنفیوں کے چھ نماز درست نہیں۔ اگر قطع حدیث پیش امام بن کر حنفیوں کے طریقہ پر نماز پڑھائے تو کیا یہ ناجائز ہے؟ اور ہے تو ان سب کے دلائل کیا ہیں؟ کیا میرے جیسا ایک شخص حدیثوں کی چھ معتبر کتابیں پڑھ کر خود ان پر عمل کر سکتا ہے۔ یا پھر بھی اس کو کچھ پوچھنے یا دریافت کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ براہ کرم ان باتوں پر روشنی ڈالئے اور اچھی طرح مجھے سمجھائیے تاکہ میری تشفی ہو جائے۔ میں تقلید کا قائل تو نہیں رہا۔ لیکن ان امور کے بارے میں تشفی کا خواہاں ہوں۔ کیونکہ بقول ان مولانا کے میں عربی علوم سے بالکل نااہل ہوں یعنی کہ جاہل ہوں۔ اور بقول ان کے میرے جیسے جاہل کے لئے تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ مجھ میں دلائل کی چھان بین کا مادہ نہیں ہے۔ مسود صاحب میرا تو دماغ کام نہیں کرتا جب سوچتا ہوں کہ دین بھی کتنا مشکل ہو گیا ہے کہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے ہر فرقہ الگ الگ راستے اختیار کئے ہوئے ہے اور ہر ایک کے پاس دلائل ہیں۔ حدیثیں دیکھتے ہیں تو ان میں بھی صحیح، حسن، غریب، ضعیف اور موضوع وغیرہ حدیثیں ملتی ہیں۔ جن کا جاننا بقول ان مولانا کے میرے جیسے جاہل کا کام نہیں۔ اور راویوں کو دیکھتے ہیں تو دلائل بھی ثقہ اور غیر ثقہ کا سوال ہے۔ میں تو حیران ہو کر رہ گیا ہوں کہ کیا کیا جاتے۔ صحیح راستہ کیا

ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ تو میری عقل کام نہیں کرتی۔ اور میں یہ سمجھنے لگتا ہوں کہ یہ تو ایک بڑا زبردست الجھاؤ ہے اور اس کو سلجھانا میرے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ ہے ساری حقیقت جو میں نے آپ کو لکھی ہے۔ اب آپ ہر بانی فرما کر مجھے تشفی بخشناں جو اب عنایت فرمائیں جس سے میری کال دلجمعی ہو جائے۔ حنفی علماء تو میری کرید پر بگڑ جاتے ہیں اور مجھے انگریزی داں اور جاہل کا لقب دیتے ہیں۔ جاہل تو واقعی میں ہوں۔ ورنہ کرید کی ضرورت کیوں پڑتی۔ آپ میرے خط کو غور سے پڑھیے گا اور مجھے جلد جواب دیجئے گا تاکہ میں اس ادھیڑ بن سے نکل سکوں۔ باقی خیریت۔

نواب محی الدین خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب محی الدین صاحب سلمہ

کیا تمام مقلدین علوم عربیہ سے کوئے ہیں؟

(۱) تقلید کے سلسلے میں آپ کی اور ان مولوی صاحب کی گفتگو کا حال معلوم ہوا۔ ان کا یہ جواب کہ نواب صاحب! تمہارے لئے سوائے تقلید کے چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ تم علوم عربیہ سے نا بلد ہو اور بالکل ہی کوئے ہو۔ بہت ہی عجیب ہے اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ وہ بھی علوم عربیہ سے کوئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے تقلید کرتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ علوم عربیہ سے کما حقہ واقف ہیں لہذا تقلید نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے جو انہیں بھی تسلیم ہوگی کہ وہ علوم عربیہ سے واقف ہونے کے باوجود تقلید کرتے ہیں اور ان کے خیال میں اس کے بغیر چارہ نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ علوم عربیہ سے کوئے ہیں لہذا تقلید ضروری ہے اور وہ علوم عربیہ سے واقف لیکن تقلید پھر بھی ضروری۔ تو پھر یہ کہنا کہ آپ پندرہ سال کا نصاب پورا کر سکیں یہ ممکن نہیں۔ لہذا تقلید کے سوا چارہ نہیں۔ عجیب تر ہے۔

صحابہ کرامؓ حدیث ملنے پر اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے تھے

(۲) یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرامؓ میں عقائد کا اختلاف نہیں تھا۔ ہاں لاعلمی کی وجہ سے بعض مسائل میں بعض صحابیوں سے چوک ہو جاتی تھی۔ لیکن جوں ہی ان کو حدیث مل جاتی وہ اپنے فتوے سے رجوع کر لیا کرتے تھے اور اس قسم کی مثالیں کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ آپ جب

تحقیق میں قدم رکھیں گے تو آپ کو خود علم ہو جائے گا۔ اس وقت مثالیں دینا ضروری نہیں۔ یہ بھی ہوا ہے کہ بعض صحابی اپنے فتوے پر قائم رہے اور ان کو اپنے فتوے کے خلاف حدیث کا علم نہ ہو سکا۔ ایسا اختلاف تو ہو جایا کرتا ہے اور اس پر کوئی ٹواغذہ نہیں۔ ہاں قابل ٹواغذہ وہ اختلاف ہے کہ حدیث پہنچ جانے کے بعد اپنے کسی بزرگ کے قول پر اڑ جاتے۔ ہمارے خیر القرون کے اسلاف میں یہ بات نہ تھی۔ وہ لوگ تقلیدی بندشوں سے آزاد تھے۔ اپنے اساتذہ تک کے فتوؤں کے خلاف فتوے دے دیا کرتے تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ترک رفع الیدین سنت نہیں

(۳) اعمال میں افضلیت کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جہاں کسی کام کے کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طریقے منقول ہوں۔ اگر دونوں طریقے ثابت ہوں اور احادیث کے قرآن سے ایک کو فضیلت دی جاسکتی ہو تو پھر بے شک ایک عمل افضل ہوگا اور دوسرا مفضول۔ لیکن جہاں دو طریقے ہی منقول نہ ہوں پھر ایک ہی طریقہ منقول ہو تو پھر اس ہی ایک طریقہ پر عمل کرنا ہوگا۔ اس کا ترک اگر جائز ہو تو بات اوسے لیکن کسی حالت میں بھی ترک عمل نہ سنت ہوگا اور نہ مفضول۔ کیونکہ ترک فعل کوئی فعل ہی نہیں۔ لہذا فعل جہاں سنت ہوگا، وہاں ترک فعل سنت نہ ہوگا۔ شاہ اسماعیل شہید نے اپنی کتاب تنویر العینین میں رفع یدین کے سلسلے میں یہی بات لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ترک رفع کوئی عمل ہی نہیں، لہذا سنت بھی نہیں۔ رفع یدین کا نہ کرنا صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی حد تک پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اگرچہ ائمہ دین نے اس کے متن کی صحت کا انکار کیا ہے۔ امام ترمذی نے عبداللہ بن مبارک کے قول سے ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ امام ابو داؤد لکھتے ہیں: ہذا حدیث مختصر من حدیث طویل و لیس ہو بصیغ علی اللفظ علی هذا المعنی۔ یعنی یہ حدیث ان الفاظ اور معنوں پر صحیح نہیں۔ امام بخاری نے بھی اس کے متن کو غیر محفوظ بتایا۔

پھر اس حدیث کے مشکوک ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ یہ حدیث کو ذہبی میں اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اس کے راوی کوئی ہیں۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ امام محمدؒ کو یہ حدیث نہ ملی، اور نہ اس کا ذکر انہوں نے اپنی کتابوں میں کیا۔ حالانکہ انہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اور یہ اس سلسلہ میں سب سے بہتر حدیث تھی۔ لیکن اس کو چھوڑ کر انہوں نے چند آثار ذکر دیئے اور اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کے قول کی بنیاد ان ہی آثار پر رکھی۔ اس وقت تفصیل کا موقع نہیں۔ اس لئے میں یہ بات کتا ہوں کہ بالفرض اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں عبد اللہ بن مسعودؓ کا انفرادی ہے جمہور صحابہؓ کی روایتیں ان کے خلاف ہیں اور بھی کئی افراد ان کے مروی ہیں جن کو امت نے قبول نہیں کیا۔ مثلاً وہ رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے بلکہ رانوں کے درمیان رکھتے تھے۔ اور اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ (صحیح مسلم)

لہذا جس طرح ان انفرادی چیزوں کو احادیث اور جمہور صحابہؓ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا گیا ترک دفع یدین کو بھی قابل اعتناء نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۴۔ بعض مسائل میں افضلیت کا فرق نہیں بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جائز و ناجائز کا فرق ہے۔ حلال و حرام کا فرق ہے۔ مثلاً یہی سورہ فاتحہ کا مسئلہ لیجئے جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ حنفی مذہب میں منع ہے۔ امام محمدؒ نے تو یہاں تک ایک اثر نقل کیا ہے کہ اگر مقتدی پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ فی الحال ایک مثال کافی ہے تفصیل بوقت ضرورت پھر بھی پیش کروں گا۔

تقلید گمراہی کی جڑ ہے

۵۔ تقلید نہ صرف یہ کہ واجب نہیں بلکہ گمراہی کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آبار اور علماء دونوں کی تقلید کی مذمت قرآن مجید میں کی ہے۔ آبار کے متعلق تو مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ علماء کی تقلید کے بارے میں ایک آیت عرض کرتا ہوں۔ اِتَّخَذُوا اَحْبَادَهُمْ

وَرُفَعَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا یعنی اہل کتاب نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپندت بنا رکھا ہے۔ اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الہ کی عبادت کریں (سورہ توبہ) اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث ہے، براہ کرم اس کا مطالعہ فرمائیں جس سے یہ ثابت ہو گا کہ وہ تقلید کرتے تھے اس لئے علماء اہل کے رب ہوئے اس آیت کی رو سے تقلید کا ٹنڈا شرک سے جا ملتا ہے۔

دہابی کوئی فرقہ نہیں

(۶) دہابی کوئی فرقہ نہیں ہے۔ بدعتیوں کے نزدیک ہر وہ شخص دہابی ہے جو ان مروجہ بدعات کے خلاف زبان کھولے۔ یہ لوگ دہابیوں کا پیشوا محمد بن عبد الوہاب نجدی کو بتاتے ہیں اور ان کی طرف طرح طرح کے غلط اور مکروہ مسائل منسوب کرتے ہیں۔ محمد بن عبد الوہاب مقلد تھے ان کے ماننے والے حنبلی ہیں۔ یہ وہ فرقہ نہیں جس کا ذکر احادیث میں ہے۔ وہ تو خارجی فرقہ ہے جس سے حضرت علیؑ نے جہاد کیا، اور ان کا قتل عام کیا یہی احادیث پر لھ کر ان کو قتل کرایا اور پھر جو علامت حدیث میں بتائی گئی تھی وہ ان میں پائی گئی یعنی ان میں ایک مرد تھا جس کا ایک بازو پستان جیسا تھا۔

عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا

(۷) خفیوں کا طریقہ نماز بے شک غلط ہے لیکن وہ حدیث جس کا ذکر آپ نے کیا ہے صحیح ہے اس حدیث میں بہت سے امور کا ذکر نہیں ہے اور عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں

اللہ کوئی ایک حدیث ایسی نہیں جس سے پورا طریقہ نماز معلوم ہو سکے صحابہ اجزاء کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے تھے۔ ابو حمید ساعدیؒ کی ایک بہت ہی طویل حدیث ہے لیکن پورا طریقہ اس میں بھی نہیں جس حدیث کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے اس میں تو شروع نماز کا بھی نفع مدین نہیں ہے۔ اس میں بڑے بڑے امور یا ان امور کا تذکرہ ہے جن میں وہ شخص غلطی کر رہا تھا۔

(۸) کیونکہ حنفیوں کا طریقہ نماز غلط ہے اور اس وجہ سے بھی کہ تقلید شرک ہے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ سوال آپ کا سخت ہے لیکن اخفائے حق سخت تر ہے۔

(۹) متبع حدیث اگر امام بن کر حنفیوں کی سی نماز پڑھ لے تو یہ ضعف ایمان کی دلیل ہے اور اگر کوئی دنیاوی مفاد مذ نظر ہے تو پھر دین پہنچ کر دنیا خریدنے کی مثال ہے قرآن مجید میں اس فعل کی مذمت میں متعدد آیات ہیں۔

استاد کی شاگردی تقلید نہیں

(۱۰) کتب احادیث پڑھ کر ہر شخص خود ان پر عمل کر سکتا ہے دریافت کرنے کی ضرورت صرف اس حد تک باقی رہ سکتی ہے جیسی ایک شاگرد کو اپنے استاد سے ہوتی ہے۔ مثلاً آپ نے اسکول میں تعلیم پائی۔ استادوں نے آپ کو پڑھایا۔ لیکن ان میں سے کسی استاد کی رائے کو تسلیم کرنا آپ کے ذمہ واجب نہیں اور نہ آپ کرتے ہیں۔ تقلید کی نفی سے تعلیم و تعلم کی نفی نہیں ہوتی۔

تقلید کا باعث احساس کمتری ہے

(۱۱) کس نفسی اس حد تک مفید نہیں کہ آپ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے۔ دوسرے

لوگ اگر آپ کی ہمت پست کرنے کی کوشش کریں تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں۔ کوشش اور
 عزیمت اس سے بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ دین کی تحقیق کوئی مشکل کام نہیں ہے ایک زمانہ
 میں جو حالت آپ کی اب ہے میری بھی یہی حالت تھی۔ لوگوں نے ہمت پست کرنے کی بہت
 کوشش کی۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مدد فرمائی۔ بے شک احادیث میں صحیح حسن، ضعیف
 موضوع، سب کچھ ہیں۔ راویوں کی ثقاہت اور غیر ثقاہت کا سوال ہے۔ لیکن یہ بھی ایک فن
 ہے اور اس فن میں آپ محققانہ قدم رکھیں تو بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس فن میں ہر چیز
 مدلل ہے، مفسر ہے۔ بے دلیل اور غیر مفسر چیز قابلِ وقعت نہیں ہے۔ تھوڑی بہت عربی بھی
 اگر آپ کو آگئی تو آپ کا کام نکل جائے گا۔ آپ ہمت ہار کر نہ بیٹھ جائیں کہ عربی میں مہارت
 کیسے ہوگی۔ علماء ہند میں اکثر ایسے ہوتے ہیں جن میں مہارت تامہ نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے
 وہ سب کچھ کرتے ہیں۔ جاہل سے ہی عالم بنا کرتے ہیں۔ عالم پیدا نہیں ہوا کرتے۔ اگر بالفرض
 محال آپ جاہل ہیں تو کیا اب آپ اتنے ناامید ہو چکے ہیں کہ عالم بن ہی نہیں سکتے۔
 ہمت سے کام لیجئے۔ کوشش کیجئے۔ آگے قدم بڑھائیے۔ کامیابی پھر آپ کے قدم چومے گی۔ انشاء
 اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو
 لوگ ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے راستے بتا دیا کرتے ہیں۔ وَجَاهِدُوا
 فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ۔ اللہ کے راستے میں کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔

نقطہ
 خادم مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت شریف محترم جناب مسعود صاحب

اسلام علیکم تعلید کے بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بے شک صحیح اور درست ہے آپ کی ملاقات سے مجھے حقیقت میں بڑا فائدہ پہنچا۔ آپ سے پہلی ملاقات کے وقت تو میری یہ حالت تھی کہ میں تعلید وغیرہ کے بھگڑوں سے واقف نہ تھا اور نہ ہی زندگی میں ان چاروں مذہبوں کے بارے میں کچھ سوچا تھا۔ جب آپ کے پاس سے سجاد لٹا تو میں نے کتابوں کا مطالعہ شروع کیا اور پھر عالم حضرات سے مل کر معلومات حاصل کرنا شروع کیا۔ اور آپ سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ پھر حنفیوں کے بڑے بڑے عالموں سے ملا، مگر کسی نے بھی کوئی تشفی بخش جواب نہیں دیا۔ اور ابھی تک تحقیق کا سلسلہ جاری ہے لیکن ان علمائے بحث و مباحثہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ چونکہ یہ لوگ پچھلی سے یعنی جیسے ہی مدوں میں داخل ہوتے ہیں فقہ حنفی پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے استاذان کے دماغوں میں حنفی فقہ ٹھونس دیتے ہیں اور یہ اسی فقہ میں الجھ کر رہ جاتے ہیں پس یہ حکم ایک زمانہ سے چلا آرہا ہے میری اپنی رائے ہے شاید اور کوئی دوسری وجہ ہو جس کے لئے یہ لوگ حنفیت پر اڑے ہوئے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ انہوں نے آپ کے ذریعے سے میری رہبری فرمائی اور دین کی سمجھ عطا فرمائی۔ آگے بھی وہی راہ کھولنے والے اور راستہ دکھانے والے ہیں۔ جو باتیں میں نے آپ سے دریافت کی تھیں آپ نے ان کا بہترین (مدلل) جواب عنایت فرمایا۔ لیکن ابھی دو چیزیں اور دریافت طلب ہیں۔ وہ یہ کہ اب تک میں نے غنئی نمازیں پڑھیں کیا وہ سب بیکار گئیں اور میں اپنے مرشد (شیخ) کا

بتلایا ہوا ذکر کرتا ہوں۔ کیا وہ بھی غلط ہے۔ اگر غلط ہے تو پھر کس طرح ذکر کیا جاتے اور اب نماز کے بارے میں کیا کیا جاتے مسجد میرے گھر کے سامنے ہے۔ سمجھتے مسجد کے صحن میں میرا گھر ہے تو کیا میں اب نماز گھر پر شروع کر دوں۔ جمعہ وغیرہ سب گھر پر پڑھوں تراویح بھی گھر پر پڑھوں۔ ایسی صورت میں تو جمعہ اور نماز باجماعت کے اجر اور ثواب سے کو میں محروم ہو جاتا ہوں۔ اس پر مہربانی فرما کر روشنی ڈالئے۔

۲۔ ایک چیز اور دل میں کھٹکتی ہے وہ یہ کہ بڑے بڑے پایہ کے مشہور علماء و مفتی آخر کیوں حقیقت پر اڑے رہے۔ کیا ان کو عذاب جہنم کا خوف نہیں ہے۔ یہ عذاب و ثواب کو جانتے ہوئے کیوں حنفی بنے بیٹھے ہیں۔ یہ کیا بھید ہے؟ (انشاء اللہ آئندہ تفصیلی خط لکھوں گا)

نقطہ

خادم۔ نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہمانب نواب محی الدین خاں

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب،

اسلام علیکم۔ کل میں نے ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ غالباً مل گیا ہوگا۔ کل جس وقت آپ کا خط ملا۔ میں نے اسی رات جواب لکھ کر صبح کو سپرد ڈاک کر دیا۔ جس وقت آپ کا خط ملا وہ وقت کچھ عجیب تھا۔ یعنی میں ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا۔ جیسے ہی آپ کا خط پڑھا ایسا معلوم ہوا گریا میرے سر سے یکایک بوجھ ہلکا ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے فی الفور جواب ارسال خدمت کیا۔ لیکن دل مطمئن نہیں ہوا۔ میں بہت کچھ کھنچا چاہتا تھا لیکن نہ لکھ سکا۔ آپ کے اور میرے مابین تقلید کے بارے میں خط و کتابت جاری ہے اور بفضل تعالیٰ بہت ساری باتیں میری سمجھ میں آتی جا رہی ہیں۔ میں آپ کی ملاقات کو بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھتا ہوں۔ یہ آپ ہی ہیں جن کی بدولت تحقیق کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں سمجھنے کہ مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہوا اور جیسے جیسے حقیقت حال کا مجھ پر انکشاف ہوتا گیا مجھے بڑا لطف آتا گیا۔ اور وہ ساری کتابیں جو حنفی علماء کی لکھی ہوئی ہیں میں نے جمع کی تھیں میری نظر میں بے وقعت ہو کر رہ گئیں اور مجھ میں قرآن اور احادیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا گیا۔ میں نے حنفی علماؤں سے بحث و مباحثہ کئے لیکن ہر ایک کا جواب یا نتیجہ بحث یہی نکلا کہ امام ابو حنیفہؒ کی بات سمجھنے کے لئے علوم عربیہ سے واقفیت ضروری ہے اور اس کے لئے ۱۵ سال کا نصاب سیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ میرے جیسے جاہل کے لئے دلوں کا اوزیر وزیر کا فرق سمجھنا حدیث کی پہچان وغیرہ سخت دشوار ترین کام ہے اور امام صاحبؒ، امام بخاریؒ وغیرہ سے زیادہ احادیث کو پہچانتے تھے جب میں نے ان سے سوال کیا کہ پھر وہ احادیث کہاں ہیں جن کو امام صاحب نے پہچانا، وہ کوئی کتاب ہے

اور وہ کتاب آپ اپنے مدارس میں کیوں نہیں پڑھاتے، تو اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ پھر مجھ پر جہالت اور بے ادبی کا فتویٰ لگایا جانے لگا۔ وہ مولوی صاحب جنکا میں نے پہلے خطوط میں ذکر کیا تھا۔ ان کے جوش و خروش سے مجھے کچھ امید ہو گئی تھی کہ یہ مولوی صاحب زوردار ہیں۔ جیسا کہ تو ایسے الفاظ لکھوا رہے ہیں کہ حنفی مذہب شکوک کا بنا ہوا نہیں ہے کہ اڑ جاتے۔ ہمارے پاس دلائل ہیں۔ ہم ایسا منہ توڑ جواب دیں گے کہ دانت کھٹے ہو جائیں گے وغیرہ لیکن جب میں نے ان مولوی صاحب سے جواب لکھنے کو کہا تو میرے تقاضے پر چراغ پا ہو گئے اور پھر وہ کچھ فرمایا جو میں پہلے آپ کو لکھ چکا ہوں۔ انہوں نے رفع یدین کے بارے میں یعنی اس کے خلاف ایک حدیث یہ بیان فرمائی کہ ایک دفعہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے تو حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلا رہے ہو؟ اور دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بیان کی تھی کہ یہ حضورؐ کا آخری فعل تھا۔ اس لئے ہم نے آخری فعل کو لیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ حضورؐ کا آخری فعل تھا تو کہا چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضورؐ کے عین پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے اور حضورؐ کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ چونکہ کم عمر تھے اور ان کو دوسری قیسری صف میں جگہ ملتی تھی اس لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مرتبہ زیادہ ہے میں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث تو ضعیف ہے۔ اس پر وہ بگڑ گئے اور مجھ پر جہالت کا فتویٰ صادر کر دیا۔ پھر سجادوں میں کچھ ایسی حالت ہو گئی، کہ ان مولوی صاحبان نے اپنے شاگردوں اور دیگر لوگوں کو مجھ سے ملنے سے منع کر دیا یعنی میرا بائیکاٹ کر دیا۔ میں نے علیم الدین صاحب کی دوکان میں رفع یدین سے نماز پڑھنا شروع کیا جس پر ایک شور برپا ہو گیا اور سجادوں جو ان مولویوں کے زیر اثر ہے میرے خلاف ہو گیا۔ پھر میں نے فتنہ اور شر کو دبانے کے لئے یہ کیا کہ مولوی نور محمد صاحب سے کہا کہ میں ابھی تحقیق میں لگا ہوا ہوں اور تحقیق کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے مسجد میں پھر نماز شروع کر دی اور تحقیق میں لگا

رہا۔ لیکن اب تقلید کا شیشہ ٹوٹ کر چکنا چور ہو چکا تھا۔ ان مولویوں سے میرا دل ٹوٹ چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب خاموشی سے میں تحقیق میں لگا رہوں اور حق کا پتہ مجھے لگ جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا زبردست فضل و کرم ہے۔ ان ہی سے دعائیں کیں اور ان ہی سے مدد مانگی۔ پھر بعض مصر و فیتوں کی وجہ سے ایسا بے بس ہو گیا کہ تحقیق و مطالعہ وغیرہ سب بند ہو گیا تھا لیکن آپ کا وہ پوسٹ کارڈ جو سجادوں سے ہوتا ہوا مجھے غلام اللہ میں ملا ایسا کام کر گیا کہ میں گویا نیند سے جاگ پڑا۔ معلوم ہوا جیسے مجھے کسی نے جھنجھوڑ کر نیند سے بیدار کر دیا۔ آپ کا کارڈ پڑھنے کے بعد میں نے خود سے کہا کہ یہ کیا۔ تو ایک ضروری کام کو چھوڑ کے بیٹھ گیا۔ چنانچہ میں نے پھر سے کوشش شروع کی اور اپنے خدشات آپ کو لکھے۔ آپ نے جواب دینے وہ مجھے بے انتہا پسند آئے یعنی میں بفضل تعالیٰ قائل ہو گیا۔

میں بفضل تعالیٰ گھر میں رفع یدین سے نماز پڑھتا ہوں اور میری بیوی بھی رفع یدین سے نماز پڑھتی ہے۔ قرآن اور حدیث سے بڑھ کر اور کیا حق ہو سکتا ہے۔ قرآن و حدیث چھوڑ کر اور راستہ دھونڈنا سراسر جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آپ کے دُعاے بلند فرمائے۔ آمین۔

اور درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے اور میری آل اولاد کے لئے دُعاے خیر فرمائیں۔

خادم - نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منہاج مسعود

بخدمت جناب نواب محی الدین صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد

چک ۱۱۵۵ فروری ۱۳۸۲ھ

توبہ کے بعد پچھلے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں

آپ کے دو خط ایک ساتھ پہنچے۔ آپ کے سوالات کا جواب ترتیب وار تحریر کر رہا ہوں۔
 (۱) اب تک آپ نے جتنی نمازیں پڑھی ہیں، وہ انشاء اللہ سیکار نہیں جائیں گی۔ اس وجہ سے کہ اب آپ توبہ کر چکے ہیں۔ نماز تو نیکی ہے اگر کوئی گناہ بھی ہوتا تو وہ بھی نیکی میں تبدیل ہو کر باعث ثواب بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا** (سورہ فرقان ۷۷)
 لہذا آپ ناامید نہ ہوں بلکہ قرآن مجید کی یہ بشارت شکر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ وہ اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے ساتھ ہوں۔ (صحیح بخاری)

غیر مستنون وظائف کوئی نیکی نہیں

(۲) مرشد کا بتایا ہوا ذکر آپ کر سکتے ہیں بشرطیکہ سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہو ورنہ اس کو ترک کر کے وہ اذکار اور اذکار اختیار فرمائیں جو سنت سے ثابت ہیں۔ اس سلسلہ میں کئی کتابیں

چھپ چکی ہیں مثلاً حسینؑ دعواتِ مسلمین وغیرہ۔ یتیم اور یتیم خانہ شریف میں بھی موجود ہیں۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اَقْلُ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ**۔ کہہ دیجئے، اگر تمہیں اللہ
 سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو۔ (آل عمران) ایسی کوئی نیکی نہیں ہے جو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سکھائی ہو اور جو نہیں سکھائی وہ نیکی نہیں ہے۔

(۳)۔۔۔۔۔ آپ سب نمازیں گھروں ادا کریں۔ آپ شرعی عذر کی بناء پر جماعت
 ترک کریں گے۔ لہذا آپ کو جماعت کا ہی ثواب ملے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں آپ میں
 وہاں عند اللہ جماعت ہے ہی نہیں۔ لہذا محرومی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جماعت
 تو آپ میں۔ حزب اللہ آپ میں۔ اگرچہ آپ اکیلے ہی کیوں نہ ہوں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ ابراہیم
 علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے: **اِنَّ اِبْرٰهٖمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِیْفًا**
بے شک ابراہیم امت تھے اللہ کے فرمانبردار تھے اور صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے
والے تھے (قرآن کریم)

مندرجہ ذیل حدیث میں بھی آپ کے لئے خوشخبری ہے: **اِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ**
اَوْ سَافَرَ كَتَبَ لَهٗ مِثْلَ مَا كَانَ یَعْمَلُ مَقِیْمًا صَحِیْحًا (صحیح بخاری) یعنی جب بندہ
بیمار یا مسافر ہوتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اقامت اور صحت کی حالت میں
بس اسی قسم کی مجبوری آپ کو لاحق ہے۔

علماء حق کا معیار نہیں ہیں

(۴) آپ کا چوتھا سوال ایک دوسرے ہے، آپ اس دوسرے سے اللہ کی پناہ
 طلب کیجئے بڑے بڑے علماء اخاف حقیت پر کیوں اڑے رہے؟ یہ عذاب و ثواب کو
 جانتے ہوئے کیوں حنفی بنے بیٹھے ہیں؟ کیا ان کو عذابِ جہنم کا خوف نہیں ہے؟ ہمیں

ان سوالات اور ان کے جوابات سے کیا غرض ہے۔ نہ ان کی پیروی ہم پر لازم ہے نہ ان کی مخالفت سے ہمارا کچھ نقصان ہے۔ ہمیں اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرنا ہے اگر وہ صحیح ہیں تو پھر یہ پرواہ نہیں کر لی چاہیے کہ کون اس کے مخالف ہے اور کون اسکے موافق، کون جنتی ہیں اور کون دوزخی؟ یہ فیصلہ اللہ کو کرنا ہے۔ ہم سے ہمارے اعمال کی پرسش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے: **لَقَامَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مِمَّا كَسَبْتُمْ۔ لَنَّا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (القَدَان)** یعنی ان کے اعمال ان کے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے (سورہ بقرہ ۲۸۹) لہذا میری آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ مختلف لوگوں پر نظر ڈالیں، آپ ان سے صرف نظر کر کے بس صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نظر رکھیں۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں جو حق کو پہچان کر حق کا انکار کریں۔ عیسائی اس لیے عیسائی ہے کہ وہ عیسائی مذہب ہی کو اللہ کی رضا و خوشنودی کا سبب سمجھتا ہے اور اسلام سے بیزار ہی کو اللہ کا حکم سمجھتا ہے۔ یہی حال تمام مذاہبِ اولوں کا ہے۔ نیک مٹی ہر جگہ پائی جاتی ہے لیکن اس نیک مٹی پر نجات موقوف نہیں ہے، وہ نیک مٹی کی وجہ سے اسلام نہیں لاتے تو وہ پتھر بن سکتے۔ وہ باوجود اس نیک مٹی کے بھی کافر رہیں گے۔ اب اور ذرا قریب آجائیے۔ خارجی مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہے۔ انتہائی پرہیزگار، قرآن کے بہت بڑے عالم۔ لیکن بایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق خارج از اسلام ہیں۔ اب کیا کہیں؟ کیا ان کے عالم دیدہ و دانستہ خلیفہ راشد کے مقابلہ پر آگئے، کیا انہیں جہنم کا خوف نہیں تھا؟ پھر کیا اس لیے کہ وہ بہت بڑے عالم تھے، متقی تھے، حتیٰ کہ ترک بکیرہ کو کافر سمجھتے تھے۔ ہم انہیں اچھا سمجھنے لگیں اور ان کے جہنمی ہونے میں شک و شبہ میں پڑ جائیں۔

اب ذرا قریب تر آئیے۔ بریلوی علماء تو آپ کے بھائی بند ہیں، اہل سنت

کہتے ہیں لیکن آپ انہیں مشرک سمجھتے ہیں۔ اب کیا یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ کیا انہیں اپنے جہنمی ہونے کا خوف نہیں؟ کیوں دیدہ و دانستہ حق کا انکار کرتے ہیں؟ یقیناً اس شبہ کی بنا پر ہم انہیں اچھا نہیں کہہ سکتے۔ نہ ان کی طرف راغب ہو سکتے ہیں جو حق ہے وہ حق ہے۔ فَمَا ذَابَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ اور حق کے بعد کچھ نہیں سوائے ضلالت کے (قرآن مجید) جو حق کا نیک متی سے انکار کرے وہ گمراہ ہے اور جو بدعتی سے انکار کرے وہ بھی گمراہ ہے۔

اجتہادی اختلاف اور تقلید کا فرق

اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارا کیا جاسکتا ہے لیکن جب یہ اختلاف عقائد کی حد تک پہنچ جائے۔ شرک کو توحید سمجھ دیا جائے تو پھر یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ ائمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا۔ مقلدین کا اختلاف تقلیدی ہے اور اس تقلیدی اختلاف کو شریعت کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ بس یہی ایک ایسا اعتقاد نقص ہے جو شرک کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں: فی الحقیقت اگر مقلدین مذہب تفحص کنند می یابند کہ ایں بلائے تقلید ایشاں را بجدے کشیدہ کہ قول ہر یکے از اعاذ فقہاء در مقابل حدیث می آرد و ترجیح میدہند و ایں ازاں قبیل است کہ علماء را بہ پیغمبری رسانیدہ شود بکہ بخدائے (فتاویٰ عزیزیہ)

اب بتائیے ان کے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہمارے عقیدے میں یہ بات نہ ہو کہ تقلید سے گمراہی پیدا ہوتی ہے تو ہمارا ایمان کیسے کامل ہو گا۔ اس عقیدہ کو بھی جزو ایمان بنانا چاہیئے۔ غالباً قریب قریب انہی معنوں میں غالب کا یہ شعر ہے ۵

ہم مومنین ہمارا کیش ہے ترک رسوم
طہیں جب مٹ گئیں اجڑائے ایماں گہیں

اب آپ کے دوسرے خط کا جواب شروع ہوتا ہے۔

۳۰ شعبان

ایک حدیث سے رفع یدین کے خلاف غلط استدلال

رفع یدین کے سلسلہ میں آپ نے ایک حدیث تحریر فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ ”ایک دفعہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلا رہے ہو۔“

اب اس کے جوابات سنئے :-

اول :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا سوال ۱۰، بھری تک ثابت ہے۔ اب اگر منسوخ ہوا تو ان چار مہینوں میں سے کسی مہینے میں ہوا ہو گا۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، سفر :- اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت وائل جو رفع یدین کے راوی ہیں حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ گئے ہوں گے تو پھر صرف دو مہینہ حیات طیبہ کے باقی رہ جاتے ہیں۔ اب آپ سوچئے کہ جو فعل اتنا مکروہ ہو اس کو رسول مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نو دس سال تک کرتے رہے کیا ایسے مکروہ فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا کسی مومن کا کام ہو سکتا ہے؟

دوم :- کیا کسی حکم کو منسوخ کرنے کا یہی احسن طریقہ ہے؟ جو آپ کیا کرتے تھے وہی وہ لوگ کر رہے تھے تو پھر یہ کہنا چاہیئے تھا کہ اے مومنو! اب یہ طریقہ بدل دیا گیا اب ایسا نہ کیا کرو۔

سوم :- یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے حضرت جابرؓ سے روایت کرنے والے دو اصحاب ہیں ایک تمیم بن طرفةؓ، دوسرے عبید اللہؓ۔ تمیم نے اسے

مختصر بیان کیا ہے اور عبید اللہؓ نے مفصل پہلے قیوم کی روایت سنئے !

حضرت جابرؓ کہتے ہیں :۔ خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي اثم اكرم رافعي ايدكم لانها اذ ناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم کو نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز میں سکون پیدا کر دو صحیح مسلم، عبید اللہؓ کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا:۔

كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا السلام عليكم ورحمة الله وأشار بيده الى الجانبين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علام تؤمون بأيدكم كأنها أذنا ب خيل شمس إننا يكفى أحدكم أن يضع يده على فخذه ثم ليسلم على أخيه من يمينه وشماله - یعنی جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دونوں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارے کرتے ہو گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تمہارے لیے بس اتنا کافی ہے کہ اپنا ہاتھ ران پر رکھ لو۔ پھر سیدھی طرف اور الٹی طرف اپنے بھائی کو سلام کر لو۔ (صحیح مسلم)

ان دونوں روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جس رفع یدین سے روکا

گیا ہے وہ رفع یدین عند السلام ہے نہ کہ رفع یدین عند الركوع لیکن علماء
 احناف کہتے ہیں پہلی روایت میں رفع یدین عند الركوع کی ممانعت ہے اور دوسری
 میں رفع یدین عند السلام کی۔ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دوسری روایت پہلی کی تشریح
 نہیں کرتی بلکہ علیحدہ ایک واقعہ ہے۔ دو واقعے ہونے کے دو وجوہ بھی بیان
 کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:-

وجہ اول:- پہلی روایت میں ہے کہ آپ باہر تشریف لاتے۔ دوسری میں
 ہے کہ ہم جب آپ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے:
 وجہ ثانی:- پہلی میں اسکنوا فی الصلوٰۃ ہے یعنی نماز میں ساکن رہو۔
 دوسری میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

وجہ اول کا جواب:- دونوں روایتوں کو ملا کر عبارت اس طرح بنتی ہے
 کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہاتھ اٹھایا کرتے
 تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ آپ باہر تشریف لاتے اور آپ نے ہمیں اسی طرح کرتے
 ہوئے دیکھ لیا تو فرمایا۔ کیا بات ہے کہ تم سلام کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہو گویا کہ وہ
 سرکش گھوڑوں کی دھیں ہیں (جو بار بار اٹکتی ہیں نہ کہ وقفہ سے) نماز میں سکون
 رکھو وغیرہ وغیرہ۔

وجہ ثانی کا جواب:- دوسری روایت میں بھی سکون کا حکم موجود ہے۔ لایسکن
 احدکم فی الصلوٰۃ (مسند ابی عوانہ ۲/۲۳۹) لایسکن احدکم (مسند احمد
 ۵/۸۶) سند صحیح ہے۔

چہارم:- ان دونوں روایتوں کے ایک واقعہ کے متعلق ہونے کے دلائل یہ ہیں۔
 اول:- روایت کا مضمون تقریباً ایک ہے یعنی ساکن رہو اور گویا
 سرکش گھوڑوں کی دھیں:-

یہ الفاظ مشترک ہیں۔

دوم :- راوی ایک ہیں یعنی حضرت جابر بن سمرہؓ۔

سوم :- تمام محدثین نے ان دونوں روایتوں کو سلام کے باب میں روایت کیا ہے۔ مثلاً امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ابن حبانؒ، امام طحاویؒ وغیرہ امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

فنهى النبى صلى الله عليه وسلم عن رفع الايدي
فى التشهد ولا يحتج بهذا من لحظ من العلم
هذامعروف مشهور لا اختلاف فيه - يعنى رسول الله
صلى الله عليه وسلم نے تشہد میں سلام کرتے وقت ہاتھ اٹھانے سے
منع فرمایا تھا۔ اور جس شخص میں ذرا سا بھی علم ہے وہ اس سے عدم رفع
یدین عند الركوع کے لیے دلیل نہیں لیتا۔ یہ معروف و مشہور ہے۔ اس
میں محدثین کا اختلاف ہی نہیں ہے۔

(کتاب دفع الیدین للإمام البخاری صفحہ ۱۵)

یہ دفع الیدین عند السلام شیعوں میں اب تک رائج ہے اور جب وہ ایسا
کرتے ہیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ سرکش گھوڑوں کی دھن اٹھ رہی ہیں۔
غالباً اپنے بھی شیعوں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔

پنجم :- اگر اس حدیث سے رفع یدین ممنوع ہے تو پھر تمام رفع یدین
ممنوع ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ شروع نماز کا رفع یدین۔ نماز عیدین میں رفع یدین۔ نماز وتر
میں رفع یدین کوئی جائز نہیں رہے گا۔ کیوں کہ اس حدیث میں کسی رفع یدین کی تخصیص
نہیں ہے۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

ولو كان كما ذهبوا اليه لكان رفع الايدي في أول

التكبيرة وايضا تكبيرات صلوة العيد منها عنه
لانه لم يستثن رفعادون رفع ،

(کتاب رفع الیدین للامام البخاری ص ۱۵)

نواب صاحب ! سوچیے کیا یہ انتہائی مکروہ فعل اب بھی نمازوں میں
موجود ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو کیوں ؟ اللہ ہی ان مقلدین کو ہدایت دے۔
(۶) کیونکہ عدم رفع یدین کے سلسلہ میں یہی ایک حدیث ہے جو محدثین کے
نزدیک صحیح ہے لہذا ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے کہ اس حدیث کو حجت بنا کر
رفع یدین کو منسوخ مانا جائے۔ میں کہتا ہوں اچھا منسوخ سی۔ لیکن منسوخ کیوں ہے؟
اس لئے کہ یہ بہت ہی مکروہ فعل سے مماثل ہے۔ یعنی سرکش گھوڑوں کی دُموں سے۔
اور جب یہ اتنا مکروہ ہے تو بڑے شد و مد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کی ممانعت کی ہوگی۔ لیکن کہیں کوئی روایت نہیں ملتی۔ حالانکہ ہر حدیث کی کئی کئی
سندیں ہوتی ہیں۔ کئی کئی صحابی روایت کرتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ اتنا مکروہ فعل، نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت، پھر بھی بقول امام حسن بصریؒ وغیرہ تمام صحابہ رفع یدین
کرتے تھے۔

اب اس خط کو روانہ کر رہا ہوں۔ باقی باتوں کا جواب دوسرے خط میں دوں گا،
اطلاعاً عرض ہے۔ اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ اپنے اہل و عیال کو میرا سلام کہیں۔
فقط ، خادم مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منہاج مسعود

بخدمت جناب نواب محی الدین خاں صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۰ ماہ غنیمت پڑھ

والا بعد) آج ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ اب آپ کی
باقی باتوں کا جواب تحریر کر رہا ہوں۔

چند معطلے

(۱) آپ کی عبارت: ”اور دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بیان
کی تھی کہ چھ رکعات آخری فعل تھا“

جواب :- عبداللہ بن مسعودؓ کی ایسی کوئی حدیث نہیں جس کا یہ مفہوم ہو کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا آخری فعل تھا“ نہ صحیح نہ ضعیف۔

(۲) آپ کے خط کی عبارت: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور کے
عین پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے“

جواب :- کسی حدیث میں یہ مفہوم یا یہ مضمون نہیں ہے، نہ صحیح میں اور نہ
ضعیف میں۔

(۳) آپ کے خدایا کی عبارت: ”حضور کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے تھے
اور عبداللہ بن عمرؓ چونکہ کم عمر تھے اور ان کو دوسری تیسری صف میں جگہ ملتی تھی۔ اس لیے
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مرتبہ زیادہ ہے“

جواب :- اس عبارت میں کسی غلطی نہیں۔ قطعی بے ثبوت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

حرکات و سکناات کو بغور دیکھتے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ بتایا جائے کہ آخر ان سے مندرجہ ذیل غلطیاں کیوں ہوئیں؟

(۱) وہ رکوع میں تطبیق کرتے تھے (صحیح مسلم) بلکہ دوسریوں کو بھی اس کا حکم دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے شاگردوں کے ہاتھوں کو مار کر ان میں تطبیق کر کے دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ دیتے تھے۔ عربی الفاظ یہ ہیں:۔ فضرب ایدینا و طبقت بین کفیه ثم اَدْخَلْهُمَا بَیْنَ فَخْذَیْهِ (صحیح مسلم، ابوداؤد وغیرہ)

(۲) تین آدمیوں کی جماعت میں ایک کو امام کے داہنی طرف اور دوسرے کو امام کے بائیں طرف کر لیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم) بلکہ اس کا حکم دیا کرتے تھے۔ ان کا فرمان یہ ہے: "اذا كنتم صلاة فصلوا جميعا و اذا كنتم اکثر من ذلك فليؤمكم أحدكم" یعنی جب تین ہوں تو ایک صف میں نماز پڑھو اور جب تین سے زیادہ ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد وغیرہ)

(۳) حکم دیتے تھے کہ رکوع میں کلماتوں کو رانوں پر بچھا دیا کرو۔ الفاظ یہ ہیں:۔ اذا دكع أحدكم فليفرش ذرا عيه على فخذيه

(صحیح مسلم)

(۴) بغیر اذان و اقامت کے جماعت کر لیا کرتے تھے (صحیح مسلم) وغیرہ وغیرہ۔ دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکناات کو بغور نہیں دیکھتے تھے۔ یہ اتہام ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکناات کو کون دیکھتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو یہاں تک دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کہاں اترتے تھے، کہاں نماز پڑھتے تھے، کہاں پیشاب کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ ان سنتوں پر بھی عمل کرتے تھے۔ حتیٰ کہ

اگر ان کو پیشاب نہ آتا تھا تو خالی ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ان کا یہ طرز عمل جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

تیسرا مغالطہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کے علاوہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات کو بغور نہیں دیکھتا تھا۔ یمن کے شہزادے حضرت دآل بن حجرؓ نے تو دو مرتبہ مدینہ کا سفر ہی اس غرض سے کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو بغور دیکھیں۔ رافسوسؓ ہے اُس شخص پر جس نے رفع یدین کی مخالفت میں حضرت دآلؓ کو دیہاتی کا خطاب دیا، دوسری مرتبہ وہ سوال سلسلہ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ کی آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح مسلم والبوداؤد) الفاظ ملاحظہ ہوں جن سے ان کے آنے کا مقصد واضح ہوتا ہے۔

قلت لانظرون الی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یصلی قال فنظرت۔ یعنی میں نے کہا کہ میں ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے ہیں پس میں نے دیکھا۔ (کتاب رفع الیدین للإمام البخاری صفحہ ۱۳) ل اور پھر انظرون میں نون ثقیلہ مشدودہ ضرور کے معنی دیتا ہے۔ چوتھا مغالطہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ عمر تھے۔ یہ بھی غلط ہے۔ ہاں جو ان تھے، اور اُسے نہیں تھے۔ امام بخاری نے اس کی بھی تردید کی ہے۔

والعجب أن یقول أحدہم کان ابن عمر صغیراً فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن عمر بالملاح..... قال ابن عمر انی لا ذکد عمر حین أسلم فتقالوا صبا عمر

صِبَاً عَمْرُ خُجَاءِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَقَالَ صِبَاً عَمْرُ صِبَاً...

..... یعنی تعجب ہے کہ کسی نے یہ کہا ابن عمر چھوٹے تھے۔ حالانکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صلاح کی شہادت دی تھی

..... وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جب عمرؓ اسلام لائے تو لوگوں

نے کہا۔ عمر صبا، ہو گیا، عمر صبا، ہو گیا۔ پھر عاص بن وائل آیا۔ اُس نے

بھی یہی کہا..... فثكوه..... پھر وہ لوگ حضرت عمرؓ

کو چھوڑ کر چلے گئے۔ (کتاب دفع الیدين للامام البغدی ص ۱۸۰)

پانچواں مغالطہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کم علم تھے۔ یہ بھی غلط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا۔ بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جو مسلم کے مشابہ ہے۔ تمام صحابہ عاجز آ گئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے چاہا کہ میں کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن پاس اُوب سے خاموش رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بتایا۔ ابن عمرؓ نے جب یہ بات حضرت عمرؓ سے بیان کی تو حضرت عمرؓ نے کہا "اگر تم بتا دیتے تو میرے لیے یہ اتنے اتنے مال سے بھی زیادہ محبوب تھا۔" (صحیح بخاری کتاب العلم) غالباً اس مجلس میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہوں گے۔ اس لیے کہ وہ تو کبھی ساتھ چھوٹے ہی نہ تھے۔

چھٹا مغالطہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کے سوا اس حدیث کا کوئی اور راوی ہی نہیں یہ بھی غلط ہے۔ رفع یدین کی روایت حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے بھی ہے اور یہ لوگ یقیناً حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے عمرؓ میں بھی زیادہ تھے اور علم و فضل اور صحبت رسول میں بھی۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر عبد اللہ بن عمرؓ سے مقابلہ کرنا دھوکا دینا ہے۔ (صرف حضرت علیؓ سے غالباً وہ عمرؓ میں زیادہ ہوں گے)

ساتواں مغالطہ یہ ہے کہ رفع یدین ایک بہت ہی دقیق علمی اور فقہی مشابہ

اور اس کو فقہاری سمجھ سکتے ہیں۔ چھوٹا بچہ کیا سمجھے۔ حالانکہ رفع یدین کا تعلق صرف آنکھ سے ہے اور یہ چیز بہ نسبت بوٹے کے بچہ ہی زیادہ اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہے اور زیادہ اچھی طرح یاد رکھ سکتا ہے۔

آنکھ والے مخالف یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابن عمرؓ کی حدیثیں صحت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ حالانکہ یہ سزا پائے تسلط ہے۔ ابن عمرؓ کی حدیث صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ اس کے راوی سب کے سب امام ہیں۔ یہ سلسلۃ الذہب کی حدیث ہے۔ سندیں اصح الایمان ہیں۔ ابن عمرؓ سے یہ حدیث متواتر ہے برخلاف اس کے ابن مسعودؓ کی حدیث اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اور اس کا متن غیر محفوظ ہے۔ ابن مسعودؓ سے یہ روایت متواتر نہیں ہے۔ عاصم بن کلیب راوی کا اس میں انفراد ہے۔ جب صحت اور محفوظ ہونے کے لحاظ سے برابر نہیں تو مقابلہ کیا معنی؟ مقابلہ تو برابر کی چیزوں میں ہوا کرتا ہے۔ پھر مزید برآں ابن عمرؓ کی طرح روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد پچاس کے لگ بھگ پہنچ جاتی ہے۔ پھر امام حسن بصریؒ وغیرہ کی روایت کے مطابق کسی صحابی سے اس کا ترک ثابت نہیں۔ لہذا ابن مسعودؓ کی حدیث کسی لحاظ سے بھی قابل حجت نہیں۔ اگر صحیح بھی ہو تو اس میں عبد اللہ بن مسعودؓ کی بھول ہے۔ جیسے ان سے اور بھول ہوئی یہ بھی ہوئی۔ جیسے اُس بھول پر کوئی عمل نہیں کرتا اس پر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبجانب نواب

محترم جناب مسعود صاحب

سلام علیکم

خط لکھنے میں تاخیر ہوئی جس کے لیے شرمندہ ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔
نماز میں رفع یدین نہ کرے تو کیا نماز نہیں ہوتی اور کیا رفع یدین فرض ہے؟ رفع یدین نہ
کرنے والی حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے ترمذی شریف
اردو جلد اول میں اس کو امام ترمذیؒ نے حسن کہا ہے اور حسن حدیث کا درجہ صحیح حدیث کے
بعد ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ جلد اول میں تقلید کے بیان میں اور جلد دوم میں حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب لکھتے ہیں کہ چاروں اماموں کے طریقے سنت ہیں اور ہر ایک کے پاس دلائل
جو دیں۔ اس لحاظ سے تو حنفی شریعت بھی سنت ہوا اور اس طریقہ پر عمل کرنا بھی جائز ہوا۔
اشرف علی تھانویؒ کی لکھی ہوئی بڑی بڑی ضخیم کتابیں کیا سب بیکار ہیں۔ کیونکہ وہ تقلید
کے حامی تھے اور کیا امام غزالیؒ کی لکھی ہوئی کتب بھی قابل مطالعہ ہیں یا نہیں۔ یہ میں اس
یہ دریافت کرتا ہوں کہ میرے پاس یہ سب ذخیرہ موجود ہے۔ باقی خیریت ہے۔ میری
طرف سے سب کی خدمت میں سلام علیک عرض ہے۔

خادم

نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی و کرمی جناب نواب صاحب

اسلام علیکم

چک لالہ ۳۱ اپریل ۱۹۶۲ء

(اما بعد) اشد انتظار کے بعد آپ کا خط مورخہ ۲۹ مارچ وصول ہوا۔ آپ

کے سواوں نے جوابات درج ذیل ہیں:-

رفع یدین فرض ہے

سوال:- نماز میں رفع یدین نہ کرے تو کیا نماز نہیں ہوتی؟ کیا رفع یدین فرض ہے؟
جواب:- نماز فرض ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ لہذا اس کے ادا نہ کیا طریقہ
بھی فرض ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ہر مسلم مختار ہے کہ جس طریقہ سے چاہے نماز پڑھے۔ طریقہ
اور سنت دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔ لہذا سنت سے جو طریقہ ادائیگی نماز ہم تک پہنچا ہے وہ
فرض ہے۔ خیر یہ تو ایک معقول بات تھی، جو میں نے عرض کر دی۔ ورنہ نماز کے طریقہ کا فرض ہونا
نفس قرآنی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا

لِللَّهِ قَانِتِينَ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ وُكْبَانًا

فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ

تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۚ یعنی نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً

بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو، پھر اگر

تمہیں کافروں کا خوف ہو تو پیدل چلتے پھرتے یا سواری پر ہی نماز ادا

کر لو۔ پھر جب امن و امان نصیب ہو تو اُسی طریقہ سے اللہ کا ذکر کرو

جس طریقے اُس نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو تم نہیں جانتے تھے۔ (سورہ بقرہ ۲۳۸-۲۳۹)

خط کشیدہ الفاظ اللہ کا حکم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ کا حکم فرض ہوتا ہے لہذا نماز کا یہ طریقہ جو بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے ہمیں سکھایا ہے فرض ہے۔ مجھے تو واقعی اُن لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ نہ کہے تو نماز ہو جائے گی۔ رکوع و سجدہ میں تسبیح نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کا ادا کرنا سنت ہے فرض نہیں ہے۔ اگر ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو حدیث میں ہوتا کہ ان کے ترک کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ اگر ان کی اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر نماز کی ہیئت مجموعی یہ ہوگی کہ کھڑے ہو کر سورہ فاتحہ پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور اس میں چند نہ پڑھو۔ پھر رکوع سے سیدھے سجدہ میں چلے جاؤ۔ پھر بیٹھ جاؤ نماز ختم ہو جائے گی۔ یہ نماز کیا ہوئی، مذاق ہوا۔ اب رہی یہ بات کہ پھر صرف سورہ فاتحہ کے متعلق ایسے الفاظ کیوں نہ لائے، تو اس کا ایک پس منظر ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے امام نے پیچھے پڑھنے سے منع کیا تو اس وقت یہ بھی فرمایا کہ سورہ فاتحہ پھر بھی پڑھنا۔ کیوں کہ وہ اگر امام کے پیچھے بھی ترک کر دیں گے تو نماز نہ ہوگی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

الفرض مذکورہ بالا آیت کی رد سے نماز کا پورا طریقہ فرض ہے، سوائے اس چیز کے جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو اور ایسی کوئی چیز میرے ذہن میں تو ہے نہیں، سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ رفع یدین آپ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا۔ لیکن چھوڑنے کی روایت ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا رفع یدین فرض ہوا۔

۲۔ رفع یدین کی فرضیت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے آپ نے فرمایا تھا کہ صَلُّوا کَمَا دَايْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ (نماز ایسے ہی پڑھا کرنا جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے) اور مالک بن حویرث کا

بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح بخاری) کیونکہ حکم فرض ہوتا ہے۔ لہذا رفع یدین فرض ہے۔

۳۔ تیسری دلیل۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مسجد میں آنکے۔ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

”اقبلوا علیٰ بوجوہکم اُصلیٰ بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الّتی کان یصلیٰ ویأمر بہا فقام مستقبل القبلة ورفع یدیه حتیٰ حاذیٰ بہما منکبہ ثم کبر ثم رکع وکذا لک حین رفع“
یعنی میری طرف متوجہ ہو جاؤ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتاؤں۔ جس طریقہ سے آپؐ خود پڑھتے تھے اور جس طریقہ سے لوگوں کو پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ پس وہ (حضرت عمرؓ) کھڑے ہو گئے، قبلہ کی طرف منہ کیا اور کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور اسی طرح اُس وقت بھی کیا جب رکوع سے سراٹھایا۔ (خلائیات بہیقی، نصب الراية جلد اول ص ۴۱۶ وسندہ صحیح تہذیب الفقاری جلد ۳)

نماز کے ارکان میں فرض سنت کی تفریق

فرض و سنت کی تفریق بہت بعد کی چیز ہے۔ صحابہ کرام اس چیز کے عادی نہیں تھے۔ مدہ تو بس یہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا فرمایا۔ عبد اللہ بن عمرؓ کو دیکھئے کہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے تا وہ قہقہہ وہ رفع یدین نہ کرے۔ (کتاب رفع یدین امام بخاری، سند احمد) آپ بھی فرض و سنت کی بحث میں نہ پڑیے۔ بس جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور

چھوڑنا ثابت نہیں، اُسے کرنا ہی چاہئے اور اگر کرتا، نہ کرنا دونوں ثابت ہیں، تب بھی کرنا سنت ہوگا اور ترک جائز۔ ایسی حالت میں بھی سنت ہی پر عمل مناسب ہے نہ کہ جواز پر۔

سوال :- رفع یدین نہ کرنے کی حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ ترمذی شریف اردو جلد اول میں اس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور حسن کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کا متن غیر محفوظ ہے

جواب :- یہ صحیح ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حسن کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔ اس حدیث کی سند بے شک حسن بلکہ صحیح ہے۔ سند میں کوئی خاص خدشہ نہیں ہے، نہ سند پر کسی نے کوئی خاص جرح ہی کی ہے، اس حدیث پر جو کچھ جرح ہوئی ہے وہ بہ لحاظ متن ہوئی ہے اکثر محدثین نے اس کے متن کو غیر محفوظ بتایا ہے۔

۱۔ امام ترمذی لکھتے ہیں :-

قال عبد الله بن المبارك قد ثبت حديث من يرفع يده وذكر حديث الزهري عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع يده في أول مرة۔ یعنی امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ رفع یدین کی حدیث ثابت ہے اور ذکر کیا انہوں نے اس حدیث کو جو امام زہری نے حضرت سالم سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہیں کیا سوائے اول مرتبہ کے ثابت نہیں۔

امام ترمذی نے اس عبارت کے بعد ابن مسعود کی حدیث بیان کی ہے اور پھر اس کو حسن لکھا ہے۔ احناف کا یہ کہنا ہے کہ ابن مبارک نے کسی دوسری حدیث کو غیر ثابت کہا ہے نہ کہ اس کو لیکن دوسری حدیث میں ابن مبارک نہیں ہیں اور اس حدیث کی سند میں وہ موجود ہیں اور یہ سند نسائی میں موجود ہے۔ لہذا انہوں نے اس ہی کو غیر ثابت کہا ہے۔ ان کے الفاظ کہ رفع کی حدیث ثابت ہے۔ اس ہی بات کی دلالت کرتے ہیں کہ عدم رفع کی حدیث ثابت نہیں خواہ وہ کوئی سی ہو۔

۲۔ اب اس کے متن کو ملاحظہ فرمائیے نسائی میں ہے:-

فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمَّا بَعْدَ، ابْنُ مَسْعُودٍ كَهْرُءَ
 بَوَّءَ پھر اول مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نہیں اٹھائے۔ ابن القطان کہتے ہیں۔
 ثُمَّ لَا يَعُودُ منکر ہے۔ یہ وکیع اپنی طرف سے کہا کرتے تھے۔ (کتاب الوہم) امام
 دارقطنی نے بھی ثمر لم یعد کو غیر محفوظ بتایا ہے۔ (کتاب العلل) نسائی میں دوسری
 روایت میں اس طرح ہے۔ فَصَلَّى فَلَمَّا بَعْدَ يَدَيْهِ الْأَمْرَةَ وَاحِدَةً۔ یعنی
 ابن مسعود نے نماز پڑھی تو ہاتھ نہیں اٹھائے مگر ایک مرتبہ۔ مسند امام احمد اور مصنف
 ابن ابی شیبہ میں "واحدة" نہیں ہے۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً دوسری میں اس طرح ہے۔ فَرَفَعَ يَدَيْهِ
 فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ۔ یعنی ابن مسعود نے دونوں ہاتھ اٹھائے پہلی مرتبہ۔ خلاصہ یہ کہ کسی میں
 دوبارہ اٹھانے کی نفی ہے اور کسی میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ پس پہلی مرتبہ اٹھانے کا ذکر
 ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے تو نماز پڑھ کر بتائی تھی۔ اُس کو علقمہ نے اپنے لفظوں
 میں بیان کیا ہے اور یہ علقمہ کے الفاظ ہیں جو کسی روایت میں کچھ اور کسی میں کچھ ہیں۔
 ابن مسعود سے روایت کرنے والے صرف علقمہ ہیں اور علقمہ سے روایت کرنے والے
 صرف عبد الرحمن ہیں اور ان سے روایت کرنے والے صرف عاصم بن یحییٰ ہیں اور

ان سے روایت کرنے والے سفیان ثوری ہیں۔ اس کے بعد راوی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اوپر کی سند میں صرف ایک ایک راوی کی وجہ سے اس میں غرابت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر علمہ کے الفاظ غالباً عاصم بن کلیب نے کبھی کبھی اور کبھی کبھی بیان کئے ہیں۔ کیونکہ امام حاکم فرماتے ہیں کہ عاصم نے اس حدیث کو صحت کے ساتھ روایت نہیں کیا اور عاصم مختصر کر لیا کرتے تھے اور نقل بالمعنی کرتے تھے۔ (تہذیب القاری شرح صحیح بخاری) اسی وجہ سے امام ابو داؤد نے اس حدیث کے لکھنے کے بعد یہ بھی لکھ دیا کہ هذا حدیث مختصر من حدیث طویل و ليس هو بصحيح على اللفظ على هذا المعنى: یعنی یہ حدیث ایک طویل حدیث سے مختصر کر لی گئی ہے اور یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ان معنوں پر صحیح نہیں مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کا متن اس طرح ہے: فصل في رفع يديه الامرة واحدة مع تكبيرة الافتتاح۔ یعنی تکبیر افتتاح کے ساتھ ابن مسعود نے رفع یدین نہ کیا سوائے ایک مرتبہ کے۔ اگر یہ عبارت صحیح مانی جائے تو پھر رفع یدین عند الركوع کی اس سے نفی نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔ بار بار نہیں، امام ابی حاتم نے کہا ہے کہ یہ حدیث خطا ہے۔ سوائے سفیان کے یہ الفاظ (یعنی رفع یدین کی نفی) عاصم سے کسی نے روایت نہیں کئے حالانکہ ایک جماعت عاصم سے روایت کرتی ہے۔ (علل ابن ابی حاتم)

امام بخاری فرماتے ہیں: هذا محفوظ عند أهل النظر من حدیث عبد الله بن مسعود۔ یعنی اہل علم کے نزدیک تطبیق والی حدیث ہی محفوظ ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں: ولم يثبت عند أهل العلم عن أحد من أصحابه صلى الله عليه وسلم أنه لم يرفع يديه۔ یعنی اہل علم کے نزدیک کسی صحابی سے ترک رفع یدین ثابت نہیں۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں

و لم یثبت عند أهل النظر من أدركنا من أهل الحجاز
 وأهل العراق منهم عبد الله بن الزبير وعلی بن
 عبد الله بن جعفر و یحییٰ بن معین و احمد بن حنبل
 و اسحاق بن راہویہ، هؤلاء أهل العلم من بین أهل
 زمانهم فلم یثبت عند أحد منهم علم فی ترك
 رفع الایدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 عن أحد من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 أنه لم یرفع یدیه - یعنی حجاز اور عراق کے اہل علم جن کو
 ہم نے پایا، جن میں سے یہ لوگ بھی ہیں۔ ابن زبیر، علی بن عبد اللہ،
 یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ۔ یہ اپنے زمانہ کے
 زبردست عالم تھے۔ ان علماء میں سے کسی کے نزدیک کوئی حدیث
 ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا ہو یا کسی
 صحابی نے رفع یدین نہ کیا ہو (کتاب رفع الیدین للامام البخاری ص ۱۶)

گویا یہ حدیث امام بخاری کے وقت تک خود علماء عراق کے نزدیک ثابت
 نہیں تھی۔ امام ابو داؤد کے مطابق اس کا مفہوم کچھ اور تھا۔ اب جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ
 صحیح نہیں ہے۔ امام ابو داؤد کے اس قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام محمد
 نے اپنی مؤطا میں اس حدیث کو مطلقاً بیان نہیں کیا۔ حالانکہ ان کو اس کی بڑی ضرورت تھی۔
 وہ لکھتے ہیں: "وفی ذلک اشار کثیرۃ۔ اور عدم رفع کے متعلق بہت آثار ہیں۔"
 مطلب ظاہر ہے کہ حدیث کوئی نہیں۔ اگر یہ حدیث ان معنوں پر محمول ہوتی تو وہ ضرور
 اس کا ذکر کرتے۔ اس کے تمام راوی کوئی ہیں۔ تاہم امام محمد اور قاضی ابو یوسف کا اس سے
 بے خبر ہونا اور اپنے دلائل میں ذکر نہ کرنا حیرت انگیز ہے۔

اس کے بعد امام محمد نے علی ابن ابی طالبؑ کا ایک اثر نقل کیا ہے جس میں ایک راوی محمد بن ابان کذاب ہے (تذکرہ الموضوعات) پھر ابراہیم نخعیؒ تابعی کا قول پیش کیا ہے۔ اس میں بھی وہی کذاب راوی ہے۔ پھر ابن مسعودؓ کے اصحاب کا فعل پیش کیا ہے۔ اس کی سند میں حصین ہے جس کا حافظ آخر میں خراب ہو گیا تھا۔ پھر ابن عمرؓ کا فعل پیش کیا ہے اس کی سند میں وہی محمد بن ابان کذاب ہے۔ پھر حضرت علیؑ کا اثر دوسری سند سے پیش کیا ہے۔ یہ بھی کوئی سند ہے۔ پھر بھی سفیان ثوریؒ (جو خود بھی عدم رفع کے قائل ہیں) اس اثر کا انکار کرتے ہیں۔ (کتاب رفع الیدین امام بخاری صفحہ ۸) مزید برآں اس میں عاصم راوی ہیں، جو نقل بالمعنی کے عادی ہیں۔ امام عثمان بن سعید داری فرماتے ہیں: "فقد روی من هذا الطريق الواهی۔ تحقیق یہ واہیات سند سے مروی ہے۔" (بہقی جلد ۲ صفحہ ۸۰) امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "ولا یثبت عن علی وابن مسعود یعنی مارو و عنہما من انہما کانا لا یرفعان۔" یعنی حضرت علیؑ اور ابن مسعودؓ کے عدم رفع کی حدیث ثابت نہیں۔ (بہقی جلد ۲ صفحہ ۸۱) امام بخاریؒ نے بھی اس پر جرح کی ہے۔ پھر امام محمدؒ نے ابن مسعودؓ کا اثر پیش کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "انہ کان یرفع یدہ اذا افتتح الصلوۃ۔" یعنی جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اس میں کو ع کا ذکر ہی نہیں اور عدم ذکر سے عدم ثبوت لازم نہیں آتا۔ پھر اس کی سند منقطع ہے۔ ابراہیمؒ نے ابن مسعودؓ کو نہیں دیکھا۔ غرض یہ کہ کل تین صحابیوں اور چند تابعیوں کا قول پیش کر کے امام محمدؒ نے اپنے مسئلہ کو ثابت کیا اور وہ اس سلسلہ میں کوئی حدیث پیش نہ کر سکے بلکہ صحابیوں کا فعل بھی صحیح سند سے پیش نہ کر سکے۔ اگر عبد اللہ بن مسعودؓ کی یہ عمر کہہ آلا حدیث کو نہ میں رہ کر ان کو نہ معلوم ہو تو پھر اس پر شبہ کرنا بالکل بجای ہے۔ امام نوویؒ نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ محدثین کا اسکے ضعف پر اتفاق ہے۔ نقل بالمعنی کی عادت کی وجہ سے امام علی بن مدینیؒ تو یہاں تک کہ گئے: "لا یحتج بما انفرد بہ۔" عاصم کیلئے روایت

کریں تو روایت حجت نہیں ہوتی۔ (میزان الاعتدال) اور اس روایت کو سولے عالم کے اور کوئی بیان نہیں کرتا۔ پھر عبدالرحمن کے غلطی سے سننے پر بھی شبہ کا اظہار کیا گیا ہے اگرچہ سننے کا امکان تو ہے لیکن سننا ثابت نہیں۔ امام ابن حبان تو یہاں تک لکھ گئے۔

هذا أحسن خبر روى أهل الكوفة في نفي رفع اليدين
في الصلوة عند الركوع وعند الرفع منه وهو في الحقيقة
أضعف شيء يعول عليه لان له عللاً تبطله۔ اہل کوفہ
کی یہ سب سے عمدہ دلیل ہے اور درحقیقت یہ بھی بہت ضعیف ہے
اس پر (کیسے) اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اس میں غلطیاں ہیں جو اسے
باطل بنا دیتی ہیں۔ (نیل الاوطار جزء ۲ صفحہ ۱۵۱)

اب بتائیے امام ترمذی کا حسن کہنا کہاں تک صحیح ہے۔ اسی لیے امام شوکانی
لکھتے ہیں:۔ این يقع هذا التحسين والتصحيح من قدح اولئك الائمة
الاکابر۔ یعنی امام ترمذی کی تحسین اور امام ابن حزم کی تصحیح کی ان اکابر ائمہ کی جرح
کے مقابلے میں کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ یہ مختصر و تداد ہے۔ ورنہ مفصل تو بہت کچھ ہے۔
بالفرض محال اگر ابن مسعود کی حدیث حسن یا صحیح بھی ہو تو بھی ایک صحابی کی روایت تمام صحابہ
کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ پھر ابن مسعود سے اور بھی بہت سی بھول ہو گئی ہیں جن میں
سے چند میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اسی لئے امام ابوبکر بن اسحاق نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث
رفع یدین کی حدیث کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے پھر خلفاء راشدین صحابہ اور تابعین سے صحیح طور پر ثابت ہوا ہے اور ابن مسعود
کا اس بڑے بھول جانا کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ معوذتین کا قرآنی سورتیں ہونا بھول گئے۔ تطبیق
کا منسوخ ہونا بھول گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح انہوں نے دس باتیں گنائی ہیں۔ (یہ
گیارہویں بھول ہے) (دہشتی جلد ۲)

غرض یہ کہ بے شمار صحیح احادیث کے مقابلہ میں اس کو حجت بنانا حیرت انگیز ہے۔
 باقی باتوں کے جوابات دوسرے لفاظیوں میں روانہ کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ کی تبلیغ
 اور اس کے متعلق کس کس معلوم ہوتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے اور اس جدوجہد
 کو قبول فرمائے۔ آمین۔ تبلیغ تو درحقیقت یہی ہے۔ وہ تبلیغ ہی کیا جس میں مخالفت نہ
 ہو۔ حق کے مبلغ کے لئے پھولوں کی سیج نہیں ہوتی بلکہ اس کو کانٹوں پر چلنا ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ
 جس سے سب خوش رہیں حقیقت میں تبلیغ ہی نہیں۔ وہ تو ایک قسم کی سیاست ہے۔
 مربی بنانا اور بات ہے اور مبلغ ہونا اور بات ہے۔ اللہ نے یہ نعمت آپ کو
 نصیب فرمائی ہے۔ یہ اس کا احسان ہے۔ آپ کھیل رہے ہیں۔ ان اللہ مع الصابرین۔

نقطہ

بخدمت جناب نواب صاحب مخدومی و کمبری

چک لالہ ۱۳ - اپریل ۱۹۶۲ء

(اما بعد)۔ ارا پر پل کو ایک خط ارسال کیا ہے۔ آج آپ کے باقی سوالات

کے جوابات تحریر کر رہا ہوں۔

سوال ۴۔ حجۃ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ چاروں

اماموں کے طریقے سنت ہیں اور ہر ایک کے پاس دلائل موجود ہیں۔ اس لحاظ سے تو سنہی طریقہ بھی سنت ہوا اور اس طریقہ پر عمل کرنا بھی جائز ہوا۔

امام حق پر تھے لیکن مقلد حق پر نہیں

جواب :- اس میں شک نہیں ہے کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا۔ نہ اس کو حجت سمجھا۔ لہذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں جن پر تھے۔ رحمہم اللہ۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ان سے لغزش نہیں ہوئی۔ بیشک ہوئی اور اس لغزش کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل بھی ہیں۔

محتمدین خطار سے پاک نہیں ہیں

فقہ کا مسلمہ اصول :- المجتہد قد یخطئ ویصیب۔ یعنی مجتہد سے خطا اور بھی ہوتی

ہے اور وہ صحیح بات بھی کہتا ہے۔ لہذا اس اصول کی بناء پر ان مجتہدین سے خطا کا امکان ظاہر ہے۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ دوسرے لوگوں کی پشت پر وحی الہی کی رہنمائی نہیں ہوتی لہذا خطا کا صدور ناگزیر ہے۔

۳۔ چاروں اماموں کے اقوال میں حرام و حلال کا فرق پایا جاتا ہے مثلاً:-
۱۔ دار الحرب میں کافر سے سود کا لین دین کرنا حنفی مذہب میں حلال اور دوسرے مذاہب میں حرام۔

ب۔ حیوان کی بیع سلم حنفی مذہب میں حرام، دیگر میں حلال۔

ج۔ زبردستی کی طلاق حنفی مذہب میں واقع ہو جاتی ہے۔ دوسرے مذاہب میں حرام ہے۔ واقع نہیں ہوتی۔

د۔ بچہ گوہ، گھوڑا، مینڈک، مردہ مچھلی جو پانی پر تیرے، حنفی مذہب میں حرام اور دوسرے مذاہب میں حلال۔

س۔ ہمہ کی ہوئی چیز حنفی مذہب میں اولاد سے واپس لی جاسکتی ہے۔ دوسرے مذاہب میں نہیں لی جاسکتی۔

س۔ تعلیم قرآن کی اجرت حنفی مذہب میں حرام اور دوسروں میں حلال۔

ص۔ ران کھونا حنفی مذہب میں حرام، حنبلی مذہب میں حلال۔

ط۔ مس ذکر سے وضو حنفی مذہب میں نہیں ٹوٹا شافعی مذہب میں ٹوٹ جاتا ہے۔

ع۔ طواف کے لئے حنفی مذہب میں طہارت شرط نہیں۔ شافعی اور حنبلی

میں شرط ہے۔

ف۔ زکوٰۃ الفطر حنفی مذہب میں کافر غلام پر فرض ہے۔ شافعی میں فرض نہیں۔

ق۔ بغیر ولی کے نکاح حنفی مذہب میں جائز ہے۔ شافعی میں باطل۔

غرض یہ کہ حلال و حرام کا فرق کبھی سنت نہیں ہو سکتا۔

سنت تو یہ ہے کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کی قیامت تک وہ چیز ہر مسلم کے لئے حلال ہے اور جس چیز کو حرام کیا وہ ہر مسلم کے لئے حرام ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایک ہی چیز بہ یک وقت حلال اور حرام نہیں ہو سکتی۔ لہذا کسی کسی امام سے غلطی کا صدور لازمی ہے اور جب معاملہ یہاں آپہنچا کہ ایک نہ ایک امام سے غلطی ضرور ہوئی ہے تو اب ہر مسلم کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ کس سے غلطی ہوئی۔ یعنی حکم الہی وہ قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرے اور غلطی معلوم کر کے اس کو ترک کر دے یا بصورت دیگر براہ راست قرآن و سنت کا اتباع کرے۔ یہ ہے اماموں کا طریقہ اور اس طریقہ کے سنت ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور جو شخص اس کے خلاف چلتا ہے وہ حرام کا مرتکب ہے۔ امام برحق حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں:۔ لَا يَجِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِي مَا لَمْ يَعْصِ مِنْ أَيْنَ قُلْتُ، یعنی کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں (یعنی حرام ہے) کہ میرے قول کو اختیار کرے جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو کہ میں نے کہاں سے کہا ہے۔ (مقدمہ عمدۃ الرعاۃ فی حل شرح الوقایہ صفحہ ۹)

اس قول کے آگے رئیس الاحناف محمد بن عبدالستار کردری لکھتے ہیں:۔

”امام ابو حنیفہؒ نے تقلید کی طرف جانے سے منع کیا اور دلیل کی عزت کی طرف دعوت دی۔ (مقدمہ عمدۃ الرعاۃ صفحہ ۹)

گویا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ہی تقلید کسی چیز کو ماننا حرام ہو گیا۔ لہذا مقلدین کا طریقہ حرام ہوا اور اس لحاظ سے وہ سنت نہیں ہو سکتا۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ اماموں کا طریقہ سنت ہے اور مقلدین کا طریقہ بدعت اور خود اماموں کا منع کیسا ہوا ہے۔

فقہ حنفی کے کندے مسائل اور امام ابو حنیفہ کی بریت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان کا جو نتیجہ آپ نے نکالا ہے کہ حنفی طریقہ بھی سنت ہوا۔ یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ موجودہ حنفی مذہب شیخ و امام ابو حنیفہ کے اصول کے خلاف ہے۔ اور اس میں ایسے ایسے مغلطات ہیں کہ اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو ان مسائل بلکہ پورے مذہب سے اپنی بیزاری کا اعلان فرماتے۔ چند مکروہ مسائل ملاحظہ ہوں (آپ نے مدلل جواب کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اس لئے دل پر جبر کر کے یہ مسائل لکھ رہا ہوں)۔

ولو وطئ میتة أو بهيمة أو نفي عن فرج وهو
التفخيذ أو قبل أو لمس إن أنزل قضى وإلا فلا ولو
أكل لحما بين أسنانه مثل حمصة قضى فقط
وفي أقل منها لا۔ یعنی اگر مردہ عورت یا جانور سے بغلی
کئے یا..... کے علاوہ یعنی ران میں کرے یا بوسہ لے یا چھوئے
اگر انزال ہو تو روزہ قضا کرے۔ ورنہ نہیں اور اگر دانتوں کے درمیان
لگا ہوا گوشت چنے کے برابر بھی کھالے تو صرف قضا کرے اور اگر
چنے سے چھوٹا ہو تو قضا بھی نہیں۔ (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۳۱۲)
وقدر الدرهم من نجس غليظ كبول و دم وخمر و خروء
دجاجة..... وما دون ربع ثوب مما خف كبول
فروم..... عفو..... یعنی نازی کے کپڑے میں اگر
درہم کے برابر نجاست غلیظہ مثلاً پیشاب، خون، شراب اور مرغی کی
بیٹ لگ جائے اور نجاست خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب چوٹیلی

کپڑے تک معاف ہے۔ (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۱۳۹) پھر آگے جا کر درہم کا تخمینہ پتھلی کی چوڑائی بتایا ہے۔

(س) لا وطی بھیجۃ بلا انزال۔ جانور سے وطی کرے تو بلا انزال غسل فرض نہیں۔ (شرح وقایہ صفحہ ۸۳) وغیرہ وغیرہ کہاں تک لکھوں۔

کیا مسائل سنت ہیں؟ کیا یہ مسائل امام ابو حنیفہؒ کے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان جیسے مسائل کو اسلام سمجھنا یا سنت سمجھنا امام صاحب کی اور اسلام کی توہین کرنا ہے۔ شاہ صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اماموں کا طریقہ سنت تھا نہ یہ کہ مقلدین کا گھڑا ہوا مذہب سنت ہے۔ اب نیچے شاہ صاحب تقلید کے متعلق کیا فرماتے ہیں:-

۱۔ و خود را مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید و کارے نمی کشاید۔ یعنی مقلد محض ہونا ہرگز راست نہیں آتا اور نہ اس سے کار بر آری ہوتی ہے۔ (مطرق الحمید صفحہ ۴۴، ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۷)

۲۔ اگر نمونہ یہود خواہی بینی علماء سو کہ طالب دنیا باشند و خو گزوفہ تقلید سلف و معرض از کتاب و سنت..... تماشا کن کا نہم ہم۔ یعنی اگر یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو علماء سور کو دیکھو جو دنیا کے طالب ہیں اور جو سلف کی تقلید کے عادی ہو گئے ہیں اور کتاب و سنت سے اعراض کرتے ہیں..... تماشا کرو۔ گویا یہ وہی ہیں۔

والفوز الکبیر

۳۔ ولعریات قرون بعد ذلک إلا وہو اکثر فتنہ و اوفر تقلیداً۔ اس کے بعد جو زمانہ آتا گیا، فتنہ زیادہ ہوتا گیا اور تقلید میں زیادتی ہوتی گئی۔ (انصاف۔ مطرق الحمید صفحہ ۲۰)

۴۔ و در فروغ پیروی علماء محدثین کہ جامع باشند میان فتنہ و

حدیث کر دین و دائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودن
 آنچه موافق باشد و رجز قبول آوردن والا کالائے بد پریش خاوند
 دادن امت را بیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغناء
 حاصل نیست و سخن متشغفہ فقہا کہ تقلید عالمی را دستاویز ساختہ تبیع
 سنت را ترک کردہ نہ شنیدن و بدیشان التفات نکردن و قربت خدا
 جستن بدوئی ایناں۔ یعنی فروعی مسائل میں محدثین، جو حدیث و
 فقہ میں جامع ہیں، کی پیروی کرو اور ہمیشہ فقہی تفریعات کو کتاب
 و سنت پر پیش کرو۔ جو موافق ہو اسے قبول کر لو۔ ورنہ کہنے والے پر
 رو کر دو۔ امت کو کبھی بھی اس بات سے استغناء حاصل نہیں کروہ
 مجتہدات کو کتاب و سنت پر پیش کریں اور ان خشک فقہا کی بات کو
 جنہوں نے ایک عالم کی تقلید کو دستاویز بنا رکھا ہے اور اتباع
 سنت کو ترک کر رکھا ہے، نہ سنو، نہ ان کی طرف التفات کرو، بلکہ
 ان کی دوردی سے اللہ کا قرب تلاش کرو۔ (وصیت نامہ شاہ ولی اللہ
 صاحب، صفحہ ۲-۳)

بزرگوں کی لغزش

میاں تک میں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ شاہ صاحب کا اماموں کے متعلق
 کیا خیال ہے اور مقلدین کے متعلق کیا۔ اماموں کو وہ حق پہنچتے ہیں لیکن مقلدین کو نہیں۔ اس
 جواب کے بعد میں ایک اور جواب محول بالا عنوان کے تحت بھی دینا ضروری سمجھتا ہوں دیکھئے
 حق حق ہے اور جب آپ علی وجہ البصیرت حق کو پہچان میں۔ حق آپ کو مل جائے اور آپ
 اس پر حزم جائیں تو پھر اس حق کے خلاف کوئی کچھ کہے، آپ ہرگز اس طرف دھبان نہ

ویں۔ ایسا کون سا بزرگ ہے جس سے غلطی یا لغزش نہیں ہوتی۔ اگر کسی بزرگ کی لغزش سے ہم بھی لغزش میں مبتلا ہو جائیں تو یہ شیطانِ وسوسہ ہو گا۔ یہ بھی تقلید ہی ہوگی۔ لہذا اگر شاہ ولی اللہ صاحب نے بالفرض محال ایسی بات کہی ہے تو بس آپ کا فرض اتنا ہے کہ آپ یہ کہیں اللہ انہیں معاف فرمائے۔ ہم ان کی یہ بات تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ حق سے ٹکراتی ہے اور ہم حق کو کسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتے۔

پھر شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حنفی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آہستہ آہستہ تقلید سے بیزار ہوئے۔ غالباً ابتدائی دور میں تقلید کے خلاف شدت اختیار نہیں کی ہوگی۔ بعد میں جیسا کہ وصیت نامہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، بہت شدت اختیار کر لی۔

سوال ۴۔ تھانوی کی لکھی ہوئی کتابیں کیا سب کی سب بے کار ہیں۔ کیونکہ وہ تقلید کے حامی تھے؟

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی کتابوں کی حیثیت

جواب:۔ یوں تو ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی اچھی بات مل ہی جاتی ہے۔ تھانوی صاحب کی کتاب میں کوئی ٹھوس بات مشکل ہی سے ملتی ہے ضعیف اور موضوع حدیثیں بھی نقل کر جاتے ہیں۔ فقہ کے غلط اور حیا سوز مسائل بڑی بے باکی سے نقل کرتے ہیں اور وہ بھی جو ان لڑکیوں کے مطالعہ کے لئے حنفی مذہب کی ترویج کے لئے ان کی کتابیں مفید ہوں گی۔ اس لئے کہ غلط اور حیا سوز مسائل کو اردو کا جامہ پہنانے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ویسے تو ہدایہ، شرح وقایہ، درمختار کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ ایک عرصہ سے نایاب ہیں اور پھر ان کی قیمتیں بھی زائد ہیں۔

سوال: کیا امام غزالی کی لکھی ہوئی کتب بھی قابل مطالعہ ہیں۔

تصنیفات غزالیؒ

جواب :- امام غزالی کی تصانیف بہت عمدہ ہیں۔ بڑی دلکش ہیں۔ دل کو مرکز اور مصفا کرنے والی ہیں۔ ہاں ان کی بعض کتابوں میں مثلاً احیاء العلوم میں ایک نقص بھی ہے کہ ضعیف بلکہ موضوع حدیثیں بھی نقل کر جاتے ہیں۔ علمائے وقت نے ان کی زندگی ہی میں ان پر بڑی سخت تنقید کی اور ان کو صحیح بخاری پڑھنے کا مشورہ دیا۔ الغرض بعد میں وہ صحیح بخاری کی طرف متوجہ ہوئے۔ حتیٰ کہ انتقال کے وقت صحیح بخاری ان کے سینے پر تھی یا احیاء العلوم کو اس کی تخریج کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ نقص دور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تخریج میں ہر حدیث پر بحث کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اوائل اسلام کی نماز یاد رہی

عبداللہ بن مسعودؓ کی عدم رفع یدین کی حدیث کے متعلق ایک بات یاد آئی۔ وہ یہ کہ ان کی نماز میں منسوخ شدہ یا اوائل اسلام کی بعض باتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ معلوم نہیں انہیں نسخ کا علم ہوا یا نہیں اور اگر ہوا تو بڑھاپے میں یا اس سے پہلے ہی بعض باتوں کو بھول گئے۔ امام بیہقی لکھتے ہیں :-

ففي حديث ابن ادریس دلالة على ان ذلك كان في صدر الاسلام كما كان التطبيق في صدر الاسلام ثم سنت بعده السنن وشرعت بعده الشرائع حفظها من حفظها وادائها فوجب المصير اليها كما في ابن ادریس کی حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ عدم رفع شروع میں سنت تھا۔ جس طرح شروع اسلام میں تطبیق تھی۔ پھر سنتیں اور

شرائعِ بد میں جتنے چلے گئے ہیں جس نے ان کو یاد رکھا اس نے
درحقیقت نماز کو یاد رکھا اور اس کو پھیلایا۔ پس اسی کی طرف رجوع
کرنا چاہیئے۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

قد يكون ذلك في الابتداء قبل أن يشرع رفع اليدين
في الركوع ثم صلا التطبيق منسوخا وصار الأمر في
السنة إلى رفع اليدين عند الركوع ورفع الرأس
منه - یعنی تطبیق شروع اسلام میں مشروع تھی اور اس وقت تک
رفع الیدین مشروع نہیں ہوا تھا۔ پھر تطبیق منسوخ ہو گئی اور رکوع سے
پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کا حکم دیا گیا۔ (معرفت السنن)
سب خورد و کلاں کو سلام کہہ دیجئے گا۔ فقط

خادم مسعود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منجانب نواب

محترم جناب مسعود صاحب

اسلام علیکم — آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ میرا ارادہ تھا کہ آپ کے دوسرے خط کے وصول ہونے کے بعد پھر آپ کو خط لکھوں گا۔ لیکن رات ایک ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ ایک شخص مع چند لوگوں کے عشا کی نماز کے بعد میرے پاس مسجد میں آیا اور گفتگو شروع ہوئی۔ اس نے نہایت بد اخلاقی سے گفتگو شروع کی، جس کا مجھے اب تک رنج ہے۔ اس نے کہا کہ ہماری حنفی فقہ کا ہر مسئلہ قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ تو اعتراض کرنے میں تیرے ہر مسئلہ کا جواب قرآن و حدیث سے دوں گا۔ میں نے کہا تو تو مقلد ہے۔ تجھ کو قرآن و حدیث سے کیا واسطہ اور تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ حنفی فقہ کا ہر مسئلہ قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ کیا تو نے تحقیق کیا ہے۔ کیوں کہ مقلد کا کام تو اندھے کی طرح اپنے امام کے پیچھے چلنا ہے۔ اگر تو نے تحقیق کر لی ہے کہ سارے مسئلے قرآن و حدیث کے موافق ہیں تو پھر تو محقق ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے چھ سال حدیث پڑھی ہے۔ استادوں سے حدیث سیکھی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ اگر تو حق پر ہے تو پھر دیکس بات کی ہے جھٹ سے کوئی آیت یا حدیث دلیل میں پڑھ دے جس سے حاضرین کو پتہ چل جائے کہ حقیقت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارا مذہب تو پورا دلیل سے بھرا ہوا ہے مگر قرآن و حدیث کو تو کیا سمجھے گا میں تو عربی عبارت پڑھوں گا اور تو اردو داں ہے۔ تو کس طرح یہ بات تیری سمجھ میں آسکتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں انشاء اللہ عربی سمجھ لوں گا لیکن جلدی سے وہ دلیل پڑھ دے جس میں چاروں اماموں کی تقلید فرض کی گئی ہے یا واجب۔ حق کسی بات سے نہیں ڈرتا مگر تو حق پر ہے

تو دلیل دے دے۔ مجھے ادھر ادھر لے جانے کی کوشش نہ کر۔ کہنے لگا کہ جاہل میں تو تیری اصلاح کرنے کے لئے آیا ہوں کہ تجھے راہِ راست دکھلاؤں اور میں عالم ہوں۔ تجھ کو میری بات ماننا پڑے گی۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اپنے سے زائد علم والے کی بات مانی جائے اور عالموں سے پوچھنے کے لئے حکم بھی قرآن میں موجود ہے۔ کہنے لگا۔ دیکھ جب حضرت معاذؓ ہم پر جا رہے تھے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے معاذؓ، تو وہاں کس طرح ٹھہر کر رہے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ۔ میں قرآن میں حکم دیکھوں گا۔ فرمایا، اگر وہاں نہ ملے تو۔ عرض کیا۔ پھر میں آپ کی حدیث دیکھوں گا۔ فرمایا وہاں بھی حکم نہ ملے تو عرض کیا کہ پھر میں صحابہ یا نیک لوگوں سے مشورہ کر دوں گا۔ فرمایا وہاں بھی حکم نہ ملے تو عرض کیا کہ پھر میں اپنے قیاس سے کام لوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مرجبا۔ میری امت میں ایسے لوگ موجود ہیں وغیرہ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ مجتہد کی رائے پر عمل کرنا ضروری ہے جس سے تقلید ثابت ہے۔ میں نے کہا کہ حضرات آپ کو قسم ہے۔ ذرا سچ بتانا کیا اس حدیث میں حضورؐ نے چار اماموں کے نام لئے ہیں کیا اس حدیث میں کسی بھی امام یا فقہ کا نام ہے۔ پھر کس طرح یہ جاہل تقلید کا ثبوت اس حدیث سے دے رہا ہے کہنے لگا کہ تو کیا محدث ہے جو حدیث کا مطلب نکال رہا ہے اور بندہ دن حدیث پڑھ کر امام اعظمؒ کی برابری کا دعویٰ کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ تو مجھ پر بہتان ہے۔ میں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ میں امام صاحب کی برابری کا دعویٰ کر رہا ہوں میں تو ان کو اپنا امام سمجھتا ہوں اور باقی تینوں امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ ان کو بھی امام سمجھتا ہوں اور ان جیسا جو کوئی بندہ ہے، متقی پرہیزگار ہے۔ وہ بھی میرے نزدیک نیک ہے۔ ہر نیک آدمی کی عزت کرتا ہوں اور احترام کرتا ہوں لیکن تیری طرح سب نیک آدمیوں کا انکار کر کے ایک کے پیچھے نہیں پڑ جاتا ہوں میں امام صاحبؒ

کا مقلد ہوں۔ ان کے قول پر عمل کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا جو قول قرآن و حدیث کے خلاف ہو اس کو رد کر دینا۔ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ پس جو بات صحیح حدیث میں مجھے مل جاتی ہے۔ میں امام صاحب کے قول کو اس کے مخالف دیکھ کر چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر اس میں جھگڑے کی کیا بات ہے۔ مجھ کو کس نے دعوت دی تھی کیا تجھ کو میں نے مناظرہ کی دعوت دی تھی۔ پھر تو کیوں یہاں مناظرہ کی غرض سے آیا۔ اب آگیا ہے تو سن لے جو چیز قرآن و حدیث کے خلاف ہوگی۔ وہ مستند جو فقہ میں قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ وہ ہرگز مجھے منظور نہیں ہے۔ ایسی من گھڑت باتوں سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ کہنے لگا۔ سارا فقہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ کوئی مستند قرآن و حدیث کے خلاف ہمارے فقہ میں نہیں ہے اور فقہ سے انکار کرنا کفر ہے۔ تو کوئی مستند بتائیں اس کی دلیل قرآن و حدیث سے دوں گا۔ میں نے کہا کہ ایک دلیل تو تو اب تک نہیں دے سکا اور دلیل کیا دے گا۔ کہنے لگا کہ حضورؐ نے خود امام اعظمؒ کی تعریف فرمائی ہے حضورؐ نے پیش گوئی فرمائی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ میری امت کا پیرائے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا۔ میں نے کہا کہ یہ حدیث جو تو بیان کر رہا ہے۔ اول تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ یہ حدیث بھی ہے یا نہیں اور اس پر علماء کرام نے کیا لکھا ہے۔ لیکن خیر یہ حدیث جو تو نے بیان کی ہے۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ قیامت تک کے لئے امام ابو حنیفہؒ کی تقلید فرض یا واجب ہے۔ اس میں کہاں لکھا ہے کہ قرآن و حدیث کو چھوڑ دو اور صرف فقہ حنفی کی فرمانبرداری کرو۔ اے لوگو! ذرا سچ سچ بتانا، کیا اس میں تقلید کا لفظ یا ذکر ہے حضورؐ کا حکم تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت کا اتباع کرو سنت کیا ہے؟ حضورؐ کا طریقہ ہے کیا امام ابو حنیفہؒ صحابی تھے جو تو ابن کی تقلید کو فرض اور واجب کہہ رہا ہے۔ کہنے لگا کہ امت کا اجماع ان چاروں

۱۰ یہ حدیث موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہے۔ ۱۱ صحابی کی تقلید بھی فرض یا واجب نہیں ہے۔

مذہبوں پر ہو گیا ہے۔ ان کی تقلید کے سوا چارہ نہیں۔ میں نے کہا کہ کس نے اجتہاد کا دروازہ بند کیا اور اجماع امت کس کو کہتے ہیں۔ اجماع امت کن لوگوں کا مانا جائے گا۔ کیا تقلیدین کا اجماع امت کے لئے مجتہب ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ چاروں اماموں کی تقلید فرض و واجب ہے۔ تو پھر تو نے تین اماموں کی تقلید کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ان کو برحق کہتا ہے ان کو صحیح راستہ پر مائل ہے تو پھر ان کے راستہ پر کیوں نہیں چلتا۔ کیوں ان کے راستے سے کتراتا ہے۔ اگر میں فجر کی نماز شافعی مسلک اور ظہر کی نماز مالکی مسلک اور عصر کی حنفی مسلک کی طرح ادا کروں تو یہ جائز ہے یا ناجائز۔ کہنے لگا۔ بالکل ناجائز ہے۔ مجھ کو تسلیم سب کو کرنا ہے لیکن عمل صرف حنفی مسلک پر جائز ہے۔ یہ مسئلہ اصول فی الاعتقاد اور اصول فی العمل سے متعلق ہے۔ تو جاہل کیا سمجھ گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نماز سے انکار کرتا ہے کہ نماز جائز نہیں ہے یا نماز لے کا رہے۔ تو یہ آدمی غلطی پر ہے اور کافر ہے۔ لیکن دوسرا آدمی نماز سے انکار نہیں کرتا لیکن نماز نہیں پڑھتا۔ یعنی نماز کو تسلیم کرتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو وہ حق پر ہے اور مسلمان ہے۔ اسی طرح شافعی وغیرہ نبوت اور رسالت میں حق پر ہیں لیکن عمل میں مختلف ہیں اور شافعی کی نماز میں اور ہماری نماز میں کیا فرق ہے میں نے کہا کہ مجھ کو ابھی یہ بھی بتہ نہیں کہ ان کی نماز کا طریقہ کیا ہے تو پھر تو کس طرح میرے پاس مناظرہ کرنے آگیا۔ دیکھ میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ وہ نماز میں رفیعین کرتے تھے۔ کہنے لگا رفع الیدین منسوخ ہو گیا ہے۔ یہ فعل وہ ہے جس کو حضور نے کبھی کیا اور کبھی نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ یہ فعل کس نے منسوخ کیا۔ وہ کون سی روایت ہے اور حدیث ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ منسوخ ہو گیا ہے اور منسوخ شدہ فعل کو شافعی نے کیسے قبول کر لیا۔ اور میرے نزدیک جب یہ فعل منسوخ ہے تو پھر تو اس کے کرنے والوں کو حق پر کیوں کہتا ہے۔ حلال کہنے والے کو بھی حق پر کہتا ہے اور حرام کہنے والے کو بھی حق پر کہتا ہے۔ یہ کیا اندھیر ہے۔ کہنے لگا۔ ان کا یہ فعل مکروہ ہے۔

ہم اصول فی العمل سے بحث نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم عمل کو جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ میں نے
 کہا۔ تو اعمال کو جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ لیکن تقلید کو جس کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے۔
 جزو ایمان سمجھ کر فسوس اور واجب قرار دیتا ہے اور تیرے پاس رفع یدین منسوخ
 ہونے کی کیا دلیل ہے۔ ذرا جلدی سے وہ آیت یا حدیث پڑھ دے۔ مگر پہلی ہی دلیل تو
 ابھی تک نہیں پڑھ سکا تو دوسری دلیل کیا پڑھے گا۔ اگر تیرے سارے بڑے جمع ہو جائیں۔
 تو بھی کوئی دلیل نہیں لاسکتے۔ کہنے لگا۔ حدیث میں پچاسوں دلیلیں منسوخ کے بارے
 میں موجود ہیں لیکن اس وقت مجھے کوئی حدیث یاد نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ جب تجھ
 کو خود ہی کوئی چیز یاد نہیں تو دوسروں کی اصلاح کیسے کرے گا؟ کہنے لگا کہ دو دن کی
 مہلت دے کہ میں ترمذی شریف وغیرہ دیکھ کر تجھ کو حدیث بتاؤں گا۔ میں نے کہا۔ دو
 دن نہیں تجھ کو دو مہینے کی مہلت ہے خوب دل کھول کر تلاش کر لیکن صحیح حدیث جس پر
 کوئی جرح نہ کی گئی ہو وہ مجھ کو دکھانا۔ کہنے لگا تو تو مادر زاد سنگا ہے۔ تجھ کو حدیث بتا کر
 کیا فائدہ تیری سمجھ میں کیسے آئے گا۔ اس کے بعد وہ مجھے گالیاں دینے لگا۔ میں نے کہا کہ
 خیر تو جتنی چاہے بد اخلاقی کر لیکن میں ہرگز تیری طرح بد اخلاق نہیں بنوں گا۔ کہنے لگا تو شافعی
 شافعی کرتا ہے۔ تجھ کو معلوم ہے وہ کون تھے۔ وہ ہمارے امام اعظم کے شاگرد امام محمد
 کے شاگرد تھے۔ میں نے کہا کہ اس کے باوجود انہوں نے فقہ حنفی قبول نہیں کی۔ بلکہ اپنی علیحدہ
 فقہ اور علیحدہ مذہب بنالیا۔ تو ان باتوں کو چھوڑ اور سیدھی طرح سے دلیل دکھلا دے۔ اگر
 حق تیرے پاس ہے تو انشاء اللہ میں قبول کر لوں گا۔ نہیں تو تو تسلیم کر لے۔ کہنے لگا کہ تیرا کیا
 بھروسہ۔ کل تک ہم تجھ کو موحد سمجھ رہے تھے۔ اپنی جماعت کا آدمی سمجھ رہے تھے لیکن تو تو
 غیر مقلد نکلا۔ کل تو منکر حدیث بن جائے تو کیا بھروسہ۔ ہمارے باپ دادا اس فقہ پر عمل
 کرتے آئے ہیں۔ اس فقہ سے انکار کرنا کفر ہے۔ اس پر اس میرے ساتھ ہی نے کہا کہ باپ
 دادا تو کفر بھی کرتے ہیں تو کفر پر کیسے ضد کی جائے گی۔ میں نے کہا کیا تو غیر مقلد کو مسلمان

نہیں سمجھتا کہنے لگا۔ مسلمان سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا صحابہ کرامؓ وغیرہ اماموں سے قبل کے
 اصحاب تقلید کرتے تھے۔ کہنے لگا۔ وہ تو صحابہ تھے۔ ان کی اتباع کا ہم کو حکم دیا گیا ہے وہ
 تقلید سے بڑی ہیں۔ کیونکہ وہ صحابہ تھے۔ میں نے کہا کہ پھر جب صحابہؓ کی اتباع کا حکم دیا گیا
 ہے تو اس کی نافرمانی کر کے کیوں ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کریں کیا امام
 ابو حنیفہؒ صحابی تھے؟ کہنے لگا۔ وہ عربی داں تھے۔ اہل زبان تھے۔ قرآن و حدیث کو وہی سمجھ
 سکتے تھے۔ کیونکہ یہ کتاب الحکمہ ہے۔ اس میں زیر و بر و غیرہ کا فرق ہے۔ اس لئے ہم پر ان
 کی تقلید فرض ہے۔ میں نے کہا کہ کیا امت محمدیؐ میں سوائے ابو حنیفہؒ کے اور کسی نے قرآن
 نہیں سمجھا۔ تو کس دلیل کی بنا پر کہتا ہے کہ وہ اہل زبان تھے۔ تجھ کو ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ وہ
 کہاں کے رہنے والے تھے اور اہل زبان کس کو کہتے ہیں۔ تو جا کر پہلے اپنی فقہ کو ایک طرف
 رکھ دے۔ پھر دین اسلام کا از سر نو مطالعہ کر۔ قرآن و حدیث کا علم سیکھ کر میرے پاس آنا۔ کہنے
 لگا کہ تیرے سائے عالموں کو میرے پاس لے آ۔ میں ان سب جاہلوں کو کافی ہوں۔ میں
 فقہ کے ہر مسئلے اور ہر ایک قول کے لئے قرآن کی آیت اور حدیث پڑھوں گا۔ میں نے کہا کہ
 تو مجھے اب تک ایک دلیل نہ دے سکا۔ تو اب تک یہ بھی نہ سمجھا سکا کہ چار امام برحق ہیں
 تو پھر ایک کے گلے کا مار ہو جانا کس کے حکم سے؟ کس دلیل کی بنا پر فرض اور واجب ہوا۔
 تو بھلا تو میرے علماء کرام سے کیا بحث کر سکتا ہے؟ کہنے لگا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح
 چار کتابیں برحق ہیں لیکن لکل صرف قرآن پر ہے۔ اسی طرح چار امام برحق ہیں لیکن عین
 صرف ابو حنیفہؒ پر ہے۔ اس کے ہمراہیوں نے اس دلیل پر واہ واہ کیا۔ میں نے کہا کہ قرآن
 آنے کے بعد پہلی کتابیں یعنی ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر حضرت
 موسیٰؑ بھی میرے زمانے میں ہوتے تو میری اتباع کئے بغیر ان کو چارہ نہ تھا۔ لیکن وہ شریعتیں
 حکم الہی سے منسوخ ہوئی ہیں اور قرآن اور شریعت محمدیؐ کے حکم سے شروع ہوئی۔
 اب تو یہ بتلا کہ تین امام کی تقلید کس کے حکم سے منسوخ ہوئی۔ اور امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کس

کے حکم سے شروع ہوئی اور کیا ان چاروں اماموں کی تقلید کے لئے کوئی وحی آئی تھی؟ اگر آئی ہوتی تو کون سے اللہ نے کس نبی پر نازل فرمایا اور کون وحی لے کر آیا اور تو تو کہتا ہے کہ چاروں برحق ہیں۔ ایک پر ہے اور مثال کتابوں کی دیتا ہے۔ قرآن کتاب مقدس پہلی کتابوں کے بعد نازل ہوئی۔ اگر خواہ مخواہ اماموں کو بھی اسی طرح فرض کر لیا جائے تو امام احمد آخری امام ہیں تو اب امام احمد کی تقلید ہونی چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کی۔ کہنے لگا کہ کون کتاب ہے کہ پہلے کی شریعتیں ختم ہو گئی ہیں۔ رد حتم نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ سب قرآن میں آگئی ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر امام احمد کی فقہ میں سب کی فقہ آجانی چاہیے۔ پھر وہ بگڑ گیا اور گایاں دینے لگا۔ پھر ایک دوسرے آدمی سے مخاطب ہوا۔ کہنے لگا کہ اندھے کے آگے کتاب پیش کرنا فضول ہے۔ پھر ایک مثال تقانوی کی بیان کر دے سنائے لگا کہ ایک دفعہ چند اندھے ہاتھی دیکھنے گئے کسی نے دم پر ہاتھ پھیرا۔ سمجھا یہی ہاتھی ہے کسی نے کان پر ہاتھ پھیرا سمجھا کہ یہی ہاتھی ہے کسی نے سونڈ پر ہاتھ پھیرا۔ سمجھا یہی ہاتھی ہے۔ چونکہ اندھے تھے اس لیے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اگر آنکھیں ہوتیں تو معلوم ہو جاتا کہ سب کے جوڑ کو ہاتھی کہتے ہیں اور سب اعضا کے ملانے سے ہاتھی بنتا ہے میں نے کہا کہ بس تو اپنے اس قول پر قائم رہ۔ چاروں اماموں کی تابعداری کر تو پورا اسلام حاصل ہو گا۔ مگر تو تو اندھا ہے۔ آنکھیں ہوتیں تو دیکھ سکتا۔ پھر کہنے لگا کہ میں عالم ہوں۔ تجھ کو چاہیے کہ مجھ سے پوچھ کے اپنا دین درست کرے میں نے کہا کہ تو تو عجیب بے وقوف ہے۔ میری کسی بات کا جواب تو دیتا نہیں اور اپنے کو عالم کہہ رہا ہے۔ غرض اسی بحث میں رات کے تقریباً ۱۲ بج گئے۔ مسجد میں ایک شور مہنگا مچا دیا۔ پھر میں گھر آ گیا اور وہ بھی رات ہی کو اپنے گاؤں واپس چلا گیا۔ مجھے رات بھر منید نہیں آئی۔ میں نے سوچا کہ میرا وہ نیا ساتھی شاید اب نہیں آئے گا۔ مگر اللہ جل شانہ نے اس کا ایمان اور مضبوط فرمایا اور وہ دوسرے دن آیا اور کہنے لگا کہ رات کی بحث سے مجھے بفضلہ تعالیٰ یہ یقین ہو گیا کہ اس کے پاس سوائے بکواس کے

کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے۔ یہ سب کچھ اس کا ہی فضل و کرم ہے۔ آج ایک میسر آدمی بھی ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مومنین کو صراطِ مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ اب آخر میں دو باتوں کا جواب چاہتا ہوں۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ جلد دوم (نماز کے بیان) میں لکھا ہے کہ نماز کے چاروں طریقہ سنت ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ حنفیوں کی نماز مطابق سنت ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ایک کے پاس قوی دلیل ہے۔

۲۔ انہوں نے جلد دوم میں تقلید کے بیان میں یہ لکھا ہے کہ ان چاروں اماموں کی تقلید ان مذاہب پر اجماع امت ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس بات پر اجماع امت ہو چکا ہے وہ بات ہم کو ضرور ماننی ہے۔ کیونکہ اجماع امت جس بات پر ہو جائے اس کو ماننے پر حدیث میں تاکید ہے۔ براہِ کرم ان سوالات کا جواب ضرور دیں کہ میرے دل سے یہ کھٹکا بھی دور ہو جائے۔

بات میں نے ایک کتاب پڑھی جس کا نام خطبات التوحید ہے۔ حمید اللہ میرٹھی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے آخر میں دین و دنیا کی نصیحتوں کے بارے میں خطبہ ثانی میں صفحہ ۱۳۱/۱۳۲ پر لکھا ہے کہ حنفی مالکی شافعی اہل حدیث وغیرہ سب ایک دوسرے کے پیچھے

نوٹ ۱۔ میں خط لکھ کر مکمل کر چکا تھا اور اب سپردِ واک کرنے ہی والا تھا کہ آپ کا کرم نامہ ملا۔ پڑھ کر بہت مسرت ہوئی۔ میرے دو سوالوں میں سے ایک کا جواب (طریقہ سنت) مختصراً مل گیا اور ما شاء اللہ تسلی و اطمینان ہو گیا۔ اب اجماع امت والے سوال کا جواب بھی دیجئے تاکہ اطمینان حاصل ہو۔ ۲۔ مشکوٰۃ باب الطہارۃ میں حدیثیں ہیں کہ چڑے کی بدعت کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ پھر کتے کی کھال بدعت کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ اس پر بھی روشنی ڈالئے۔

نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کی دلیل میں انہوں نے ایک حدیث بھی نقل کی ہے اور حوالہ
 صحیح بخاری مطبوعہ نظامی صفحہ ۹۶ کا دیا ہے اور ابوداؤد صفحہ ۱۶۶ جلد اول کا بھی حوالہ
 دیا ہے جن کی زد سے ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھنا جائز بتلایا ہے۔ براہ کرم اس پر بھی
 روشنی ڈالیے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ بانی خیریت۔ پُرسانِ حال کی خدمت میں سلام
 عرض ہے۔ فقط

خادم
 نواب گئی الدین

۱۲۴ اپریل ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب

چک لالہ ۵ مئی ۱۹۶۲ء

اسلام علیکم۔ (اما بعد) آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مناظرہ کی روداد معلوم ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے آپ کو کامیاب کیا اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائی۔ آمین

۱۔ ”ابو حنیفہ میری امت کا چراغ ہے۔“ یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ موضوع ہے۔ اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا یہ ہے۔ ”میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام محمد بن ادریس ہو گا۔ وہ شیطان سے زیادہ ضرر رساں ہو گا۔ (تذکرۃ الموضوعات ابن طاہر حنفی نقی اور موضوعات کبیر ملا علی قاری) محمد بن ادریس امام شافعی کا نام ہے۔

۲۔ ”میرے صحابہ تاروں کے مانند ہیں۔ جس کی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔ یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ (فتح الباری وغیرہ)

۳۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں مباحثہ کے وقت اندازِ گفتگو کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان آیات مبارکات کی روشنی میں عرض ہے کہ آپ مخالف کی تلخ کلامی کا جواب تلخ کلامی سے نہ دیجئے گا بلکہ خوش اخلاقی سے ہی جواب دیجئے گا۔

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں۔

کیا شاہ ولی اللہ صاحب تقلید کے حامی تھے

سوال :- شاہ صاحب نے جلد دوم میں تقلید کے بیان میں یہ لکھا ہے کہ ان چاروں اماموں کی تقلید اور ان مذاہب پر اجماع ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس

بات پر اجماع امت ہو چکا ہے وہ بات ہم کو ضرور ماننی چاہیے۔

جواب :- میرے پاس حجۃ اللہ البالغہ نہیں ہے۔ میں نے ایک صاحب سے لیکر جلد دوم کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے یہ عبارت اس میں نہیں ملی۔ براہ کرم ان کی اصل عبارت مع سیاق و سباق نقل فرمادیجئے تاکہ میں سمجھ سکوں کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں :-

۱۔ اس کا ایک جواب تو میں بزرگوں کی لغزش کے عنوان سے دے چکا ہوں اگر انہوں نے یہی لکھا ہے تو پھر یہ جواب کافی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ایسا وہ کیسے لکھ سکتے ہیں جبکہ :-

۲۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ تقلید پر مجتمع نہیں ہوئے تھے۔ (غالباً پہلی جلد میں ہوگا) لہذا تین سو سال تک تو لوگ تقلید کرتے ہی نہ تھے۔ پھر اجماع کیسے ہوا۔ ؟

ب۔ ان کی پوری کتاب حجۃ اللہ البالغہ مجتہدانہ شاہکار ہے۔ کہیں بھی وہ مجتہدانہ طور پر کوئی بات نہیں لکھتے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ تقریباً پوری کتاب میں حنفی مسائل کے خلاف لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اگر اجماع انہیں تسلیم ہے تو خود اجماع کے خلاف کیوں چلتے ہیں؟ تقلید کیوں نہیں کرتے۔

ج۔ ان کی اکثر عبارتیں جو مختلف کتابوں میں پائی جاتی ہیں تقلید کی مذمت سے لبریز ہیں۔

د۔ وصیت نامہ میں تقلید کے پرچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں۔

۲۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے لیکر قیامت تک سب مسلم اس پر اتفاق کر لیں تو یہ واقع نہیں ہوا۔ لہذا ان کا یہ لکنا کہ اس پر اجماع ہے، کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

۳۔ اگر چوتھی صدی سے اس پر اجماع ہوا تو یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ عامل

بالحدیث ہمیشہ ہے۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ہر دور کے متقدم و علماء کے نام بتائے ہیں جو تقلید نہیں کرتے تھے۔ ان کا مختصر حال آپ کو الاشاد الی سبیل الرشاد میں بھی مل جائے گا۔

کیا مقلد کی اقتدار میں نماز ہو سکتی ہے؟

سوال :- مولوی حمید اللہ صاحب نے خطبات التوحید میں لکھا ہے کہ حنفی، شافعی، مالکی اور اہلحدیث وغیرہ سب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔
جواب :- حدیث میں ہے :-

فَمِنْ أَحَدِثِ فِيهَا حَدَّثًا أَوْ أَوْىٰ أَحَدًا فَعَلِيْهِ لَعْنَةُ
اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَلَا عَدَلًا۔ یعنی جو شخص مدینہ میں بدعت
نکالے یا بدعتی کو جگہ دے۔ اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں
کی لعنت، اللہ قیامت کے دن اس کے فرض قبول کرے گا نہ انفل۔
(بخاری و مسلم)

”تقلید یقیناً بدعت ہے کیونکہ خیر القرون میں اس کا وجود نہیں تھا لہذا مقلد
کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صحیح
بخاری کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت عثمانؓ کا قول ہے۔ حدیث نہیں ہے حضرت
عثمانؓ نے امام فقہ کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ یہاں ایک بات یہ دیکھنی
ہے کہ امام فقہ کا اختلاف کیا تھا۔ کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔ اس کو حضرت عثمانؓ کے
سیاسی احکام میں اختلاف تھا۔ ایک شخص نے طہر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کہا تو حضرت
عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ بدعت ہے اور مع اپنے ساتھ کے چلے گئے۔ وہاں نماز نہیں

پڑھی۔ (ابوداؤد)

ابوداؤد کے حوالے سے جو حدیث نقل کی گئی ہے وہ ضعیف ہے۔ امام احمد نے اس کا انکار کیا۔ امام عقیلیؒ، امام دارقطنیؒ، امام بیہقیؒ، حافظ ابن حجرؒ سب نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ ثبوت نہیں۔ امام ابوالاحمد الحاکم نے اس کو منکر کہا ہے۔
ذیل الاوطار ج ۳، صفحہ ۱۳۸)

نقطہ:

مسعود

www.sirat-e-mustaqeem.net

قال الله سبحانه وتعالى

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

محترم جناب ماسٹر محمد نواب صاحب سلمہ ربیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف۔ مہری طبیعت عرصے سے ناسانہ ہے۔ علاج کا سلسلہ جاری ہے،
اور قدرے افادہ ہے۔ دعا فرمائیں۔

مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے تقلید امام ابو حنیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی چھوڑ کر عدم تقلید کی راہ اختیار کی ہے اور اس کے سرگرم مبلغ ہیں۔ اگر یہ واقعی
حقیقت ہے تو مجھے نہایت افسوس کے ساتھ سخت حیرت ابھی ہے کہ قرآن شریف
اور حدیث شریف سے ایک نا آشنا آدمی کس طرح اس پر غار وادی میں قدم
رکھنے کی جرات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ کیا آپ کے پیروں میں
حسرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد تھے۔ خدا را کچھ سوچئے۔ والسلام

نور محمد غفرلہ ولوالدیہ

نوٹ: یہ خط مولوی نور محمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ہاشمیہ سجاواں کا نواب محی الدین کے نام
ہے۔ اس کا ذکر نواب صاحب کے اگلے خط میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نواب

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب،

السلام علیکم!

آپ کا روانہ کردہ خط موصول ہوا، شکریہ۔ میں دو تین روز کے لئے کراچی گیا تھا۔ میرے ساتھ طیب صاحب بھی تھے۔ وہ مولوی جو مجھ سے مناظرہ د مجادلہ کے دو دن کی مہلت لے کر گیا تھا کہ رفع الیدین کے منسوخ ہونے کی حدیث را کر دکھاؤں گا۔ آج تک نہیں آیا۔ اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ حدیثیں تو بہت ہیں لیکن نواب نہیں مانے گا۔ اس نے ایک خط سجاد کے مولوی نور محمد کو لکھا تھا اور فریاد کی تھی کہ نواب، غلام اللہ میں فتنہ پھیلا رہا ہے بغیر مقلد ہو گیا ہے۔ بڑا سرگرم مبلغ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولوی نور محمد نے مجھے خط لکھا، جو میں اس خط کے ساتھ منسلک کر کے آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ مولوی اشرف صاحب نے آپ کو غلط لکھا کہ میں یہاں فتنے پھیلا رہا ہوں۔ آپ میرے استاد بھی ہیں اور عالم بھی۔ آپ ہی انصاف سے کہئے کہ کیا قرآن و حدیث کی تبلیغ فتنہ ہے؟ میرا تو خیال ہے کہ قرآن و حدیث کی تبلیغ حق ہے اور اس سے فتنے دور ہو جاتے ہیں اور حق ظاہر ہو جاتا ہے اور لوگوں کو اپنا بھولا ہوا دین اصلی جو حضورؐ نے سکھایا تھا اور جس پر صحابہ کرامؓ کا تابعدار کا بلکہ تبع تابعدار کا عمل تھا۔ یاد آ جاتا ہے۔ پھر میں نے اشرف کے مناظرہ کا حال لکھا اور مولوی نور محمد صاحب کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں نے لکھا کہ آپ قرآن و حدیث کو کانٹوں سے بھری وادی فرما رہے ہیں۔ یہ کیا غضب ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے کلام کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ بہت آسان اور گمراہوں کو راہ دکھلانے والا اور

جاہلوں کو عالم بنانے والا ہے اور رسول معصومؐ نے فرمایا کہ میں نہایت آسان ترین شریعت لے کر آیا ہوں لیکن آپ ہیں کہ کلام پاک کو پُر فار وادی فرما رہے ہیں۔ اگر میں غلط راستے پر ہوں اور رام سے بھٹک گیا ہوں تو آپ میرے استاد ہیں آپ مجھے راہِ حق دکھلائیں آپ کو اس کا رخیر کے لئے اجرِ عظیم ملے گا۔ جب حقیقتِ حق پر ہے تو پھر دلائل کیوں روپوش ہو گئے ہیں؟ لوگ حقیقت سے نکل رہے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں ان دلائل کو میدان میں آنا چاہیے۔ میں قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہوں اور وہی میرا ایمان ہے اور ہر وقت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا خاتمہ قرآن و حدیث پر ہو۔ اگر آپ اس بات کو فضول سمجھتے ہیں تو پھر اس بات کو فضول ثابت کیجئے۔ کیا آپ کو میرے اسلام قبول کر لینے سے رنج ہوا ہے۔ استاد محترم، آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے۔ عہد منانی چاہیئے کہ ایک شخص (نواب) دین اسلام میں داخل ہو گیا ہے اور حق کو قبول کر لیا ہے آپ تو بجلائے خوشی کے افسوس کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو یہ افسوس ہے کہ نواب آپ کی جماعت سے نکل کر صراطِ مستقیم کی طرف چلا گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ کیا تمھارے پیرومرشد غیر مقلد تھے تو یہ آپ نے ایک عجیب بات لکھی۔ کیوں کہ مرشد صاحب کا غیر مقلد نہ ہونا میرے لئے کوئی حجت نہیں اور بیعتِ ایام جاہلیت کی بیعت تھی جو حقِ طاہر ہوتے ہی ختم ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ مرشد صاحب وفات سے قبل اپنے رسالہ خدام الدین میں اس امر کا اعلان فرما چکے ہیں کہ تقلید نہ جزو ایمان ہے نہ فرض نہ واجب، اور تشدد کرنے والے عالموں کو خوب ڈانٹا بھی ہے۔ اس کے کچھ دنوں بعد میرا داماد خود میرے پاس ملنے آیا۔ اس نے کہا کہ مولوی نور محمد صاحب نے خط کو پڑھا اور پڑھنے کے بعد فرمایا کہ نواب ہماری جماعت سے نکل گیا، افسوس! خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔ فرمایا کہ اب جواب دینا فضول ہے۔ اس خط کو مدرسہ کے سب شاگردوں نے پڑھا۔ پھر میرا داماد جب جانے لگا تو میں نے ایک اور خط مولوی نور محمد

صاحب کو لکھا کہ آپ میرے استاد ہیں۔ مجھے بتائیے کہ حق کدھر ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر حق آپ کے پاس ہوگا تو میں فوراً قبول کر لوں گا۔ میں نے اپنے داماد سے کہا کہ میں تیرے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ اگر مولوی نور محمد صاحب کے پاس حق ہے تو میں فوراً قبول کر لوں گا اور بھلے حق کے اگر ان کے پاس بدعت ہے تو میں کبھی قبول نہیں کروں گا۔ تم اس داماد سے کہو کہ مجھے حق بات سمجھائیں اور دلائل لکھ کر بھیجیں۔ کیونکہ بغیر دلائل کے تو بیویوں کو اور پیغمبروں کو بھی قوموں نے نہیں مانا۔ یعنی ان سے بھی دلائل طلب کئے اور دلائل مل جانے کے بعد جنہوں نے انکار کیا وہ کافر ہو گئے اور برباد ہو گئے۔ میرے داماد نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ میرا خط لے کر گیا اور مولوی نور محمد صاحب کو دیا اور جواب لکھنے کو کہا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب جواب لکھنا فضول ہے۔ اس سے خط و کتابت کا سلسلہ بڑھ جائے گا۔ اور میں اپنی تقلید پر بے حد مطمئن ہوں وغیرہ۔ میں نے اپنے داماد سے پوچھا کہ اب بتاؤ حق کدھر ہے اور یہ تقلید شخصی بدعت ہے یا نہیں۔ اس نے کہا کہ بے شک یہ تقلید شخصی بدعت ہے۔

طیب صاحب اور دوسرے ساتھی غلام حسین صاحب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور آپ سے ملاقات کے متمنی ہیں۔ اب میں چند سوالات لکھتا ہوں ان کے جوابات دلائل کی روشنی میں دیجئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب چہارم صفحہ ۳۶۰ پر لکھتے ہیں کہ اس مقام کے مناسب یہ ہے کہ ان مسائل پر لوگوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ جن کے صحراؤں میں افہام بہک گئے۔ قدم لغزش کھا گئے اور فلموں نے گج روی کی۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ جو مدتوں ہو چکے ہیں اور تحریر ہو چکے ہیں تمام امت یا وہ لوگ جو اس امت میں قابل اعتبار ہیں سب زمانہ میں ان کی تقلید کے جائز اور درست ہونے پر متفق ہیں اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو مخفی نہیں ہیں۔

خاص کر اس زمانہ میں جس میں لوگ نہایت ہی پست ہمت ہو گئے ہیں اور ان کے قلوب
 خواہش نفسانی سے پُر ہو گئے اور ہر شخص اپنی ہی رائے پر ناز کرنے لگا۔
 شاہ ولی اللہؒ کے وصیت نامہ کا آپ نے پچھلے خط میں ذکر کیا تھا۔ وہ وصیت
 نامہ کس کتاب میں ملے گا اس کتاب کا نام اور پتہ ضرور لکھیے۔

خادم
 خواجہ

۲۴ مئی ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت نواب صاحب

اسلام علیکم!

۳۱ مئی ۱۹۶۲ء

(امابعد) آپ کا خط مورخہ ۲۴ مئی وصول ہوا۔ آپ کی تبلیغی جدوجہد اور کامیابی سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہم زدہ فزیدہ۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب حجتہ اللہ البالغہ جلد اول صفحہ ۳۶۰ کی جو عبارت آپ نے نقل فرمائی ہے اس کا مفہوم جو میں سمجھا ہوں، اس کا ضد ہے جو آپ سمجھے ہیں۔ اس سے تو تقلید کی برائی ثابت ہو رہی ہے۔ براہِ کرم اس کے آگے کی عبارت اور نقل کر کے بھیجیں تاکہ میں اپنے مفہوم پر مطمئن ہو کر وضاحت سے آپ کو تحریر کر سکوں اور اسی لئے اس وقت یہ مختصر خط تحریر کر رہا ہوں۔ آپ خود بھی اس کے مفہوم پر غور کیجئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا وصیت نامہ علیحدہ چھپا ہوا میرے پاس ہے۔ اور غالباً یہ کسی بڑی کتاب کا جزو نہیں ہے۔ مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، لیکن کتے کی نہیں۔ اس لئے کہ کتا درندہ ہے اور درندہ کی کھال استعمال کر نیکی ممانعت ہے۔ اس کو بچھا مانع ہے (ترمذی) درندہ کی کھال پر بیٹھنا منع ہے۔ (ابوداؤد) پنہنا منع ہے (ابوداؤد) اس قافلے کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے جس قافلے میں درندہ کی کھال ہو (ابوداؤد) ان احادیث کی روشنی میں درندوں کی جلد کو مستثنیٰ کرنا لازمی ہے۔

فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت جناب محترم مسعود صاحب !

السلام علیکم !

شدید انتظار کے بعد کل آپ کا کارڈ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۲ء وصول ہوا۔
 حجتہ اللہ البالغہ جلد اول کی جو عبارت میں نے نقل کی تھی، اس کے بعد کی تحریر میں تو بیشک
 تقلید کی برائی کا پہلو نکلتا ہے۔ مگر میں صرف اس حصہ تحریر کے بارے میں جاننا چاہتا تھا
 کہ جس میں یہ لکھا ہے کہ یہ مذاہب اربعہ جو مدون ہو چکے ہیں یا تحریر میں آچکے ہیں تمام
 امت یا وہ لوگ جو اس امت میں قابل اعتبار ہیں سب اس زمانہ میں ان کی تقلید کے
 جائز اور درست ہونے پر متفق ہیں اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو مخفی
 نہیں ہیں۔ تو یہ جو لکھا ہے کہ تمام امت نے اتفاق کر لیا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہے؟
 کیا یہ اجماع امت نہیں ہوا۔ پس اس کے متعلق میں جاننا چاہتا ہوں اسی پر روشنی
 ڈالے کہ یہ اجماع امت ہے یا نہیں۔ کیوں کہ شاہ صاحب کے الفاظ سے معلوم ہوتا
 ہے کہ امت نے تقلید جائز ہونے پر اتفاق کر لیا ہے تو پھر یہ اجماع امت ہو گیا یا نہیں
 شاید میں نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ میری امت کا گمراہی پر اجماع نہیں ہوگا۔ شاید
 ترمذی کی حدیث ہے۔ ایک مولوی نے مجھے ایک حدیث دکھلائی جو مشکوٰۃ میں موجود ہے
 ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ پس جو شخص جماعت
 سے الگ ہوا اس کو تنہا آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس نے کہا کہ آپ جماعت کثیر
 چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ اس وقت جماعت کثیر تقلید کرنے والوں کی ہی جماعت ہے
 اگر آپ اس کو جماعت کثیر نہیں مانتے تو پھر بتلایئے کہ وہ کون سی جماعت ہے

جس کے بارے میں یہ حدیث ہے۔ یہ حدیث سب مسلمانوں کے لئے ہے یا نہیں جو لوگ قیامت تک پیدا ہوں گے وہ بھی ان حدیثوں پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتے تو پھر یہ حدیث بیکار ہے اور اگر کر سکتے ہیں تو پھر ہماری جماعت ہی جماعت کثیر ہے۔ میں نے دیکھا کہ مشکوٰۃ شریف جلد اول میں یہ حدیث موجود ہے۔ میں نے اس مولوی سے کہا کہ یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے۔ ابن ماجہ میں اصل حدیث دیکھنی چاہیئے کہ آیا محدثین نے اس پر جرح تو نہیں کی ہے اور اس کا راوی کون ہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ہی کچھ کہا جاسکتا ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ ابن ماجہ میں حدیث دیکھ کر اپنا اطمینان کر کے جماعت میں لوٹ آئیے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ یہ کہیں کہ اس حدیث کے مخاطب صحابہ کرام تھے۔ تو اب تو صحابہ کرام نہیں ہیں اور مسلمانوں کو حکم ہوا ہے کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ تو اب ہماری جماعت ہی جماعت کثیر ہے۔ خوب غور کر لیجئے گا۔ مسعود صاحب اس حدیث کے بارے میں ضرور لکھئے۔ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ مجھے آپ کے جواب کا شدید انتظار رہے گا۔ اسی مولوی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ یہی عین ایمان ہے۔ ایمان کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں ان کو بغور پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ یہی ایمان ہے۔ فرض اور سنت وغیرہ میں ہم سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ فجر کی دو سنت، دو فرض ہم بھی پڑھتے ہیں اور آپ بھی۔ ظہر عصر کے چار فرض آپ بھی پڑھتے ہیں اور ہم بھی۔ مغرب کے تین فرض آپ بھی پڑھتے ہیں اور ہم بھی اور عشاء کے چار فرض آپ بھی پڑھتے ہیں اور ہم بھی تو حید میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیا پھر بھی آپ ہم کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ حضورؐ کی نبوت اور رسالت پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ پھر کس جرم میں آپ ہم کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تقلید کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں کے قائل ہیں۔

اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور ہم تقلید اسی لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت ہے۔ کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ جس طرح آپ کو جماعت سے توڑ دیا گیا۔ کل کو شبیعہ حضرات کی ویلیس سن کر آپ شبیعہ ہو جائیں گے۔ پرسوں قادیانیوں کی ویلیس سن کر آپ قادیانی ہو جائیں گے۔ ایسی حالت کے متعلق حضور نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ قیامت سے پہلے قیامت کے قریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی رات کو مسلمان ہو گا پھر صبح کو کافر ہو جائے گا اور صبح کو مسلمان ہو گا تو شام کو کافر۔ تمہارا فرقہ تصوف کے خلاف ہے۔ حالانکہ تصوف نام ہے تزکیہ نفس کا اور تزکیہ نفس وہی کہ سنا ہے جو پابند شریعت ہو اور پابند شریعت بڑے بڑے بزرگ گزر چکے ہیں اور موجود ہیں اور ہوں گے۔ دیکھئے احمد علی صاحب لاہوری، مدنی صاحب، بادشاہ پیر، معین الدین صاحب حشمتی وغیرہ اور یہ سب لوگ مقلد تھے جن کی کرامتوں سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چاند سے زیادہ روشن کرامتیں سرزد ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ لیکن آپ آج سب کو جھٹلا کر جنت کے ٹھیکے دار بن گئے ہیں۔ نہ بزرگوں، اولیاء اللہ کا لحاظ نہ خیال۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کو تکلیف دے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور آپ ہیں کہ کرامتوں کو جھٹلا کر سب کو اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ پھر مزید کہنے لگا کہ جناب یہ قرب قیامت ہے آخری دور ہے۔ لوگ جماعت سے نکل رہے ہیں۔ اپنا اپنا دین بنا رہے ہیں۔ اس نے ایک واقعہ سنایا کہ ٹھٹھ کے ایک بزرگ جو فوت ہو چکے ہیں جن کا نام محمد ہاشم تھا۔ وہ جب روضہ مبارک پر گئے تو وہاں پہنچ کر عرض کیا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ۔ روضہ مبارک سے جواب آیا۔ علیکم السلام محمد ہاشم۔ اس وقت روضہ مبارک پر بہت لوگ تھے اور محمد ہاشم نام کے بھی بہت لوگ تھے اور تقریباً سب ہی نے سلام عرض کیا تھا اس لئے آپس میں اختلاف ہوا۔ ہر محمد ہاشم کہنے لگا کہ مجھے جواب آیا ہے۔ پھر دوبارہ سلام عرض کیا گیا تو جواب آیا کہ علیکم السلام محمد ہاشم ٹھٹھوی۔ وہ کہنے لگا کہ بزرگ محمد ہاشم

حنفی اور پکے حنفی تھے۔ ابھی تک ان کے شاگرد اور خلیفہ ٹھٹھہ میں موجود ہیں۔ اگر حنفی اسلام سے خارج ہوتے تو حضور کیوں نام لے کر جواب سلام دیتے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ مجھ سے بجا دل میں نور محمد صاحب نے کہا تھا کہ حسین احمد مدنی صاحب کو بھی روئینہ مبارک سے سلام کا جواب آیا تھا۔ مدنی صاحب پکے حنفی تھے۔ مگر جنات بھی آکر ان سے درس لیتے تھے۔ پھر اس مولوی نے کہا کہ حضور بزرگ محمد ہاشم صاحب کی زندگی میں اپنے چاروں یاروں کو لے کر ٹھٹھہ آیا کرتے تھے۔ حنیفیوں کی تو یہ شان ہے۔ ماسٹر صاحب آپ اپنی خیر منائیے۔ بتلایئے کہ کیا ایسا کوئی ولی باکرامت آپ کی جماعت میں بھی گزرا ہے۔ ایک خوبصورت سانام اپنے لئے پسند کر لیا۔ مگر حاصل کیا ہوا؟ جماعت سے ٹوٹ گئے۔ جماعت کی نماز کے ثواب سے محروم ہو گئے۔ جموع کی نماز اور ثواب سے محروم ہو گئے۔ ذکر بھی چھوٹ گیا۔ بلکہ اب تو اللہ کے ذکر کی مخالفت کرنے لگے اور اس غلط فہمی میں پڑ گئے کہ سب مشرک اور کافر ہیں۔ آپ انگریزی دانوں کی اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں جنہوں نے چار پانچ اختلافی فردعی مسائل کو اپنا ٹیڈ مارک بنالیا ہے۔ حضور نے یہ پیشین گوئی اور تاکید فرمادی کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ ہماری جماعت آج جس قدر اسلام کی خدمت کر رہی ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ خود ہی سوچئے آپ کو رنج اور غم ہے کہ کوئی آپ کی بات سنتا نہیں۔ آپ دنیا، اسلام سے کٹ کر الگ ہو گئے۔ بلکہ گھر میں بند ہو گئے۔ اس مولوی کی گفتگو بڑی لمبی چوڑی تھی، مگر میں نے مختصر کر دیا۔ جب اس نے بحث ختم کی تو میں نے اس سے کہا کہ آپ نے اپنی دانست میں خوب تقریر کی۔ آپ اپنی کثرت کا رعب جمانا چاہتے ہیں۔ حضور تو فرماتے ہیں کہ میری امت ۳، فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ بہشت میں جائے گا اور ۲ فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ یعنی اگر ۳ آدمی ہوں تو صرف ایک آدمی بہشت میں جائے گا اور ۲ آدمی دوزخ میں جائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ بہشت میں جانے والے اقلیت میں ہوں گے اور جہنم میں جانے والے اکثریت میں ہوں گے۔ اب آپ اپنی اکثریت پر نازیکیجئے۔ اور میں نے کہا کہ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر حضورؐ نے فرمایا:۔ سنتی فرقہ وہ ہوگا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا۔ اب رہی وہ حدیث کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو تو جماعت کثیر سے مراد صحابہ کی جماعت ہے بس حکم ہو رہا ہے کہ صحابہ کے طریقہ یعنی طریقہ محمدیؐ کا اتباع کرو اور یہ بات یہ نعمت آپ کو نصیب نہیں۔ کیونکہ آپ نے دین اسلام کے چلن ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ایک نے الگ الگ شریعت مٹھرائی اور آپ کی اکثریت والی جماعت نے تو شریعت بنا کر دین اسلام کو نوچ ڈالا ہے اور پھر بھی بڑی دلیری سے اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلاتے ہیں اور کرامتوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ مولوی میری بات سن کر کچھ گھبرا گیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا کہ میں پھر کسی وقت آکر آپ سے مناظرہ کروں گا۔ تب تک آپ بھی حدیث وغیرہ دیکھ کر تیار رہیے۔ مسعود صاحب وہ تو چلا گیا۔ لیکن میں تو مناظرہ سے گھبراتا ہوں اور خود کو اس قابل نہیں پاتا کہ ہر سوال کا جواب دے سکوں۔ مسعود صاحب میں نے اس کی گفتگو جو نہایت نرم ماحول میں ہوئی۔ وہ تقریباً سب لکھنے کی کوشش کی ہے۔ آپ مجھے کوئی ایسی دلیل زبردست لکھیے کہ پھر بات بنائے نہ بنے۔ مجھے آپ کے خط کا شدید انتظار رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس مولوی کو میرے پاس بھیجنے میں کسی کا ہاتھ تھا۔ طیب صاحب اور غلام حسین صاحب آپ کو سلام کہتے ہیں طیب صاحب سے کئی لوگ اور خصوصاً ان کے خاندان والے ان کے سخت مخالف ہو گئے۔ ان کے والد نے سر بازار ان سے جھگڑا کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے۔ طیب صاحب حق پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ آج کل ہمارے مسجد پر بدعتیوں کا قبضہ ہو چلا ہے۔ ایک بدعتی سخت قسم کا ہیڈ کلرک ہو کر آیا ہے اور دوسرا پلمٹری کا ماسٹر بھی آیا ہے۔ دونوں نے

اپنی پارٹی بنالی ہے اور مسجد پر قبضہ کر لیا ہے۔ اہم لوگ گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دعا کیجئے کہ یہ دونوں بدعتی یہاں سے دفع ہو جائیں یا راہ راست پر آجائیں۔ یہ حلقہ باندھ کر ذکر کرتے ہیں اور یاد ستیگر کے نعرے لگاتے ہیں۔ یا غوث المدد پکارتے ہیں۔
میری طرف سے سب کی خدمت میں سلام عرض کریں نیچے سب سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط

خادم
نواب

www.sirat-e-mustaqeem.net

مَدَن کَان لَکُم فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَسْوٰہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد مسعود

بخدمت محترمی مکرمی نواب محی الدین خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۹۶۶ء
چکالہ ۴۲ جون

اما بعد! کل آپ کا خط ملا۔ جواب کل ہی لکھنے بیٹھ گیا تھا لیکن ایک صاحب تشریف لے آئے۔ لہذا لکھ نہ سکا۔ مولوی نور محمد صاحب کا خط واپس ارسال ہے۔ اب آپ اپنے سوالات کے جوابات دیجئے۔

شاہ ولی اللہ کی تحریر سے تقلید کا رد

(۱) شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ تقلید بھی ان مسائل میں سے ہے جن میں بڑے بڑے لوگ ٹھوکر کھا گئے اور غلط فہمی سے کچھ کا کچھ سمجھ گئے اور کچھ کا کچھ لکھ گئے۔ غلط فہمی یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ تقلید جائز ہے۔ اس پر اجماع ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ حقیقت یہ جائز ہے، نہ اس پر اجماع ہے۔ ان بڑے بڑے علماء کو دھوکہ ہوا جو وہ ایسا سمجھے۔ یہ ہے شاہ صاحب کا اصل منشاء اگر ان کا منشاء یہ نہ ہوتا تو پھر بعد کی تحریر سے تقلید کی برائی کا پہلو کیسے نکل سکتا تھا۔ اور کس طرح ان کی پوری کتاب مجتہدانہ تحریر سے لبریز ہوتی۔

(۲) ترمذی میں بے شک یہ حدیث ہے کہ ”میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی“ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تقلید پر امت جمع نہیں ہوئی۔

(۳) ابن ماجہ میں حدیث ہے: ”اذا دأبتم اختلافنا فلیکم بالسواد الاعظم“ جب اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو۔ امام ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں: ”وفی الرواۃ فی اسنادہ ابو خلف الاعظمی واسمہ حازم“

بن عطاء و هو ضعيف وقد جاء الحديث بطرق في
كلها نظر، زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں ابو خلف
الاعلمی جس کا نام حازم ہے، ضعیف ہے۔ یہ حدیث اور بھی طرق سے
مروی ہے لیکن سب میں ضعیف ہے۔

(حاشیہ ابن ماجہ ابواب الفتن جلد دوم صفحہ ۲۶۴)

اس حدیث کا جواب درج ذیل ہے:

بڑی جماعت کی پیروی کرو کا صحیح مفہوم

۱۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ لہذا حجت نہیں۔

۲۔ درحقیقت اس کا تعلق سیاسی امور سے ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل صحیح
احادیث کا مضمون اس پر دلالت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
من رأى من أمير شيئا يكرهه فليصبر فانه
ليس أحد يفارق الجماعة شبرا فموت إلامات
ميتة جاهلية . (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
جو شخص اپنے امیر کی کوئی بات ایسی دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ صبر
کرے کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اس کی
موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات
ميتة جاهلية، جو شخص اطاعت امیر سے خروج کرے اور
جماعت سے علیحدہ ہو جائے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:- ۱۲۲

”مَنْ أَمَّاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يَرِيدُ
أَنْ يَشْتَقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يَفْرِقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ“ (صحیح مسلم)
جو شخص تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تم سب ایک شخص کی امارت
پر مجتمع ہو اور وہ تمہاری قوت کو توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں
افتراق پیدا کرے پس اس کو قتل کر دو۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں
”كَأَنَّكَ مِنْ كَانٍ“ خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جہاں معاملات شوریٰ سے طے ہوتے ہیں، وہاں سواد
اعظم کی بات تسلیم ہوگی۔ اقلیت یا فرد کی بات ماننے سے تفریق پیدا ہوگی۔ مثلاً اگر
سواد اعظم نے کسی کو امیر منتخب کر لیا۔ تو اب سواد اعظم کا ساتھ دینا ہوگا۔
۴۔ اس حدیث کا تعلق قطعاً دینی امور سے نہیں ہے۔ اگر دینی امور سے ہو تو
پھر ہر وہ مسئلہ جس پر سواد اعظم صاف کرے دینی مسئلہ بن جائے گا اور یہ الیوم اکملت
لکم دینکم کے قطعاً منافی ہے۔

”بڑی جماعت کی پیروی کرو گے لازمی جواباً“

۴۔ اس زمانہ میں بریلویوں کی اکثریت ہے تو پھر دیوبندیوں کو چاہیئے کہ
بریلویوں میں شامل ہو جائیں۔

۵۔ تقریباً ہر زمانہ میں حنفی اکثریت میں رہے اور اب بھی اکثریت ہیں تو
پھر یہ لوگ مالکیوں، شافعیوں، حنبلیوں کو دعوت کیوں نہیں دیتے کہ اس حدیث کی
روشنی میں حنفی ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ تینوں فرقے اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے نہ کبھی
تیار تھے اور نہ اب ہیں تو پھر وہ گمراہ کیوں نہیں۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ ڈالے جائیں اور

وہ بھی اکیلے اکیلے جیسا کہ حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں ہے۔ ان گمراہوں اور دوزخیوں کو آج تک حق پر کیوں تسلیم کیا جاتا ہے؟

۴۔ موجودہ زمانہ کے حالات و آثار سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں قادیانیوں یا پر دیزیوں کی اکثریت ہو جائے گی۔ کیا اس زمانہ میں بھی اس حدیث پر عمل ہو گا یا نہیں؟

۵۔ ان کے بطلان پر یا ان کے مفہوم حدیث کے بطلان پر سب سے زیادہ اہم دلیل یہ ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ مقلدین عہد رسالت میں نہیں تھے۔ عہد صحابہ، عہد تابعین میں بھی نہیں تھے۔ ہر فرقے کی جب ابتدا ہوتی ہے تو ابتدا میں وہ فرقہ اقلیت ہی میں ہوتا ہے۔ پہلے فرقے کا بانی اکیلا ہوتا ہے۔ پھر دو ہوتے ہیں۔ پھر تین اور اسی طرح فرقہ بڑھتا کرتا چلا جاتا ہے۔ مقلدین کے فرقے کی بھی آخر کوئی ابتدا ہے جو بقول شاہ ولی اللہ صاحب چوتھی صدی ہے۔ تو پھر اس ابتدائی دور میں یقیناً وہ اقلیت میں ہوں گے اور غیر مقلدین اکثریت میں۔ مقلدین کی اقلیت اس وقت اس حدیث کی مخاطب ہوگی۔ یہ حدیث پکار پکار کر کہہ رہی ہوگی کہ اے مقلدین کی اقلیت اکثریت میں گم ہو جاؤ۔ اگر وہ گم ہو جاتے تو آج ان کا وجود نہ ہوتا۔ لیکن انہوں نے دوزخ میں جانا گوارا کیا اور اکثریت میں گم نہیں ہوئے۔ اس حدیث کے اس مفہوم کی روشنی میں وہ لوگ گمراہ، باطل پرست اور دوزخی ہوئے۔ یہ ہیں موجودہ دور کے مقلدین کے پیشرو۔ انہوں نے باطل پر رہ کر اپنے فرقہ کو بانی رکھا۔ یہی اقلیتی فرقہ جو اس وقت باطل پر تھا، بڑھتے بڑھتے اکثریت میں تبدیل ہو گیا۔ تو کیا اب یہ حق پر ہو گیا۔ اس حدیث سے تو مقلدین کی بنیاد ہی باطل ہے اور پھر بھی انہیں اپنی موجودہ اکثریت پر ناز ہے۔ دالیا ذاب اللہ

۸۔ حق کے معاملہ میں اکثریت، اقلیت، کوئی معیار نہیں بلکہ دلائل کی رو

سے اقلیت کا حق پہونا زیادہ ظاہر ہے اور وہ دلائل یہ ہیں:

۱۔ قل لا يستوى الخبيث والطيب ولو أعجبك كثرة الخبيث فاتقوا الله يا اولى الالباب لعلكم تفلحون (سورہ مائدہ)
 کہد تجھے کہ خبیث اور پاک برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ خبیث کی کثرت تم کو ابھی ہی کیوں نہ معلوم ہو یا تعجب ہی میں کیوں نہ ڈالے۔ اے عقلمندو اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۲۔ وقلیل من عبادى الشکور (سورہ شبا) میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

۳۔ ان کثیراً من المخلطاء لیبغی بعضهم علی بعض الا الذین امنوا و عملوا الصلحت وقلیل ماً هم (سورہ ص ۴) اکثر شرک ایک دوسرے پر زیادتی ہی کرتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ (یعنی مومنین، صالحین کی تعداد اقلیل ہوتی ہے۔)

۴۔ سورہ ہود کے آخری رکوع اور سبقرول کے آخری رکوع میں بھی اس فسر کی آیات ہیں ملاحظہ فرمائیے گا۔

۵۔ ان کثیراً من الناس لفاسقون۔ بے شک کثیر لوگ فاسق ہوتے ہیں (مائدہ - ۴۹)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما الناس بابل المائتہ لاشکاد نجد فیہا واحلہ (صحیح بخاری صحیح مسلم) آدمیوں کی مثال ایسی ہے جیسے سوا دس۔ تریسہ ہے کہ تم کو ایک بھی

اونٹ سواری کے قابل نہ ملے یعنی ناقص لوگوں کی اکثریت ہوگی۔

(۴) آئندہ جب کبھی ان مولوی صاحب سے گفتگو ہو تو ان سے پوچھیے کہ آپ نے جن عقائد اور اعمال کا ذکر کیا ہے یہ عقائد اور اعمال قادیانیوں کے بھی ہیں تو کیا وہ بھی مسلم ہیں۔ پھر یہ کہ توحید کا آپ صرف زبان سے اقرار کرتے ہیں حقیقتاً آپ کے عقائد اور اعمال توحید کے منافی ہیں۔

وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (کہف)
أَمْرُهُمْ شُرَكَاءُ أَشْرَكُوا اللَّهُمَّ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَكُ أَذُنُ
بِإِلَهِ اللَّهِ (شوری)

اِتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمْ رُءُوسًا مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ (قوبہ)
وغیرہ آیات کی روشنی میں شریعت سازی اللہ کیلئے کا حق ہے۔ علماء کا شریعت سازی کرنا شرک ہے اور کیونکہ تقلید کو جو کہ خیر القرون میں نہیں تھی راجح کر کے دین میں داخل کر لیا گیا ہے۔ لہذا یہ لوگ شرک کے مرتکب ہوئے۔

پھر تقلید کے ساتھ شریعت سازی مستعمل صورت میں مقلدین میں سرایت کرتی چلی گئی۔ ۱۔ مثلاً شریعت میں امام بنانے کے لئے صرف چار چیزوں کا ذکر تھا یعنی سب سے بنا قاری، اگر اس میں سب برابر ہوں تو سنن کا سب سے بڑا عالم۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو ہجرت میں سب سے زیادہ منہم۔ اگر اب بھی برابر ہو تو عمر میں سب سے بڑا (صحیح مسلم) لیکن انہوں نے اس میں متعدد چیزوں کا اضافہ کیا مثلاً اگر اب بھی برابر ہوں تو وہ درنہ وہ..... جو سب سے زیادہ خوب صورت وہ..... جس کی یوں سب سے زیادہ خوب صورت ہو۔ ثُمَّ الْأَكْبَرُ الْأَسَا وَالْأَصْفَرُ عَضُوا (درمختار)

۲۔ کسی صحیح حدیث سے مرد و عورت کی نماز میں فرق ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن

انہوں نے دونوں کی نماز کے علیحدہ علیحدہ طریقے مقرر کئے۔

- ۳۔ سر کے مسح کا طریقہ یعنی تین انگلیاں ملا کر وسط سر سے پیچھے لے جاتے اور ہتھیلیوں کو اطراف سر سے واپس آگے لائے۔ انگوٹھے اور انگشت ہائے شہادت اٹھی رہیں۔ گردن کا مسح پشت کف سے کیا جائے۔ یہ تمام طریقہ من گھڑت ہے۔
- ۴۔ گاوٹں والے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں۔ شہر والے بھی شہر سے باہر جانور لے جا کر نماز عید سے پہلے ذبح کر سکتے ہیں۔ (ہدایہ) یہ تمام کی تمام شریعت سلیبی ہے بلکہ حرام کو حلال کرنے کا حیلہ ہے۔

۵۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی (درمختار)

۶۔ اوجامع فی مآدون الفرج ولم یزل" تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار)

۷۔ نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (درمختار)

غرض یہ کہ اس قسم کے ہزار ہا مسائل ہیں جن سے کتب فقہ مملو ہیں، یہ سب گھڑے گئے ہیں۔ گھڑنا بھی شرک ہے اور ان کو ماننا بھی شرک ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ امام حق پر تھے لیکن موجودہ مذاہب اور تقلید باطل اور شرک ہیں۔ امام ان سب سے قطعاً بری ہیں نہ ان کے یہ مسائل نہ ان کا یہ مسلک۔ ہاں یہ بات اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ ان اماموں میں سے بھی اگر کسی کا قول حدیث کے خلاف ہو تو اس قول کو ماننا شرک ہے۔ امام معذور ہوگا، اور متقلد ماخوذ ہوگا۔

(۵) حدیث تو صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی صبح کو ٹوٹا ہوگا اور شام تک کافر ہو جائے گا اور شام کو ٹوٹا ہوگا اور صبح تک کافر ہو جائے گا۔ لیکن بے موقع و بے محل استعمال کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔ یبیع دینہ بعوض من الدنیا۔ یعنی دین کو دنیا کے مال

کے عوض بیچ دے گا۔ (صحیح مسلم) لہذا یہ حدیث آپ پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔

کرامت ولایت کا معیار نہیں

(۴) تقلید اول تو علم کا نام نہیں، بے علمی کا نام ہے۔ اصول فقہ مثلاً تو شیخ وغیرہ کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں۔ لہذا اللہ کا ولی کبھی جاہل نہیں ہو سکتا۔ دوم۔ تقلید بدعت ہے۔ شرک ہے۔ لہذا کوئی ولی اللہ مقلد بھی نہیں ہو سکتا۔ اب اگر کسی مقلد سے کرامات کا ظہور بھی ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندو سادھوؤں سے ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی مقلد ولی مشہور ہو تو ہم اس کو ولی تسلیم نہیں کریں گے اور اگر وہ واقعی ولی ہو تو اس کو مقلد تسلیم نہیں کریں گے اس لئے کہ اجتماع ضدین باطل ہے۔ کرامت ولایت کا معیار نہیں، بلکہ اتباع رسول ولایت کا معیار ہے۔

میرزاں کبریٰ امام شعرانی میں ہے: "ولایت پر جس کا قدم پہنچ گیا۔ وہ علما کی تقلید نہیں کرتا۔ (الارشاد صفحہ ۲۳۸، مسنف ابو یحییٰ محمد)

علامہ شیخ کریم اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ مشائخ کا طریقہ اتباع سنت اور عدم تقلید ہے۔ (الارشاد صفحہ ۲۳۸)

اس قسم کی اور بھی عبارتیں ہیں۔ الارشاد ملاحظہ فرمائیے گا۔

(۵) صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین، تقلید نہیں کرتے تھے۔ مشہور امام الحدیث حضرت امام حسن بصریؒ کیا مقلد تھے؟ حضرت نظام الدین اولیاء کا قول مشہور ہے:- ابو حنیفہ کہہ دو کہ من قول او بمقابلہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:- "نظامی بصری از خواجہ حسن نظامی، ص ۲۸۴) غرض یہ کہ ہر معتد علیہ ولی تقلید نہیں کرتا تھا۔ کہاں تک لکھوں

اے امام ابو حنیفہ کون ہوتے ہیں کہ ان کے قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں پیش کروں۔"

رہا یہ کہ وہ مقلد کہلائے ہیں۔ تو یہ تو مقلدین کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ہر ایک کو بدنام کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیمؒ تک کو انھوں نے غیبتی مشہور کر دیا۔ شاہ دلی اللہ صاحب اور ان کے خاندان کے چشم و چراغ سب مثلاً مشہور ہیں۔

(۸) محمد ہاشم ٹنڈوی کو سلام کا جواب آنا وغیرہ یہ سب ادھام ہیں ہمارے نزدیک حجت نہیں۔ حجت صرف قرآن و حدیث ہے۔

۹: آپ اس مولوی سے یہی مطالبہ کیجئے کہ ان چار اماموں کی تقلید لازم ہونے پر قرآن و حدیث پیش کرے۔ پھر زبان سے نیت کرنے کی حدیث پیش کرے۔ گردن کا مسح پشت کف سے کرنے کی حدیث پیش کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر نہ کر سکے تو کہئے کہ یہ تمھارا مذہب اسلام نہیں۔ تمھارا گھڑا ہوا مذہب ہے۔ لوگوں کی رایوں کا پلندا اور جیاسوز مسائل کا گوارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ آمین

طیب صاحب اور غلام حسین صاحب اور بچوں کو سلام کہئے گا۔

فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت جناب محترم مسعود صاحب

اسلام علیکم !

آپ کا خط ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آپ نے جو کچھ سمجھایا وہ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے بہترین دلائل سے آپ نے ہر ایک چیز وضاحت سے بیان فرمادی ہے۔ آپ کے سارے خطوط ہی بہترین دلائل سے بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن آپ کے اس خط میں مجھے جو مزہ آیا وہ بیان نہیں کر سکتا۔ خط پڑھنے کے بعد مجھ پر ایک بے خودی کی سی کیفیت طاری رہی۔

میری زبردست خواہش ہے کہ آپ کی اور میری خط و کتابت جلد شائع ہو جائے۔ آپ کے سارے خطوط اب میں نعیم صاحب کو کراچی روانہ کر رہا ہوں۔ تاکہ جلد کتاب شائع ہو جائے۔ لیکن ایک بات اس خط میں تشنہ رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ اس مولوی نے جو یہ کہا تھا کہ ہم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ حضور کی رسالت نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کلمہ گو ہیں۔ ایمان کی جو شاخیں حدیثوں میں آئی ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔ تو کیا پھر بھی ہم مسلم نہیں ہیں؟ اور اس کا جواب اس نے مانگا تھا۔ جہاں میں خاموش ہو گیا تھا۔ اس پر بھی روشنی ڈالئے۔

مولوی اشرف جس سے میرا مناظرہ ہوا تھا، چند روز ہوئے معلوم ہوا ہے کہ اس نے رفع الیدین شروع کر دی ہے۔ وہ اپنے کو اب محقق کہلاتا ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ اتفاق سے دوسرے دن مولوی اشرف غلام اللہ آیا تھا۔ مجھ سے

مسجد میں ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں اب محقق حنفی ہوں اندھا مقلد نہیں ہوں۔
 اندھی تقلید کے خلاف ہوں جس طرح عبدالحی لکھنوی اور شار اللہ صاحب وغیرہ محقق
 حنفی تھے۔ یہ لوگ بڑے پائے کے محدث تھے لیکن حنفی تھے جیسے ملا علی قاری، شاہ ولی اللہ
 صاحب حنفی وغیرہ، کہا کہ اتنے بڑے بڑے محقق بزرگ جنہوں نے دین کی تحقیق کی وہ سب
 امام ابوحنیفہ کے ہی مقلد تھے۔ کہا کہ آج کل کے نئے تعلیم یافتہ لوگ دو چار کتابیں پڑھ کر اجتہاد کا
 دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور محدث بن جاتے ہیں۔ دنیا کے سارے غیر مقلدوں کو میرا حیلہ
 ہے جو میرے مقابلے پر آئے گا میں اس کو منہ توڑ جواب دوں گا۔ غیر مقلد جتنے ہیں سب
 دہائی ہیں۔

میں نے اس سے بخاری شریف کے بارے میں سوال کیا تو کہنے لگا کہ قبول ثنا اللہ
 بخاری کی سناری حدیثوں پر تو ایک آدمی عمل نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ اس میں بہت سی حدیثیں ضعیف
 ہیں۔ کہنے لگا کہ بخاری کے دو میں استاذ شیعہ تھے۔ اس لئے اس پر شیعوں کا رنگ غالب
 ہے۔ اس نے بہت سی حدیثیں شیعوں کو خوش کرنے کو لکھ دی ہیں۔ ہم محقق لوگ تحقیق کرنے
 کے بعد ہی حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ کہا کہ حافظ ابن قیمؒ اور امام ابن تیمیہؒ، ان لوگوں میں اور
 ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک بات کا فرق ہے۔ ہم لوگ وسیلہ کے قائل ہیں اور وہ لوگ
 قائل نہ تھے۔ کہا کہ حضرت خلیل الرحمن صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس کو رد
 کرنے والوں کے لئے دس ہزار روپے انعام مقرر کر رکھا ہے۔ مگر آج تک کسی غیر مقلد سے
 اس کا جواب بن نہیں پڑا۔ یہ غیر مقلد تو ہمارے مقابلے پر آتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ یہ تو
 صرف جاہلوں کو بچانستے ہیں۔ یہ لوگ عقائد میں پکتے دہائی ہیں میں نے کہا کہ جب آپ نے
 تحقیق کر لیا ہے تو پھر تحقیق کے بعد حنفی کیا معنی۔ یہ کیا تک ہے۔ کہیں عسٹریٹ بھی قیدی
 بن سکتا ہے۔ آپ جب محقق بن گئے تو آپ نے کیا تحقیق کیا۔ مولوی عبدالحی صاحب
 نے تو یہ تحقیق فرمایا کہ فقہ کی کتابیں جھوٹی حدیثوں سے بھری پڑی ہیں۔ اور بہت سے مسئلے

قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ کہنے لگا کہ اس کے باوجود وہ حنفی تھے۔ انھوں نے امام ابو حنیفہ کا دامن نہیں چھوڑا یہ ایمان کی بختیگی۔ اس کی بے جا منطق کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟ میں تو دم بخود رہ گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ حنفیت میں ایسی کیا بات ہے کہ تحقیق کے باوجود بھی آدمی اس سے چپکار رہتا ہے۔ کیا حنفیوں یا متقدموں کے پاس ایسی کوئی حنیفہ چیز موجود ہے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ تحقیق کرنے کے بعد بھی تقلید نہیں چھوڑتے۔ آپ اس پر کچھ روشنی ڈالئے تاکہ یہ گتھی سلجھ جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے کوئی شک اپنے مسلک پر ہوا ہے۔ ہمارا مسلک تو ماشاء اللہ پاک و صاف ہے اور اس سے بہتر کوئی مسلک ہی نہیں اور جب تک انسان اس مسلک پر نہیں آئے گا تب تک اس کا معاملہ مشکوک ہے اور یہ بالکل سجا اور درست بلکہ حقیقت ہی یہ ہے مگر میں ان حنفیوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ جانا چاہتا ہوں کہ تحقیق کے بعد یہ حنفی کیوں کہلاتے ہیں۔ میرے ساتھی طیب صاحب کے دل میں بھی وسوسہ آتا ہے۔ انھوں نے اس کا اظہار مجھ سے کئی دفعہ کیا۔ انہی طیب صاحب کا لڑکا اسی مولوی اشرف کا شاگرد ہے۔ اس مولوی کے گاؤں میں رہتا ہے۔ مولوی اشرف نے اس کو خوب بھر دیا ہے۔ اس لئے اس لڑکے نے باپ کو چھوڑ دیا ہے۔ مولوی کے گوتھ میں رہتا ہے۔ وہاں طیب کا سارا خاندان باپ وغیرہ سب طیب کے خلاف ہو گئے ہیں۔ گاؤں والے اور ان کے خاندان والے سب ان کو بے دین اور دہابی کہتے ہیں۔ نماز جمعہ کا تارک کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تو ولایتی ماسٹر ذاب کے پیچھے چل رہا ہے اور اس نے تجھ کو بے دین کر دیا ہے۔ یہاں طیب صاحب تو ماشاء اللہ اپنے مسلک پر قائم ہیں لیکن اس وسوسہ کا اظہار انہوں نے کیا تھا جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کا ہر خط میاں طیب کو سنا تا ہوں۔ وہ بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ اس لئے آپ وضاحت سے اس چیز پر روشنی ڈالئے۔

دورانِ قیام سجاول میں مولوی نور محمد صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ امام ابو حنیفہ

کے زمانہ تک حدیثوں کی روایت کرنے والے کم تھے۔ اس کے بعد راوی بڑھ گئے اور راویوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے الفاظ حدیث قائم اور محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ضرور کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم حفاظتِ دین کی خاطر امام صاحب کے قول پر عمل کرتے ہیں اور امام صاحب کے اقوال کو ان کے شاگردوں نے محفوظ کر لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں۔ کوئی شخص ہمارے امام کی شان میں بے ادبی کرے گا تو ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ یہی بات مولوی اشرف نے بھی دہرائی تو کیا ان کی ہٹ دھرمی کا یہی راز ہے اور کیا یہ سچ ہو سکتا ہے۔ بحاول میں میں تبلیغی اجتماعوں میں تقریر کیا کرتا تھا۔ لیکن مولوی نور محمد نے مجھ کو منع کر دیا کہ غلط اور تقریر کرنا ہمارا یعنی عالموں کا کام ہے۔ آپ وعظ و تقریر نہیں کر سکتے۔ آپ کے وعظ اور تقریریں ایمان کے لیے خطرہ ہیں۔ آئندہ سے آپ وعظ اور تقریر نہ کیا کیجئے بلکہ صرف نماز روزے کی تاکید کیا کیجئے۔ مجھے ان کی یہ بات ابھی تک یاد ہے۔ مجھے اس بات سے بڑا دکھ ہوا تھا۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میں بھی تو قرآن اور حدیث ہی کے احکام بتلاتا ہوں۔ انھوں نے کہا تھا کہ آپ خود واقف نہیں تو دوسروں کو کیا بتلائیں گے کیا یہ صحیح ہے کہ ہم کو قرآن و حدیث کے احکام بتلانے کا حق نہیں ہے؟

کل ایک شخص میرے پاس آیا کہنے لگا کہ آپ ایک سند مجھے بتلا دیجئے۔ وہ یہ کہ ایک آدمی ہے۔ وہ عینی ہے۔ اس کا جانور مر رہا ہے۔ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے اب وہ کیا کرے۔ جانور کو ذبح کرتا ہے تو نماز جاتی ہے۔ اگر غسل کرتا ہے پاک ہونے کے لئے تو جانور مر جاتا ہے۔ اس بارے میں حدیث دکھائیے۔ حدیث نہ ملے تو آپ کو پھر فقہ کی طرف اپنا پڑے گا۔ جس سے آپ کو فقہ کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ اور بھی لوگ تھے معلوم ہوتا ہے کہ شرارتا کسی نے اس کو بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ میں حدیث دیکھ کر بتلاؤں گا اور اگر حدیث میں نہ ملے گا تو پھر اہل ذکر سے پوچھ کر بتلاؤں گا۔ کیونکہ ائند

تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ نہیں ہے کہ حنفی فقہ میں ہی دیکھو۔ یا حنفی ہی سے پوچھوں۔ یا شافعی ہی سے پوچھوں۔ جو بھی اہل ذکر ہو گا اس سے پوچھ کر بتلاؤں گا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کے چہرہ پر ڈاڑھی نہیں ہے۔ آپ ڈاڑھی مونڈتے ہیں۔ آپ ڈاڑھی مونڈے کا حکم فقہ میں بتلا دیں۔ میں ابھی حنفی بن جانے کو تیار ہوں۔ آپ نماز نہیں پڑھتے فقہ میں نماز نہ پڑھنے کی اجازت دکھا دیں۔ میں ابھی حنفی ہونے کو تیار ہوں۔ جب آپ نماز ہی نہیں پڑھتے تو پھر جانور کے مرنے کا آپ کو کیا افسوس ہے۔ اور حنفی فقہ جس کا آپ بار بار فخریہ ذکر کرتے ہیں، کیا چیر ہے؟ کیا وہ کوئی آسمانی کتاب ہے جس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ہم کو اللہ اور رسولؐ نے حکم دیا ہے۔ ہم تو احکام شریعت کو شریعت کے خزانہ ہی میں ڈھونڈیں گے۔ اور وہ خزانہ قرآن و حدیث ہے۔ یا صحابہ کرامؓ کا عمل و تجدد گئے یا اہل ذکر سے پوچھیں گے۔ پھر وہ لوگ یہ کہہ کر چلے گئے کہ اچھا آپ حدیث دیکھ کر دلیل کے ساتھ جواب دینا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سب ان لوگوں کی شرارت ہے۔ ان سے بات کرنا یا بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ ان کو اپنی اصلاح تو منظور ہے ہی نہیں۔ تحقیق کرنا ہی نہیں چاہتے۔ خواہ مخواہ فساد کی نیت سے آتے اور پریشان کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے اب یہ سوچا کہ خاموش رہنا چاہیئے اور کسی سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ کل رات ہی کا قصہ ہے کہ ایک شخص میرے پاس ایک حدیث لے کر آئے کہ دیکھئے جناب یہ حدیث ہے۔ لکھا ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا، مبارک ہو۔

کہنے لگے۔ پھر آپ مت پڑھیئے میں نے کہا۔ میں ضرور پڑھوں گا۔ آپ مجھے کیسے روک سکتے ہیں۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا کہ دیکھئے، حضرت امام شافعیؒ جتنی ہیں وہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے میں بھی پڑھتا ہوں۔ آپ شافعی حضرات کو روکئے۔ مالکی، حنبلی،

اہل حدیث سب پڑھتے ہیں، جا کر ان سب کو روکنے اور میرا مذہب تو قرآن اور حدیث ہے۔ اس لیے میں تو حدیث پر عمل کروں گا۔ آپ کی نرالی منطق پر نہیں چلوں گا۔ پھر وہ چلا گیا۔ چونکہ اس کا ارادہ محض شرارت تھا۔ اس لیے میں نے اس سے ایسی گفتگو کی۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ لوگ شرارت نہیں کریں گے۔ خواہ مخواہ دق نہیں کریں گے۔

فقط
نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب نواب

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب مدظلہ

اسلام علیکم!

پچھ دن قبل ایک خط جناب کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ غالباً ملا ہوگا۔ میں طیب صاحب کے ہمراہ کراچی گیا تھا۔ کراچی میں ایک صاحب نے مجھے ایک کتاب دی جس کا نام فیوض الحرمین (مترجم) ہے۔ یہ کتاب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ قرآن محل (محمد سعید اینڈ سنز) نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے تو معاملہ ہی برعکس ہو جاتا ہے۔ بعض باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ ایک صاحب کو میں نے یہ کتاب دکھائی۔ تو انھوں نے فرمایا کہ آپ یہ کتاب فوراً واپس کر دیجئے۔ فضول کتاب ہے۔ بے کار ہے۔ ہرگز نہ پڑھئے۔ وغیرہ میں نے کہا جناب میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ میں تو اس کی تحقیق کروں گا کہ آیا یہ حوالہ جات جو اس کتاب میں دیئے گئے ہیں صحیح ہیں یا نہیں۔ اگر میں ایسا نہیں کروں گا تو میرے دل میں ایک وسوسہ رہے گا۔ مگر باوجود کوشش کے وہ کتب مجھے دستیاب نہ ہو سکیں جن کا حوالہ اس کتاب میں دیا ہوا ہے۔ میں بعض باتیں آپ کے ملاحظہ کے لئے نقل کر رہا ہوں۔ براہ کرم اس پر روشنی ڈالئے کہ آیا یہ حوالہ جات صحیح ہیں۔ کیونکہ اگر ان کو صحیح مان لیا جائے تو شاہ صاحب کی دیگر تصانیف غلط ہو جاتی ہیں۔ اور اگر صحیح نہیں ہیں تو اس کا منہ توڑ جواب جلد شائع ہوتا چاہیئے۔ اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں۔

فیوض الحرمین۔ مترجم اردو، تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ

صاحب محدث دہلوی۔

مترجم: مولوی عابد الرحمان صدیقی کاندھلوی

ناشران: محمد سعید ایندسنز قرآن محل کراچی، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے۔ اور مسائل فریدیہ میں قطعاً حنفی تھے۔ خود ہی مقلد نہ تھے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ مقلد ہی رہنے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وصیتوں میں سے ایک وصیت چاروں مذاہب کے ساتھ مقلد رہنے کی فرمائی ہے اور اس بات کی کہ ان سے باہر نہ رہوں اور ان میں بقدر طاقت ہم آہنگی پیدا کروں۔ (فیوض الحرمین)

ان مذاہب اربعہ میں سے خاص کر مذہب حنفی کو اپنانے اور حنفی بننے کی حضرت شاہ ولی اللہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے: ایاک ان تخالف القوم فی المردوع فانہ تناقض لمراد الحق (فیوض الحرمین) خبردار فروعات میں قوم کی مخالفت سے بچنا۔ کیوں کہ یہ مراد حق کے خلاف ہے۔

یہ حضرت شاہ صاحب کی اپنی شہادت ہے کہ میں حنفی ہوں اور اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔ مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں کہ ان کا سارا طریقہ حنفی تھا اور شریعت فقہ ہے۔ اسی پر سلف اور خلف رہے ہیں۔ فی ذکر الصحاح الستہ۔ نواب صاحب نے صرف یہ نہیں بتایا کہ شاہ ولی اللہ حنفی تھے بلکہ پورے خاندان شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالحمق اور شاہ اسماعیل شہید کے باپوں میں فرمایا کہ لوگ ان ہستیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ گھرانہ سائے کا سارا خالص حنفی ہے۔ تہمیدیت علم الحنفیۃ اکابر بات پر اور وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں۔ خاندان ابو حنفی۔

شاہ محمد اسماعیل شہید اور شاہ عبدالحمق اس خاندان کے چشم و چراغ اور مولوی سید احمد بریلوی کے مریدین بااخلاص میں سے ہیں۔ سید سائب اور ان کے صاحبزادے کے باپ ہیں۔

انگریز کی ناپاک سیاست نے دوسرے الزامات کے علاوہ یہ بھی الزامات لگائے ہیں کہ وہ حنفی نہیں ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد نہیں ہیں۔ سید صاحب نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے ایک بیان میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مسلک ظاہر کیا ہے کہ آباؤ اجداد سے حنفی المسلک ہیں۔ قاری عبد الرحمان پانی پتی کشف الجباب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شاہ عبد العزیز اور شاہ محمد اسماعیل حنفی تھے اور شہید بھی سنی حنفی تھے غرض کہ شاہ صاحب کے خاندان کا ایک ایک فرد حنفی تھا، مقلد تھا اور مقلد بھی امام ابو حنیفہؒ النعمان کے تھے۔ غیر مقلد عالم عبد الرحمان مبارک پوری نے اپنی کتاب تحقیق الکلام میں حضرت شاد کو حنفی تسلیم کیا ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں شاہ صاحب کو غیر مقلد تسلیم کرنا علم کی دنیا میں بہت بڑی غیر ذمہ دارانہ بات ہے۔ ہندوستان میں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب ہے۔ شاہ صاحب نے صرف اسی چیز پر اکتفا نہیں کیا کہ تقلید شخصی واجب ہے بلکہ یہ بھی واضح فرمادیا کہ مذاہب تہ چار ہیں اور چاروں حق ہیں، مگر ہندوستان میں صرف امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب انسان بے علم ہندوستانی شہروں اور ماوراء النہر کا رہنے والا ہو، وہاں کوئی عالم شافعی، مالکی اور حنبلی نہ ہو تو اس پر امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے مذہب سے نکلنا حرام ہے۔ کیوں کہ اس وقت وہ اپنی گردن سے شریعت کا پتہ نکال دیتا ہے اور وہ بے کار و مہمل رہ جاتے گا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی میں صرف شخص رائے نہیں ہے بلکہ یہاں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ امام ابو یوسف اور امام محمد بھی ہیں اور یہ دونوں امام صاحب کے شاگرد ہیں۔ ان تینوں میں سے جس کا قول ارشاد نبوت کے زائد قریب ہو اسی پر فتویٰ ہے اور کس۔ اگر کسی مقام پر یہ تینوں خاموش ہوں تو احناف میں سے کسی کے قول کو اپنایا جائے۔ اسی کا نام حنبلیت ہے اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات

میری خود تراشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ مذہب حنفی میں بہترین طریقہ ہے۔ (فیوض الحرمین)

اور شاہ صاحب ہی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اور دوسرے محدثین کی جمع کردہ احادیث کے حقیقت ہی زائد قریب ہے۔ ہی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت وقفعت في زمان البخاري وأصحابه (فیوض الحرمین)

شاہ صاحب نے اسی کتاب کے اختتام پر مذہب کی حقیقت سے بحث کی ہے۔ پہلے مذہب کی حقیقت کا مطلب بتلایا ہے کہ: معنی حقیقة المذهب ان تكون أحكامه مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم ولما كان عليه القرون المشهودة لها۔ (فیوض الحرمین)

اس کے بعد متصلاً تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ تمہید ہو چکی تو اب پتے کی بات بھی سنو۔ وہ یہ کہ مجھے نظر آیا کہ حنفی مذہب میں ایک بڑا گمراہی ہے۔ میں اس پر غور کرتا رہا تا آنکہ مجھے پتہ چل گیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مذہب حنفی کا آج دوسرے مذہب کے بارے میں پلڑا بھاری ہے۔ (فیوض الحرمین)

اقتباسات ختم ہوئے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس کا جواب ضرور لکھا جائے۔ ورنہ نئے لوگ اس کو پڑھ کر گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کا جواب آپ ضرور لکھیں۔ اس تحریر کے پڑھنے کے بعد تو مجھے تقلید سے اور بھی نفرت ہو گئی۔

خادم

نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چک لہ ۱۵ جولائی ۱۹۶۲ء

مخانب مسعود

بخدمت جناب مخدومی و عمری نواب صاحب

السلام علیکم !

(اما بعد) آپ کا خط ملا۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں کراچی جا رہا ہوں اس لیے میں نے قصداً جواب میں تاخیر کی۔ اب آپ کا دوسرا خط ملا۔ اس سے آپ کا واپس آنا معلوم ہوا۔ آپ تو غالباً موسم گرما کی تعطیلات میں گئے ہوں گے۔ پھر اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے۔

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں۔ وبالله التوفیق !
۱۔ ”مولوی صاحب نے کہا تھا کہ ہم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت پر ہمارا ایمان ہے۔ حضور کی رسالت پر ایمان ہے۔ وغیرہ وغیرہ، تو کیا پھر بھی ہم مسلم نہیں ہیں؟“

بہت سے کلمہ گو بھی مشرک ہوتے ہیں

اس سوال کا جواب میں نے اس خط میں دیا تھا۔ غلطی ہوئی کہ میں اوپر سوال نقل نہیں کیا تھا۔ خیر اب پھر لکھتا ہوں۔

جواب :- ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ کا مسلم ہونا محل نظر ہے۔ اس لیے کہ آپ شرک کے مرتکب ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ہے :- وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ یعنی بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہوتے ہیں۔ (سورۃ یوسف - ۱۰۶)

دوسری آیت میں ارشاد باری ہے: **الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا**
إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمَنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ (الانعام)
 جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا۔ ان ہی
 کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت پر ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام بہت
 گھبرائے کہ ہم میں ایسا کون ہے جو ظلم سے بالکل محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
 فرمائی: **إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** ”بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔“
 یعنی اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے (صحیح بخاری) مطلب یہ ہوا کہ امن و ہدایت
 ان کے حصے میں ہے جو ایمان لانے کے بعد شرک نہ کریں اور کیونکہ آپ کلمہ گو ہونے کے
 باوجود شرک کرتے ہیں۔ لہذا نتیجہ ظاہر ہے۔

تقلید بدعت ہے۔ یہ دین میں اضافہ ہے۔ دین میں کمی بیشی اللہ کا کام ہے
 کیوں کہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا۔ اس کو واجب قرار دیا۔ لہذا آپ
 شرک کے مرتکب ہوئے۔

آپ کے ہاں شریعت سازی ہوئی۔ مسائل گھڑے گئے۔ مثلاً چوباکوئیں میں
 گر جائے تو اتنے دُور پانی نکالو۔

- ۲۔ ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ معاف ہے۔ نماز ہو جائے گی۔
- ۳۔ شرعاً نماز عید سے پہلے اس طرح قربانی کر سکتے ہیں کہ جانور کو شہر کے
 باہر لے جا کر ذبح کر دیں۔ وغیرہ وغیرہ

کیونکہ آپ ان مسائل کو واجب التعمیل تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا **أَمْرٌ لَهُمْ**
شُرْكُكُمْ أَشْرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَوْ يَأْذَنُ بِهِ اللَّهُ
 (شوری) کے ماتحت شرک کے مرتکب ہوئے۔

آپ لوگ احادیث صحیحہ کے خلاف اپنے مذہب کو تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث

میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالے اسے نماز مل گئی۔ (صحیح بخاری) لیکن آپ کے مذہب میں ہے کہ وہ نماز نہیں ہوئی۔ اس سے بڑا شرک اور کفر کیا ہو گا۔ اس قسم کے بے شمار مسائل ہیں۔

ب۔ سوال مرقومہ بالا میں جو باتیں وارد ہوئی ہیں۔ ان سب باتوں پر بریلویوں، مرزائیوں، رافضیوں، متکبرین حدیث اور حبلہ فرق باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب مسلم ہیں؟

مقلد محقق نہیں ہو سکتا

۲۔ ”مولوی اشرف علی صاحب نے کہا کہ میں محقق حنفی ہوں۔ اندھا مقلد نہیں ہوں۔ جس طرح عبد الحمی، شہداء اللہ، ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ صاحب محقق حنفی تھے..... غیر مقلد جتنے ہیں سب وہابی ہیں..... دنیا کے سارے غیر مقلدوں کو میرا چیلنج ہے۔“

جواب:۔ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوا کہ وہ محقق بھی ہیں اور مقلد بھی یعنی مجہولہ ہندین ہیں۔

تقلید کی تعریف۔ (۱) التقلید اتباع الانسان غیرہ فیما یقول أو یفعل معتقداً للحقیقة فیہ من غیر نظر و تأمل فی الدلیل کأنّ هذا المتبع جعل قول الغیر أو فعله قلاوۃ فی عنقه من غیر مطالبة الدلیل (ما شبہ حامی) تقلید دوسرے انسان کے قول و فعل کی پیروی کا نام ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہی حقیقت ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ خود دلیل کو دیکھے اور اس میں غور کرے۔ گویا یہ مقلد ایسا ہے کہ اس نے غیر کے قول یا فعل کو اپنی گردن کا قلاوہ (پٹہ) بنا لیا ہے۔ بغیر اس بات کے کہ وہ دلیل کا مطالبہ کرے۔

۲۔ التقليد العمل بقول الغير من غير حجة تقليد
دوسرے شخص کی بات پر بغیر دلیل جانے، عمل کرنے کا نام ہے۔ (مسلم البتوت)

فہم کی تعریف

العلم بالأحكام الشرعية عن أدلتها التفصيلية۔ یعنی احکام
شرعی کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننا (مسلم البتوت) قریب قریب یہی الفاظ
توضیح میں بھی ہیں۔

فقہ کی تعریف دوسرے لفظوں میں: معرفة النفس مالها وما
عليها۔ انسانی فرائض کی معرفت (توضیح)

فالمعرفة إدراك الجزئيات عن دليل فخرج التقليد، اور
معرفت کے معنی یہ ہیں کہ مسائل کو دلیل سے سمجھا جائے پس تقلید اس علم (فقہ)
سے خارج ہے۔ (توضیح) یعنی مقلد کو دلائل کی معرفت نہیں ہوتی۔ لہذا وہ فقہ
یعنی عالم نہیں ہو سکتا۔

لا يقال على المقلد لتقصيره عن الطائفة۔ یعنی فقہ کا لقب
مقلد کے لئے نہیں بولا جاسکتا۔ اس وجہ سے کہ وہ دلائل کی معرفت کی طاقت
نہیں رکھتا۔ (توضیح)

تقلید اور فقہ کی تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مقلد علم سے کورا ہوتا
ہے۔ اس کو فقہ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن محقق کے لئے دلائل کی معرفت کا ہونا ضروری ہے
ورنہ وہ محقق کس بات کا۔ لہذا جو نہی دلائل کی معرفت اسے حاصل ہوئی، وہ مقلد
نہیں رہا۔ لہذا ایک ہی شخص مقلد بھی ہو اور محقق بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اجتماع ضدین
باطل ہے۔

(توضیح: مسلم البشوت: حسامی حنفی اصول فقہ کی کتابیں ہیں فقہ کی کتابیں
دوسری ہیں)

بہت سے علماء کو مقلدین کا مقلد مشہور کر دیا ہے

بہت سے لوگ مقلد تھے اور ان کا مقلد ہونا مشہور ہے لیکن بہت سے ایسے بھی گذرے
ہیں جن کی ساری زندگی تقلید کی تردید میں گزری پھر بھی وہ مقلد مشہور ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی
است۔ بہر حال اس بات سے اتنا تو ثابت ہوا کہ کوئی شخص کتنا ہی تقلید سے
بیزار کیوں نہ ہو، یہ اُسے مقلد بنائے بغیر نہیں چھوڑتے۔ ہزار ہا علماء دین ایسے
ہیں جو تقلید نہیں کرتے تھے لیکن سب مقلد مشہور ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور عبدالحی
صاحب کا مقلد نہ ہونا خود ان کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ اب بھی اگر کوئی ان کے مقلد
ہونے پر مصر ہے تو خیر، ہم اس کے اصرار سے اس کو تسلیم بھی کر لیں تو ہم پر اس کا
کیا اثر ہوگا۔ مقلدین کی فہرست میں ایک دو کا اور اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن ہمارا
اصول جہاں ہے وہیں رہے گا۔ واجب الاطاعت صرف قرآن و حدیث ہے کوئی
مانے یا نہ مانے۔

۳۔ ”ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ بخاری شریف کی ساری حدیثوں پر تو
ایک آدمی عمل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں۔“
جواب: کیا ثبوت ہے کہ یہ قول ثناء اللہ صاحب کا ہے۔ ان کی سبکدوش
تصنیفات ہیں۔ لیکن کہیں انھوں نے یہ نہیں کہا کہ صحیح بخاری میں ضعیف احادیث
بھی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے منسوخ کہا ہو اور یہ ضعیف سمجھے ہوں۔ اس لئے کہ
منسوخ کا ذکر تو آ سکتا ہے۔ لیکن عمل ناسخ پر کیا جاتا ہے۔ عمل منسوخ پر نہیں ہوتا۔ اور یہ
کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ مثلاً صحابہ کے شراب پینے کا واقعہ اور پھر شراب کی

حرمت کا نازل ہونا۔ تو بے شک یہاں صرف حرمت پر عمل ہو گا نہ کہ شراب پینے لگ جائیں۔ کوئی جاہل ہی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ منسوخ پر بھی عمل کرنا چاہیئے۔

صحیح بخاری میں تو صرف سات ہزار احادیث ہی ہیں۔ مسند امام احمد میں تو پچاس ہزار احادیث ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث نہیں لکھی جب تک اس پر عمل نہیں کیا۔ حتیٰ کہ پچھنے بھی لگوائے اور پھر پچھنے لگانے کی حدیث بیان کی۔ اب اگر پچاس ہزار احادیث پر ایک آدمی عمل کر سکتا ہے تو سات ہزار پر عمل کرنا کیا مشکل ہے۔ پھر یہ لازم ہی کب ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے تو نجات ہوگی۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرض لیا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص ساری عمر قرض نہ لے تو کیا وہ گنہگار ہے۔ یا پچھنے نہ لگوائے تو وہ مجرم ہے۔ یا لوکی کھانے کا اسے اتفاق نہ ہو تو اس کا اسلام ناقص ہے۔

۴۔ ”امام بخاری کے دو تین استاد شیعہ تھے۔ اس لیے ان پر شیعیت کا رنگ غالب ہے۔ انھوں نے بہت سی حدیثیں شیعوں کو خوش کرنے کیلئے لکھ دی ہیں۔“
جواب :- یہ بہتان عظیم ہے۔ کیا صحیح بخاری میں ازواج مطہرات صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل نہیں ہیں۔ کیا صحیح بخاری میں شیعوں کے مسائل کی تردید نہیں ہے۔ مثلاً وضو میں پیرو صونے کو بڑے شدود سے ثابت کیا ہے۔ حضرت علیؓ کے فضائل کا ذکر اگر شیعیت ہے تو سبحان اللہ ہم سب کو مبارک ہو۔ اور امام نسائیؒ کو تو فضائل علیؓ بیان کرنے پر مارا گیا۔ غرض یہ کہ اگر کوئی استاد حب علیؓ میں غلو کرتا ہے یا ان کو افضل ترین امت سمجھتا ہے لیکن اور کوئی یہودگی نہیں کرتا۔ کسی کی شان میں گستاخی کو کفر سمجھتا ہے۔ سچ بولتا ہے اور سچ کی حمایت کرتا ہے۔ تو ایسا شخص اگر شیعہ مشہور ہوگا تو کیا اس کی بات نہ مانی جائے گی۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اس کی بات

کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہو۔ اگر امام بخاریؒ کا کوئی اس قسم کا استاد ہو تو مضائقہ نہیں۔ آخر امام ابو حنیفہؒ بھی تو مرجعہ مشہور ہیں اور ان ہی کی خاطر احناف کو مرجعوں کی دو قسمیں کرنی پڑی ہیں۔ مرجعہ اہل سنت، مرجعہ اہل بدعت۔ اگر کوئی شخص اس قسم کا ہو کہ اہل سنت ہوتے ہوئے تفصیل علی کا قائل ہو تو کیا شیعوں کی دو قسمیں نہیں ہو جائیں گی۔ شیعہ اہل سنت، شیعہ اہل بدعت۔ یہ ہے تفصیل اس بات کی کہ امام بخاریؒ کے دو تین استاد شیعہ تھے۔ درحقیقت وہ شیعہ تھے نہیں۔ ہاں مشہور کر دیئے گئے یا کسی نے محض تعصب یا عدم تحقیق سے شیعہ کہہ دیا۔ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ امام بخاریؒ گمراہ فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے احادیث اخذ کرتے تھے اور انھیں حجت سمجھتے تھے۔

۵۔ "علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔"

جواب:۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ وہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔ وہ علم دین کے بہت بلند مینار تھے۔ کجاوہ اور کجایہ۔ حافظ ابن قیم کی کتاب اعلام المتوعین تقلید کی تردید سے مالا مال ہے اور وہ شاد گرد ہیں علامہ ابن تیمیہ کے۔

۶۔ "کیا خفیوں یا مقلدوں کے پاس ایسی کوئی خفیہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ تحقیق کرنے کے بعد بھی تقلید نہیں چھوڑتے۔"

تقلید کیوں نہیں چھوڑتی

جواب:۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تقلید چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اس کا اظہار آپ

کے سامنے نہیں کرتے یعنی وہ آپ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اپنی کمزوری کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کو خوش کرنا نہیں چاہتے۔ اس کو وہ اپنی شکست کے مترادف سمجھتے ہیں۔ ان کا دل جو کچھ جانتا اور مانتا ہے۔ وہ زبان پر نہیں آتا۔ وہ جان بوجھ کر حق

کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کا اعتراف عوام کے سامنے نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں عوام سے خوف ہوتا ہے۔ ان سے ان کے دنیاوی فائدے وابستہ ہوتے ہیں جو اعتراف کے بعد کالعدم ہو جاتے ہیں۔ گویا اس طرح بھجوائے آیات کریمہ آخرت کے بدلے دنیا کو خرید رہے ہیں جس طرح بادشاہ ہر قتل سوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ آپ کے پاس پہنچنے اور آپ کے پیر دھونے کی تمنا کی۔ لیکن حکومت جانے کے خوف سے ایمان قبول نہیں کیا۔ اسلامی فوجوں کے خلاف نبرد آزما ہوتا رہا۔ شاہ دلی اللہ صاحب نے اس کا جواب بہت خوب دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

ترجمہ :- جب یہ معلوم ہو جائے کہ حدیث منسوخ نہیں ہے اور ایک ہم غییر علماء کا اس پر عمل کرتا ہے اور اس کا مخالف صرف قیاس یا اجتہاد سے کوئی بات کہتا ہے تو ایسی حالت میں حدیث کی مخالفت کرنے کا کوئی سبب نہیں :- **الانفاق خفیٌّ اَوْ حقیٌّ جَلیٌّ** سوائے خفیہ نفاق کے یا ظاہر حماقت کے۔ (عقد الجید)

امام ابو حنیفہ کی جمع کردہ احادیث کہاں گئیں؟

۱۔ امام ابو حنیفہ کے زمانہ تک حدیث کے روایت کرنے والے کم تھے۔ بعد میں راوی بڑھ گئے لہذا الفاظ قائم اور محفوظ نہ رہ سکے۔ ضرور کمی بیشی ہوئی۔ اسی لئے ہم امام صاحب کے اقوال پر عمل کرتے ہیں اور امام صاحب کے اقوال کو ان کے شاگردوں نے محفوظ کر لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تعلیم کو واجب قرار دیتے ہیں۔

جواب :- راویوں کے بڑھ جانے سے حدیث غیر محفوظ نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی حدیث کو ہم اپنی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائیں تو یہ ضرور ہے کہ ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقریباً بیس پچیس راوی ہوں گے لیکن

وہ روایت غیر محفوظ کیسے ہو جائے گی جب کہ وہ امام مالکؒ، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ اگر امام صاحب کے زمانے میں احادیث محفوظ تھیں تو پھر وہ غیر محفوظ کیسے ہو سکتی ہیں اور اگر محفوظ نہیں تھیں اور امام صاحب اور ان کے شاگردوں نے بھی محفوظ نہیں کیں اور بعد میں راویوں کی کثرت کے باعث وہ ضائع ہو گئیں تو کیا یہی وہ اسلام ہے جس پر ہمیں اور ان کو ناز ہے۔ افسوس کہ امام صاحب کے شاگردوں نے امام صاحب کے اقوال کو تو محفوظ کیا اور احادیث رسول کو ضائع ہونے دیا۔ اگر ہم اسکو تسلیم بھی کر لیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ صحیح بخاری کی احادیث غیر محفوظ ہیں حالانکہ علماء احناف نے متفقہ طور پر اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ حتیٰ کہ انور شاہ صاحب نے تو اس کے قطعی الصحت ہونے کا اعتراف کیا ہے جو ان کی کتاب شرح صحیح بخاری میں موجود ہے۔

۸۔ کیا ہم کو قرآن و حدیث کے احکام بتلانے کا حق نہیں ہے۔ نور محمد صاحب نے فرمایا کہ سوائے عالموں کے کوئی تقریر نہیں کر سکتا۔

جواب :- کیوں نہیں ہے۔ ہاں تقریر کرنے کا حق صرف دو آدمیوں کو حاصل ہے۔ امیر کو یا مامور کو۔ لیکن بَلِّغُوا عَنِّي پر عمل کرنے کا حق ہر مسلم کو حاصل ہے۔ کیونکہ مولوی نور محمد صاحب نہ امیر ہیں نہ مامور۔ لہذا انہیں بھی تقریر کا حق نہیں پہنچتا۔ گویا وہ بھی حدیث کے خلاف تقریر کرتے ہیں۔

۹۔ ایک آدمی جنبی ہے۔ اس کا جانور مر رہا ہے۔ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اب وہ کیا کرے؟

جواب :- ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تو یہ پوچھتے تھے کہ کیا ایسا ہوا ہے، اگر وہ کہتے کہ نہیں تو جواب دیتے کہ جاؤ جب ایسا ہو تو سوال کرنا۔ میں کہتا ہوں یہ

مسئلہ فرمائی ہے۔ نہ ایسا ہوا ہے نہ انشاء اللہ آئندہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کے حل کرنے کے لئے کوئی قانون ہمیں نہیں دیا تو ہمیں کیا حق ہے کہ پہلے مسئلہ گھڑیں اور پھر اس کا جواب گھڑیں گویا ہم قانون ساز ہیں کہ کوئی قانون وضع کر دیں اور جب کسی شخص کو ایسا مسئلہ پیش آئے تو وہ ہمارے وضع کردہ قانون پر عمل کرے۔ یہ شریعت سازی انہی کو مبارک ہو۔ ہمارا تو صرف اتنا کام ہے کہ قرآن یا حدیث میں اس مسئلہ کا حل ہو تو جواب دے دیں۔ ورنہ خاموش رہیں۔ ہم کیوں اپنے آپ کو قانون ساز بنا کر گنہ گار ہوں جس کو ایسا معاملہ پیش آئے گا وہ جانے اور اس کا ایمان اور اعتقاد جانے۔ جو اس کی سمجھ میں آئے وہ خلوص کے ساتھ کرے۔ وہ انشاء اللہ مجرم نہیں ہوگا لیکن اگر وہ ہمارے گھڑے ہوئے قانون پر عمل کرتا ہے تو مشرک ہوگا۔ لہذا ہم تو ایسے فضول مسائل سے اجتناب کرنے ہیں۔

رائے اور فتوے بازی کی مذمت

آپ ان کی شرارتوں سے نہ گھبرائیے۔ استقامت سے گامزن رہیے۔ آپ اگر خاموش ہو گئے تو تبلیغ رک جائے گی۔ آپ اللہ کے جبردستہ پر کام جاری رکھتے۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے گا۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورہ محمد) ان کی شرارت بے شک آپ کو ناگوار گذرتی ہے۔ لیکن اسی میں بہتری ہے۔ عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ (بقرہ) ۲۱۶

آپ اگر کسی وقت بحث میں خاموش بھی ہو جائیں تو اس سے مغوم نہ ہوں۔ اس لئے کہ آپ نے کب کما کہ میں عالم ہوں۔ ہمہ داں ہوں۔ ذیل میں دارمی شریف کے حوالے سے صحابہ اور ائمہ تابعین کے کچھ اقوال نقل کر رہا ہوں۔ ان بے ہودہ

سوالات کے لئے آپ کے کام آئیں گے۔ ان سے اندازہ ہوگا کہ ہمارے ائمہ کرام کتنے سادہ لوگ تھے۔ فتنی موشگافیاں وہاں نہیں تھیں۔

۱۔ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ”جب تم ہم سے کوئی بات قرآن یا حدیث کی پوچھو گے تو ہم بتائیں گے اور نئی باتیں جو تم نے نکال لی ہیں وہ ہماری قدت سے باہر ہیں“
۲۔ قتادہؓ مشہور تابعی امام فرماتے ہیں: ”میں نے تیس برس سے کوئی بات اپنی رائے سے نہیں کہی۔“

۳۔ امام ابو ہلال تابعیؓ فرماتے ہیں: ”میں نے چالیس برس سے کوئی بات اپنی رائے سے نہیں کہی۔“

۴۔ حضرت امام عطاءؓ فرماتے ہیں: ”مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ دنیا میں میری رائے کی فرمانبرداری کی جائے۔“ اسی امام عطاءؓ کے متعلق امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے ان سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فتویٰ دینے سے زیادہ یہ کہتے تھے کہ ”میں نہیں جانتا۔“

۶۔ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ”فتویٰ صرف قرآن و حدیث سے دو۔ ان کے علاوہ کوئی بات کر دو گے تو خود بھی ہلاک ہو گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کر دو گے۔“

۷۔ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ”جو شخص تمام مسئلوں میں فتویٰ دے وہ دیوانہ ہے۔“

۸۔ امام شعبیؓ فرماتے ہیں: ”میں نہیں جانتا۔ کتنا آدھا علم ہے اگر قیاس کر دو گے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دو گے۔“

۹۔ حضرت غلیؓ فرماتے ہیں: ”جب مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے جو میں نہیں جانتا تو اس بات میں کلیجہ کے لئے سب سے زیادہ ٹھنڈی بات یہ ہے کہ میں

کہوں "اللہ اعلم۔"

- ۱۰۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں: "اگر لوگ حدیث رسول سنائیں تو اس کو اختیار کرو اور جو بات اپنی رائے سے بتائیں تو اس کو پافانے میں ڈال دو۔"
- ۱۱۔ امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں: "میں تجھ سے حدیث رسول بیان کرتا ہوں اور تو یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں یہ کہتے ہیں۔ اب تجھ سے بات نہ کروں گا۔"
- ۱۲۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں: "میں حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس میں قرآن کے ساتھ اشارے کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر اسے ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: جس کو فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت ہے اس کو دوزخ پر زیادہ جرأت ہے۔" (دارمی)

اب آپ کے دوسرے خط کا جواب لکھتا ہوں۔ آپ نے جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ فیوض الحرمین کی تو معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ مترجم کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ اگر فیوض الحرمین کی ہوتیں تو مضمون اس طرح ہوتا کہ "میں متقلد ہوں۔" حالانکہ عبارت میں اس طرح ہے کہ شاہ صاحب متقلد تھے۔ اب یہ بتائیے کہ مترجم نے اپنی طرف سے لکھا ہے یا شاہ صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے؟ نواب صدیق حسنؒ کا حوالہ اگر صحیح ہے تو نواب صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسماعیل، تینوں کو ان کی عبارت سے غیر متقلد ثابت کر سکتا ہوں۔ پھر نواب صاحب کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اب اگر قاری عبدالرحمان صاحب یا کوئی اور ان کو حنفی کہتا ہے تو کہنے والے تو ان کو بریلوی بھی کہتے ہیں۔ اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی ہر ایک ان کو اپنا بناتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان کی کتاب حجۃ اللہ یا عقد الجبید کیا کہنی ہے۔ تفسیر عزیزی اور تنویر العینین کیا کہتی ہیں؟ شاہ صاحب کی عبارت "حنفی مذہب میں ایک

بڑا گہرا بھید سیہ۔۔۔۔۔ پڑا بھاری ہے۔ ”سمجھ میں نہیں آتی۔ آگے پیچھے سے پوری
 عبارت ہو تو کچھ مطلب سمجھ میں آتے۔ میں انشاء اللہ اس کا جواب لکھنے کے لئے تیار
 ہوں۔ فی الحال ”دوا سلام“ کا جواب تیار کر رہا ہوں۔ فقط

خادم

مسعود

اے ”دوا سلام“ کا جواب کافی عرصہ ہوا ”تفہیم اسلام“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب نواب

ہیڈ ماسٹر۔ مڈل اسکول غلام اللہ، ضلع ٹھٹہ

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب مدظلہ

السلام علیکم :-

ابھی آپ کا خط عین انتظار کی حالت میں ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کا خط آنے میں تاخیر ہو جانے کے سبب میں یہ سمجھا تھا کہ شاید آپ مسلسل استفسارات سے خفا ہو گئے ہیں۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے میں نے خوب پڑھا اور خوب سمجھا۔ آپ سے خط و کتابت میں میری خوب اصلاح ہوئی اور ہو رہی ہے۔ طیب صاحب بے چارے ایک غریب آدمی ہیں۔ ایک زمیندار کے ہاری ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی توفیق عطا فرمائی ہے کہ قرآن و حدیث پر جان دیتے ہیں۔ ہماری عدم موجودگی میں یہاں کے حالات انتہائی خراب ہو گئے۔ مولوی سلیم کے ساتھ سب لوگ ہو گئے۔ مولوی سلیم نے کہا۔ جو کوئی بھی تم لوگوں سے دین کی بات کرے اس کو مار ڈسب کو مار پیٹ کی کھلی چھٹی دے دی۔ مولوی سلیم نے اعلان کیا کہ میں عنقریب نواب کو یہاں سے نکال دوں گا۔ اتفاق سے اس دن میں ٹھٹہ گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو ساری کیفیت معلوم ہوئی۔ طیب صاحب کے باپ نے طیب صاحب سے علیحدگی اختیار کر دی۔ طیب صاحب کا رٹکا بھی ان سے علیحدہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ مولوی اشرف کے پاس فقہ حنفی پڑھتا ہے۔ اب میں اور طیب صاحب یہاں تقریباً نظر بند ہو کر رہ گئے ہیں۔ غرض پریشانیاں معراج کو پہنچ گئی ہیں۔ دوسری طرف دل کو سکون حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہے کہ وہ مجھے ان بدعتیوں کے ہاتھوں رسوا نہ فرمائے

گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کراچی میں میری سسرال میں میرے سالے جن پر پروریت کا
 رنگ چڑھا ہوا تھا اور جو مجھ سے ناراض تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ ان سے رات
 دو بجے تک بحث ہوتی رہی۔ آخر میں وہ قائل ہوئے۔ نہ صرف اہمیت حدیث
 سے واقف ہوئے بلکہ فرقہ پرستی سے بھی علیحدگی اختیار کی۔ میری لڑکی بھی آئی
 ہوئی تھی۔ وہ جب واپس ہوئی تو اس نے سجدوں میں اپنے شوہر کے پاس حنفی
 نماز پڑھنے سے انکار کیا اور رفع الیدین سے نماز علی الاعلان پڑھنے لگی۔ اس کے
 شوہر یعنی میرے داماد نے مجھے لکھا کہ رفع الیدین سے نماز بے شک پڑھے مگر سختی
 اور شدت چھوڑ دے۔ میرے داماد نے ماشاء اللہ تسلیم کیا کہ تقلید شخصی بے شک بحث
 ہے۔ مگر یہ لکھا کہ میں چونکہ ان لوگوں میں تعلیم پارہا ہوں اور میں اپنے بڑوں کے زیر پرورش
 ہوں اس لئے شدت سے ڈرتا ہوں وغیرہ۔ باقی سب غیریت ہے۔ میری طرف
 سے سب کی خدمات میں سلام عرض ہے بچے بھی سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط

خادم

نواب ۲۲/۷/۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب لو اب

بخدمت شریف عالی جناب محترم مسعود صاحب مدظلہ

سلام علیکم

آپ کا کارڈ وصول ہوا، اپنی پریشانیوں کی وجہ سے میں بروقت جواب نہ دے سکا۔ معاف فرمائیے۔ یہاں میری مخالفت حد درجہ بڑھ گئی ہے جس کا اظہار میں نے اپنے پہلے خط میں بھی کیا تھا۔ ایک حاجی صاحب میرے پاس آئے تھے دو گھنٹہ تک مجھ سے بحث کرتے رہے۔ بالآخر دین حق قبول کر گئے۔ اور بدعت سے توبہ کی۔ تقلید شخصی سے توبہ کی۔ پھر دو چار روز بعد ایک اور حنفی مولوی مجھ سے ملنے آیا اور اسکول پہنچا۔ میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا کہ شاید پھر کوئی فتنہ آیا۔ اس مولوی نے کوئی تین گھنٹے مجھ سے ہر پہلو پر بحث کی۔ اس نے یوں بحث شروع کی کہ ہماری فقہ کی کتابوں پر آپ بہتان باندھتے ہیں کہ کتاب جس نہیں ہے۔ گدھا پاک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ جناب کتا اور گدھا آپ کو مبارک ہو۔ ہم کسی پر بہتان نہیں باندھتے۔ آپ کا فقہ کی کتابیں میری لکھی ہوئی نہیں ہیں۔ جنہوں نے لکھا ہے ان سے جا کر پوچھیے۔ میں تو آپ سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے اپنا نام حنفی کیوں رکھا ہوا ہے۔ اس پر روشنی ڈالیے۔ وہی پرانا جواب کہ وہ بزرگ تھے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر بحث ہوتی رہی، پھر نماز کا مسئلہ آیا۔ میں نے کہا کہ جناب آپ کا فرقہ کہتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو گے تو نماز نہیں ہوگی جہنم میں جلائے جائیں گے۔ دوزخ کی آگ منہ میں ڈالی جائے گی اور شافعی کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے نہ پڑھو گے تو نماز نہ ہوگی۔ اب کون سی چیز صحیح ہے۔ نہ پڑھنا بھی صحیح اور پڑھنا بھی صحیح، دونوں صحیح

کے ہو سکتے ہیں اب اس جھگڑے کا فیصلہ کس سے کرائیں کیا آپ کے مقدّم
عالموں سے پوچھیں وہ تو وہی بتائیں گے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے آپ ہی فرمائیں کہ اس
بارے میں جل جلالہ کا ارشاد اور حکم کیا ہے۔ اس پر وہ مولوی گڑ بڑا گیا۔ ادھر ادھر کی
ہانکنے لگا۔ آخر میں وہ مولوی تائب ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر حنفیت سے توبہ کی اور کچھ
کتابیں مجھ سے لے کر گیا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ وہ جس کو توفیق دیا
چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ وہ غفور رحیم ہیں۔

غرض یہی مناظرانہ رنگ روز رہتا ہے۔ مگر جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق
دیتے ہیں وہ تسلیم کر لیتے ہیں اور اپنے باطل عقیدوں سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اللہ کا شکر
ہے کہ میرا داماد راہِ راست پر آگیا ہے اور تقلیدِ ٹھنڈی کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کے
آگے سر جھکا دیا ہے۔ اب میں چند باتیں آپ سے دریافت کرتا ہوں محض اجنبی
معلومات کے لئے۔ وہ یہ کہ

شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اسماعیل نے اپنی کتابوں صراطِ مستقیم اور شفاء العلیل
وغیرہ میں تصوف کے بارے میں اور ذکر کرنے کا طریقہ مثلاً ایک ضربی ذکر، دو ضربی ذکر
وغیرہ کے بارے میں جو لکھا ہے تو کیا یہ بھی پیری مریدی کرتے تھے۔ کراچی میں عبدالستار
صاحب امام غریب زاد الحدیث امام کی بیعت کو لازم بتلاتے ہیں۔ خط طویل ہو گیا ہے
اس لیے ختم کرتا ہوں۔ فقط

خادم
نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

چک ۱۱

بخدمت جناب نواب صاحب

۱۸ اگست ۱۹۶۲ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد! آپ کا خط مورخہ ۹ اگست ملا۔ خیریت و حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین۔ غلام اللہ کس طرف واقع ہے۔ کراچی سے آتے وقت دریائے سندھ عبور کرنا پڑتا ہے یا نہیں ٹھڈ سے کتنی دور ہے، سجاد سے آپ کتنی دور ہیں۔ کیا کبھی سجاد جانا ہوتا ہے یا نہیں؟ وہاں کے علماء اور علیم الدین صاحب سے ملنا ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ لوگ اب کس طرح ملتے ہیں۔ صبح و شام یہ دعا پڑھائیجئے:-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَأَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ
وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ
الرَّجَالِ۔

یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو بتائی تھی۔ انہوں نے اس کو پڑھا۔ چند روز میں ان کی پریشانیاں دور ہو گئیں (ابوداؤد۔ سندہ حسن) آپ کی مناظرانہ سرگرمیاں معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ "اللَّهُمَّ زِدْهُ فِرْدَہُ" انشاء اللہ آپ کی تبلیغ سے بہت سے لوگ مسلم ہوں گے۔

حق والے قلیل ہوتے ہیں

کثرت، وقت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے جو فرمایا کہ ۲، آدمی درس میں

جائیں گے۔ تو ایک آدمی بہشت میں جائے گا۔ یہ بات صحیح نہیں، اس لئے کہ اس کا جواب مخالفت اس طرح دے سکتے ہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ کا ایک ایک آدمی ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ ناجی فرقہ میں ایک ہزار آدمی ہوں اور ان ۳۷ فرقوں کے کل آدمی ملا کر بھی ۲۰۰ یا ۳۰۰ سے زائد نہ ہوں۔ ہاں وہ حدیث آپ پیش کر سکتے ہیں جس میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ ۱۰۰۰ آدمیوں میں سے ۹۹۹ کو دوزخ کے لئے نکالو۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیتیں حسب فرمائش لکھ رہا ہوں۔

۱۔ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ

كَثْرَةُ الْخَبِيثِ (سورۃ مائدہ رکوع ۱۳، پارہ ۷) کہہ دیجئے ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ ناپاک کی کثرت تعجب میں کیوں نہ ڈالے۔

۲۔ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (سورۃ سبأ۔ رکوع ۲

پارہ ۲۲) میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہوتے ہیں۔

۳۔ وَانْكَثِرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لِبَغْيٍ بَعْضُهُمْ عَلَى

بَعْضٍ اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيلٌ

مَّا هُمْ (سورۃ ص رکوع ۲ پارہ ۲۳) بہت سے شریک ایک دوسرے

پر زیادتی کرتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور

انہوں نے نیک عمل کئے اور ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔

۴۔ اَلْاَقْلِيَّةُ مِمَّنْ اٰنٰجِنَا مِنْهُمْ (سورۃ ہود، رکوع ۱۰ پارہ ۱۲)

۵۔ تَوَلَّوْا اَلْاَقْلِيَّةُ مِنْهُمْ (سورۃ بقرہ۔ رکوع ۳۲۔ پارہ ۲)

حدیث: اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْبَائِئَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ

فِيْهَا رَاحِلَةً۔ یعنی لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے سواونٹ۔ قریب

ہے کہ تجھ کو ایک بھی سواری کے لائق نہ مل سکے۔ (بخاری و مسلم)

ترمذی میں اتنا زائد ہے کہ اولاً تجد فیہا إلا راحلة یا تجھ کو
تسو میں سے صرف ایک ہی سواری کے قابل مل سکے۔

تصوّف و آواراد

شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب شفاء العلیل میں نے پڑھی ہے۔ معلوم
نہیں کس زمانے کی تصنیف ہے۔ الانتباه فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۸ میں شاہ صاحب
فرماتے ہیں :- در زمن سید الطائفة جنید بغدادی رسم خرقہ طاهر شد و بعد ازاں
رسم بیعت۔ یعنی حضرت جنید بغدادی کے زمانے میں خرقہ پوشی کی رسم نکلی
اور رسم بیعت اس کے بعد رائج ہوئی۔ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں ”تبع تابعین
تک مشائخ کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بیعت اور خرقہ پوشی کے ذریعے سے نہ تھا صرف
صحبت کے ذریعے سے کف۔ ہر ایک شخص بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار
کرتا تھا۔ اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ تعلق پیدا کرتا تھا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

ومنہا ان لا یتکلم فی ترجیح طرق الصوفیۃ بعضها
علی بعض ولا ینکر علی المغلوبین منهم ولا
علی المولین فی السماع وغیرہ ولا یتبع هو
نفسہ الا ما هو ثابت فی السنۃ صوفیوں کے طرق میں
گھنٹ گونہ کرے کہ بعض کو بعض پر ترجیح دے مغلوبہ الحال پر انکار
نہ کرے۔ نہ ان پر جو سماع وغیرہ کے بارے میں تاویل کرتے ہیں، لیکن
وہ خود کسی چیز کی پیروی نہ کرے سوائے اس کے جو ثابت ہونست سے۔
(المقول الجمیل فی بیان سواء السبیل، فصل تاسع)

شاہ صاحب فرماتے ہیں :-

وَكَذَلِكَ لَاشْتِغَالُ بِأَوَادِ الْمَشَايِخِ الصَّوْفِيَّةِ
وَمَقَالَتُهُمْ لَيْسَ يَنْفَعُ ذَلِكَ أَصْلًا.... وَلِيَلْزَمَ
الطَّاعَاتِ الْمَنْقُولَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ مَا يُؤْثَرُ عَنْ غَيْرِهِ - یعنی مشائخ
وصوفیاء کے اُوراد و مقالات میں اشتغال کتنا یہ اصلاً نفع
بخش نہیں ہے بلکہ ان عبادات کو لازم پکڑنا چاہیے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کو چھوڑ دے جو دوسروں
سے منسوب ہیں۔ (تفہیمات جلد اول ص ۱۰)

مندرجہ بالا اقتباسات تو بہت اچھے ہیں معلوم نہیں شفا العلیل میں مسامحت
کیوں ہو گئی۔ غالباً اوائل عمری کی تصنیف ہوگی۔ کیونکہ بہر حال وہ پہلے حنفی ہی
تھے۔ اب وصیت نامے کے اقتباسات سنئے:-

”وصیت دیگر آنست کہ دست در دست مشائخ این زمان
کہ بانواع بدعت مبتلا ہستند ہرگز نباید داد و بیعت با ایشان
نباید کرد۔“ دوسری وصیت یہ ہے کہ اس زمانہ کے مشائخ جو انواع
واقسام کی بدعات میں مبتلا ہیں ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے،
اور ان کی بیعت کرے۔

پھر کرامات، طلسمات، نیرنگات سے ہوشیار کرتے ہوئے وجد و حال کا ذکر
کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعض سادہ لوح وجد کو بھی کرامات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ قوت بہیمہ
کے سبب واقع ہوتا ہے۔

”بسیارے از سادہ لوحان را دیدہ ایم کہ چون ایں اعمال را از
شیخ فراگرفتہ اند آں را عین کرامات میدانند چارہ کار آنکہ کتب

حدیث مثل صحیح بخاری و مسلم و سنن ابی داؤد و ترمذی و کتب فقہ حنفیہ و شافعیہ را بخواند و عمل بظاہر سنت پیش گیرد۔ اسی حالت میں کتب حدیث و کتب فقہ حنفیہ و شافعیہ کا مطالعہ کرے اور عمل ظاہر سنت پر کرے۔

پھر لکھتے ہیں کہ اگر شوق صادق ہو تو کتاب عوارف سے آداب نماز و روزہ واذکار معمولات اوقات حاصل کرے۔ "و رسائل نقشبندیہ را در طریق پیدا کردن یادداشت۔" (طریق پیدا کرنے کے لئے رسائل نقشبندیہ کو یاد رکھیے) پھر لکھتے ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں یہ مضمون اتنے روشن ہیں کہ کسی مرشد کی تلقین کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مرشد مل جائے تو "باوے صحبت دارو" (اس کی صحبت اختیار کرے) (شاہ صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ بیعت کرے بلکہ صحبت اختیار کرے)۔ پھر لکھتے ہیں "نسبت ہائے صوفیہ غنیمت کبریٰ است و رسوم ایشان پیچ نمی آرد و این سخن بر بسیاری گراں خواہد بود۔" (اگر وہ ہر معاملہ میں کمال نہ رکھتا ہو تو اس کی اچھی باتیں حاصل کرے اور ناقص باتوں کو ترک کر دے۔ صوفیہ کی نسبت غنیمت کبریٰ ہے اور ان کی رسوم کو ہرگز اختیار نہ کرے۔ یہ بات بہت سبب پر گراں گزرتے گی)۔ (شاہ صاحب کی یہ عبارت کچھ غیر واضح سی ہے) "وصیت دیگر باید دانست کہ میان ما و اہل زمان اختلاف است صوفی نشان گویند..... متکلمان گویند..... و ما میگویم مطلوب باعتبار صورت نوعیہ انسان بجز شرع نیست۔" (یعنی ہم میں اور اہل زمان میں اختلاف سنت ہے۔ صوفی یہ کہتے ہیں.... متکلمین یہ کہتے ہیں.... اور ہم کہتے ہیں کہ انسانیت کا مطلوب سوائے شرع کے اور کچھ نہیں) وصیت نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہر روز قرآن و حدیث پڑھے۔ اگر پڑھ نہ سکتا ہو تو سنے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عوارف اور رسائل نقشبندیہ کیسی کتابیں ہیں۔ کیونکہ ان کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ نقشبندی طریق کی بنیاد سنت کی پابندی

پر اکھی گئی تھی۔ بعد میں کیا کیا ہوا۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

صراطِ مستقیم غائباً پوری شاہ اسماعیل شہید کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ کچھ حصہ اس میں مولوی عبدالحق کا ہے۔ شاہ اسماعیل صاحب لکھتے ہیں: "ارادۃ و تقلید شخص معین از مجتہدین و مشائخ و ارکان دین نہ۔" (ارادت (مردیہ ہونا) و تقلید شخصی دین کے ارکان میں سے نہیں ہے (ایضاح الحق) پھر لکھتے ہیں: "و عنوان و شمار خود محمدیت و تسنن قدیم باید داشت نہ مذہب بہ مذہب خاص و انسلاک و طریقہ مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل دکانین عطاریں باید شمر دو خود را از مسلکان جند محمدی۔" (یعنی اپنا عنوان و شمار محمدی اور سنت قدیم کو بنائے، نہ کہ کسی مذہب خاص یا طریقت کے مخصوص مسلک کو اختیار کرے اور ان کو شمار بنائے۔ بلکہ ان کو عطاری کی دکان شمار کرے اور خود کو محمدی شکر کار کن سمجھے۔ ایضاح الحق) صراطِ مستقیم میں لکھتے ہیں: "تشریح توئے باطنہ انسانیہ کہ حامل اخلاق و ملکات است و منبع اصول حکمت عملیہ از سیاست منزلیہ و مدنیہ اصلاً از شارع ماثور نیست بلکہ آنجناب منقول است ہیں کتابِ سنت است و پس و دعوت آنجناب بہ حجت و برہان و سیف و سنان بہ ہیں ہر دو چیز بودہ و در اشاعت ہیں ہر دو چیز۔" یعنی صوفیت و سلوک مروجہ کے طریقے احادیث سے ثابت نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو صرف کتاب و سنت منقول ہے اور آپ کی دعوت و اشاعت حجت و برہان۔ سیف و سنان کے ساتھ ان ہی دو چیزوں کے لئے تھی۔ (مطرق الحدید ص ۵۷)

مولوی اسماعیل شہید ایک اور جگہ لکھتے ہیں: "تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعیات و زوافل عبادات و تعین اوضاع اذکار از جہر و اخفاء و ضربات اعدا و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات شاذہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است" (ایضاح الحق ص ۳۷)۔ یعنی اوراد و اذکار کا تعین، ریاضتیں، گوشہ نشینی، چلے بن گھڑت

نوافل، جہری و خفی اذکار کے طریقے، ضربیں لگانا، گنتی مقرر کرنا، بزرخی مراقبے اور عبارتِ شاف کا التزام، سب حقیقی بدعات کی قسم سے ہیں۔

ان دونوں بزرگوں کے مندرجہ بالا اقوال اب آپ کے سامنے ہیں۔ اور وہ کتابیں بھی آپ کے سامنے ہیں۔ یعنی شفاء العلیل اور صراطِ مستقیم۔ یہ دونوں کتابیں میرے پاس نہیں، ورنہ میں حل کرنے کی کوشش کرتا۔ میرا گمان یہی ہے کہ غالباً یہ اوائل عمری کی تصنیفات ہیں یا صراطِ مستقیم کا قابلِ اعتراض حصہ ان کا نہیں ہے بلکہ مولوی عبدالحی صاحب کا ہے

بیعت کی حقیقت

بیعت کی کئی قسمیں ہیں (۱) اسلام قبول کرتے وقت بیعت کرنا۔ یہ سنت ہے۔ ثابت ہے۔ (۲) امیر کسی وقت بھی کسی مسلم سے بیعت لے سکتا ہے کہ آئندہ فلاں فلاں کام کرنا یا نہ کرنا۔ یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ (۳) خلافت، امارت، جہاد پر بیعت یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ لیکن کسی مسلم کا کسی بزرگ کے پاس آکر بیعت کرنا کہ فلاں فلاں کام کروں گا یا فلاں کام نہیں کروں گا اور پھر ان بیعت لینے والوں کا مختلف ٹولوں میں بٹ جانا۔ مختلف طریقے وضع کر لینا۔ وغیرہ وغیرہ، یہ سنت سے ثابت نہیں۔

بقول عبدالشار صاحب، ان کی بیعت اصولاً ۳ کے ضمن میں آتی ہے۔
مسلم متوجہ ہوں | اب میں دو ایک باتیں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ ویسے یاد تو آپ کو بھی ہونگی اور عمل بھی آپ کا ان پر ہوگا۔ تاہم میں بطور یاد دہانی آپ کو لکھ رہا ہوں۔ اس لئے کہ دوسرے کے لکھنے سے کچھ توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور کیونکہ میں اس کا تجربہ کر چکا ہوں کہ دوسرے کی توجہ مبذول کرانے سے وہ بات ذہن میں مضبوط ہو جاتی ہے۔ عمل میں جستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے عرض کر رہا ہوں۔ اب ماشاء اللہ آپ مومن ہیں، مسلم ہیں،

مبلغ ہیں۔ لہذا بہت زیادہ ضرورت ہے کہ آپ کی باطنی اور ظاہری دونوں حالتیں مزکی و معصفا ہوں۔ تزکیہ نفس یعنی باطنی صفائی فرائضِ نبوت میں سے ہے۔ بہرہی لوگوں کے باطن کی صفائی رستہ پر مامور ہوتا ہے۔ خشیتِ الہی تقویٰ قلب میں پیدا ہونا چاہیے۔ کبرِ حسد، بغض و غیرہ تمام رذائل ہمیشہ سے قلب پاک ہونا چاہیے۔ یہ باتیں میں نے سننا لکھ دی ہیں۔ کیونکہ اس کا اسل و رعبہ والہانہ اتباع سنت ہے۔ لہذا یہ باتیں تو امید ہے کہ آپ میں موجود ہوں گی۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ اور نیک صحبت اس کے لئے سونے پہ سہاگہ کا کام کرتی ہے۔ ہم برسرِ مطلب مجھے جو بات کہنی ہے وہ ظاہری پاکیزگی کے متعلق ہے اور اس پر میں زور دینا چاہتا ہوں، مبلغ کے لئے یہ بہت اہم ہے۔ غیر مسلم جو چیز دیکھتا ہے وہ آپ کا ظاہر ہے اور اس ظاہر میں وہ چیزیں ہیں جن پر اس کی خاص نظر ہوتی ہے اخلاق اور نماز۔ مبلغ کے لئے اخلاق بہت ضروری ہے۔ پس اب آپ خلیقِ محمدی کا نمونہ بن جائیں۔ تحمل، برداشت، تواضع، انکساری پیدا کیجئے۔ کوئی بڑا بھلا کئے جواب نہ دیکئے زیادتی کرے محبت سے پیش آئیے۔ اس کے کسی بزرگ کے لئے اہانت آمیز کلمہ منہ سے نہ نکالیئے۔ نہ اپنے بزرگوں کی غلطی پر طعن کیجئے۔ ایسے لوگوں سے بچئے۔ یہ بدنام کرنے والے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی بزرگ کی لعنِ شر پر کچھ کہنا ہو تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان کی اتباع پر مامور نہیں۔ ہم تو اتباعِ رسول پر مامور ہیں۔ دوسری چیز نماز ہے جس کو دیکھ کر کشش ہوتی ہے یا نفرت۔ غیر مسلم یا مخالف نماز کو خاص طور پر دیکھتا ہے۔ نماز کو زینت کی چیزوں کے ساتھ ادا کیجئے۔ مثلاً سرنگانہ ہو، کندھا کھولنے کی ممانعت ہے۔ (صحیح بخاری)

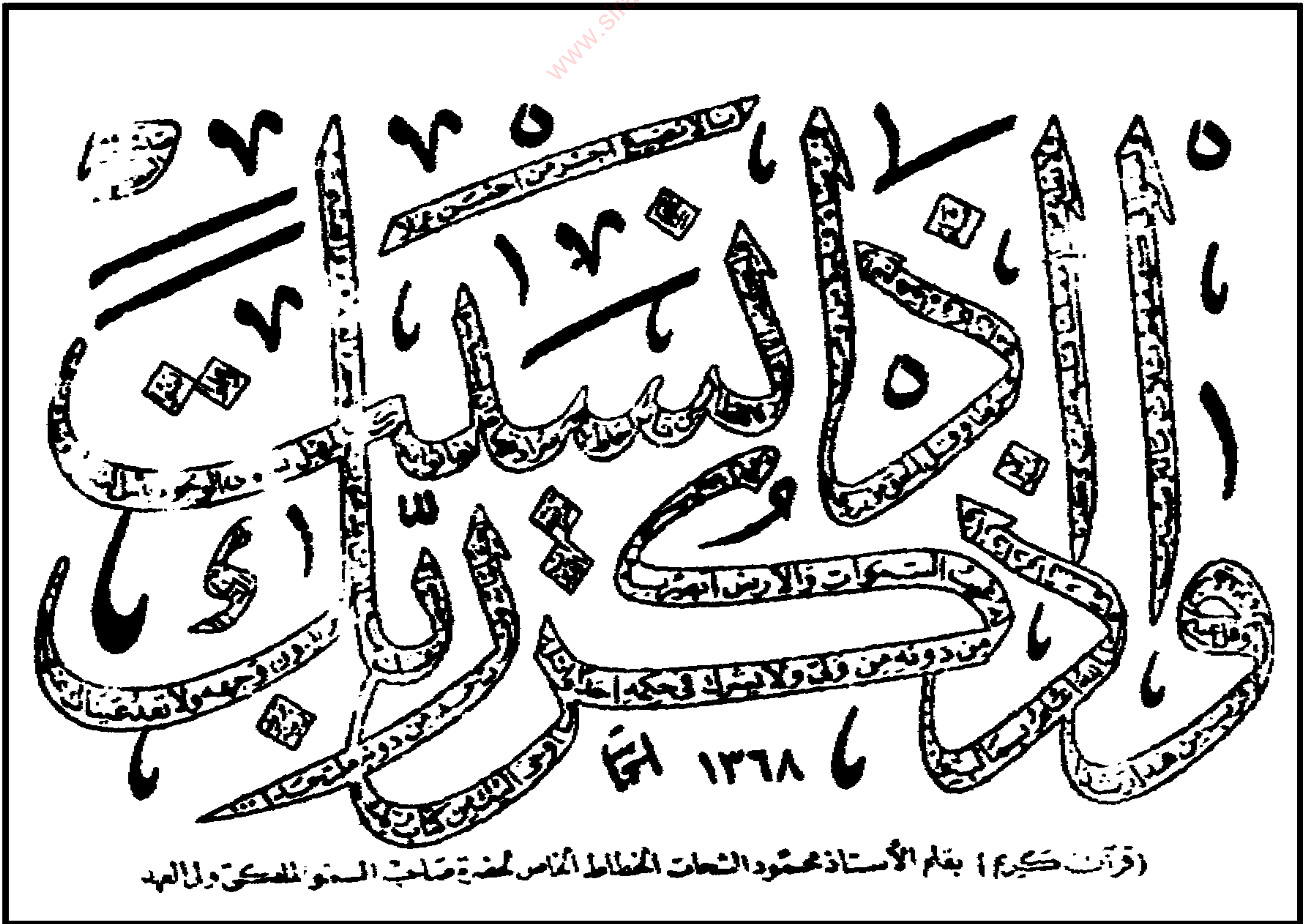
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "خذوا زینتکم عند کل مسجد۔" ہر نماز کے وقت زینت کی چیزیں پہن لیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "اللہ احق ان یزین لہ۔" اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے زینت کی جائے۔ (بیہقی) یہ بھی

ارشاد ہے کہ جس کے پاس دو کپڑے ہوں وہ دونوں کپڑے پہن کر نماز پڑھے۔ (بہشتی) یعنی قمیص اور پاجامہ۔ خالی بنیان پہن کر نماز پڑھنا بدتندبی ہے۔ پھر کندھے بھی نہیں ڈھکتے۔ بعض لوگ کہتی یا بانو پکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ خلاف سنت ہے۔ طائی پکڑنا سنت ہے۔ (ابوداؤد) بعض لوگ ہاتھوں کو اتنا اوپر اور بے ہنگم طریقے سے باندھتے ہیں کہ عجیب معلیت بن جاتی ہے۔ پھر کندھوں کو اوپر کر کے کانوں سے ملا لیتے ہیں۔ یہ بڑا مکروہ منظر ہوتا ہے ہاتھوں کو سینے پر یعنی دل کے قریب رکھنا چاہیئے۔ کندھے نیچے ہونے چاہئیں۔ نماز میں سکون ہونا چاہیئے۔ (صحیح مسلم) ہاتھ سکون و وقار سے اٹھیں اور کانوں کے قریب پہنچ کر ساکن ہو جانے چاہئیں۔ نہ یہ کہ ناف تک اٹھیں یا جیسے کوئی مکھی مار رہا ہے۔ یا جیسے سرکش گھوڑوں کی دمیں اٹھتی ہیں۔ یا جیسے کوئی ہاتھ پھینک رہا ہے۔ ٹانگوں کے درمیان موزوں فاصلہ ہو۔ ٹانگیں نہ چیریں۔ جماعت میں پیر کو صرف اس آدمی سے ملائیں جو امام کے زیادہ قریب ہو۔ دونوں طرف ملانے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ فاصلہ زیادہ ہو جائے گا۔ کندھے نہیں ملیں گے۔ آپ کے دوسرے پیر سے آپ کے پاس والا آدمی ملانے گا۔ سجدہ میں جاتے وقت ایک دم دھڑ سے نہ جا پڑیں۔ وقار کے ساتھ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر پہلے گھٹنے ٹکائیں اور اٹھتے وقت اس کا عکس۔ العجات میں بعض لوگ انگشت شہادت کو بڑے زور سے گھماتے ہیں۔ یہ بے ثبوت ہے۔ (دعاء کے وقت) آہستہ آہستہ ہلاتے ہیں۔ لیکن سلام تک اٹھائے رہیں۔ یہ سنت ہے۔ اور یہ سب کام اللہ کے خوش کرنے کے لئے کئے جائیں۔ آپ کا محط مورخہ ۱۱ اگست بھی پہنچا۔ بچے عورتیں جن مشکوں سے پانی لیتے ہیں۔ وہ مستعملہ کیسے بن سکتے ہیں۔ بچوں کے ہاتھ پاک ہیں تو پانی پاک ہے۔ عورت کے غسل یا وضو سے بچا ہوا پانی استعمال نہ کرنا چاہیئے اور وہ بھی غالباً نامحرم عورت کا بچا ہوا پانی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کا بچا ہوا پانی استعمال کر لیا کرتے تھے۔ مستعملہ پانی کا مسئلہ احناف کے ہاں ہے یعنی وضو یا غسل کرتے وقت جو پانی بدن سے لگ کر بہتا ہے وہ ناپاک ہے۔ اسی

بنام پروردگار ان قطرات کو بھی ناپاک کہتے ہیں جو وضو یا غسل کرتے وقت ہاتھ یا سر سے گرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں ہاتھ دھو کر ہی چلو بیا کرتے تھے، لہذا بوزدیں برتن میں ضرور پڑتی ہوں گی۔

فقط خادم

مسعود



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منجانب نواب

بخدمت شریف جناب محترم مسعود صاحب مدظلہ

اسلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ ادائی جواب میں بے حد تاخیر ہوئی۔ جس کی وجہ میری پریشانیاں ہیں۔ غلام اللہ ٹھٹھہ سے ۱۲ میل پر واقع ہے۔ کراچی یا سجاول دونوں طرف سے ٹھٹھہ آنا پڑتا ہے۔ پھر ٹھٹھہ سے جدابس جاتی ہے میں تقریباً ایک سال سے سجاول نہیں گیا اور نہ جانے کا خیال ہے۔ وہاں کے علماء و غیرہ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ وہاں کے علماء اور جہلاء میرے سخت مخالف ہو گئے ہیں اور یہاں تو مخالفت ہے ہی۔ میرے کراچی کے رشتہ دار سب مجھ سے الگ ہو گئے ہیں اور یہاں غلام اللہ میں ان صدی ملاؤں سے سخت جنگ ہو رہی ہے۔ ایک مولوی صاحب نے طیب کے لڑکے کے ذریعے ایک "منع فاتحہ خلف الامام" نامی کتاب بھیجی ہے، طیب کے لڑکے نے وہ کتاب لا کر چپکے سے طیب کے بکس میں رکھ دی۔ طیب نے اس کتاب کو پڑھا پھر میرے پاس لے آیا۔ وہ کتاب میں نے شروع سے لے کر آخر تک پڑھی، کتاب بڑی زبردستی ہے۔ دو تین دن تک طیب بھی اس کتاب سے کافی متاثر نظر آئے۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے سمجھل گئے۔ مجھے تو اس کتاب کا اور کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ میں نے جواب میں لکھا کہ فاتحہ خلف الامام منع ہے تو پھر شافعی کیوں پڑھتے اور فرض سمجھتے ہیں اور تم ان کو اپنا حقیقی بھائی کیوں تسلیم کرتے ہو۔ وہ پڑھیں تو جائز اور ہم پڑھیں تو ناجائز۔ یہ کیسی منطق ہے۔ پہلے اپنے بھائی کو اس فعل ناجائز سے روکو، پھر ہم سے الجھنا۔ اب اس کتاب کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں کتاب یوں شروع ہوتی ہے :-

”سیدنا امام اعظمؒ کے صدقے میں کتاب شروع کرتا ہوں۔ بائیس احادیث

مستند اور سینکڑوں اقوال صحابہ و عمل صحابہ لکھے جاتے ہیں۔ ثبوت سنت اتح کی سات حدیثیں ہیں۔ جو ایک دوسری سے متضاد ہیں۔ تم بخاری شریف کے متعلق دعویٰ تو بڑا لبا چوڑا کرتے ہو، مگر امتحان کے وقت میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہو۔ بخاری کو چھوڑ کر بہت سی کاسارا لیتے ہو۔ آپ کی مثال اس آیت میں موجود ہے۔ اَفْتَوْهُمْ نُونٍ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ، پارہ اول۔ ایک جگہ لکھتا ہے کہ تم اعتراض کرتے ہو کہ معمر نے جو حدیث بخاری میں روایت کی ہے۔ وہ وہی تھی۔ بھلا امام بخاری نے وہی کی روایت کیوں نقل کی۔ کیا ان کو اس کا حال معلوم نہ تھا۔ حدیث نمبر ۳ عمرو بن شعیب میں صرف فاتحہ اور علاوہ کی ممانعت ہے۔ حدیث نمبر ۴ میں فاتحہ اور اس سے زیادہ کا حکم ہے۔ ان چاروں حدیثوں میں احکام مختلف اور جدا گانہ ہیں۔ اس کے علاوہ نمبر ۵ میں حضرت ابو ہریرہ کی دل میں پڑھنے کی ہے۔ نمبر ۶ میں جو امام بخاری کی سکتہ میں پڑھنے کی ہے۔ ساتویں میں جو حضرت علیؓ کی ہے اس میں امام کے پیچھے ناز بتری میں دوسریں پڑھنے کا ذکر ہے اب یہ سات حدیثیں ہیں جو الگ الگ حکم دیتی ہیں۔ آپ کا عمل کس حدیث پر ہے؟ عمل تو ایک ہی پر ہو گا تو تم چچے کے تارک ہوئے۔ تو پھر کس فتا عدے سے عامل بالحدیث بن گئے۔ حدیثوں کی روشنی میں تمہارا دعویٰ باطل ثابت ہو رہا ہے۔ حدیث عبادہ میں مقتدی کا ذکر نہیں ہے۔ تم نام نہاد باطل دعویٰ کرنے والے لکھتے ہو کہ یہ غلط ہے جب دلیل عام ہوتی ہے تو اس کے تمام اسناد اس میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں امام مقتدی منفرد سب داخل ہیں۔ حدیث عبادہ میں تو تم نے تینوں کو داخل کر لیا۔ کیوں کہ تم کو دماں اس کی ضرورت تھی اور حدیث عمرو بن شعیب میں مقتدی کو علیحدہ کر دیا۔ کیوں کہ یہاں تم کو اس کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے دلیل خاص ہوئی یہ تمہارے گھرے ہوئے خواص ہیں جس کو چاہا عام کر دیا، جس کو چاہا خاص کر دیا۔ حالاں کہ عمرو بن شعیب کی حدیث میں امام مقتدی منفرد کا ذکر نہیں ہے۔ یہ تمہارا اپنا اجتہاد ہے۔

تمہاری اپنی خواہش کی اتباع ہے حدیث نمبر ۴ کو کہتے ہو کہ ضعیف ہے حالانکہ تمہاری عقل، تمہارا ایمان ضعیف ہے۔ حالانکہ یہ بخاری کی حدیث ہے جس کے تم پیرو ہو۔ اگر جزء القراءة بخاری کی حدیثوں کو غلط بتاؤ گے تو امام بخاری کی کتاب کا نام نلفظ صحیح بدل دینا ہو گا۔ پھر اس کے بعد کون سی کتاب صحیح ہوگی جس کو تم صحیح بتاؤ گے۔ حدیث نمبر ۵ میں کہتے ہو کہ سنن ابو ہریرہ کو مدینہ کی گلیوں میں منادی کا حکم نہیں تھا۔ ذرا دیکھو جزء القراءة بخاری ص ۱۹: قال ابو عثمان النهدي ناسمعت ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج مناديا في المدينة ان لا صلوة الا بقرآن ولو بفاخرة الكتاب فما زاد و دیکھو مدینہ میں منادی کا حکم تھا یا کان پور میں۔ روایت نمبر ۶ کے بارے میں کہتے ہو کہ امام بخاری کے زمانے میں تو پہلے ایسا دلی نماز نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ تکبیر تحریمہ اور قراۃ کے درمیان سکتہ ہوتا تھا حالانکہ یہ دنا ثنا امام اور مقتدی دونوں کے لئے ہے۔ ہمارا امام تمہاری طرح مستہزی کا تابع نہیں ہوتا۔ بلکہ مقتدی امام کے تابع ہوتا ہے نماز میں رکوع اور سجدہ میں تین بار تسبیح واجب ہے۔ دیکھو حجة البالغہ ص ۳۱ میں۔ مگر آپ کی شریعت جدا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی جو بہت عبادت کرے گی یعنی لمبے رکوع اور سجود کرے گی۔ تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نماز روزوں سے حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے ایسے نکل بائیں گے جیسے تیر شانہ نے نکل جاتا ہے۔ اسی لئے ہم اہل سنت جماعت سنت کے مطابق رکوع سجدہ کرتے ہیں۔ کیوں کہ جماعت میں ضعیف کمزور سب ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے آقلے نامدار نے ہلکی نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ مسبوق کے بارے میں یہ کہتے ہو کہ جب امام رکوع میں جائے تو مسبوق نہ جائے۔ بلکہ جلدی سے فاتحہ پڑھ کے پوری کر لے پھر جائے حالانکہ ہمارے آقلے نامدار کا حکم ہے کہ امام کی اقتداء کرو۔ امام اسی لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ بسبب وہ رکوع کرتے تو تم بھی رکوع کر دو۔

جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ قرائت کرے تو خاموش رہو مگر تم گندم نما جو فروش اپنا اجتنا دچلوانے ہو۔ صحابہ کرامؓ سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے لیکن یہ آیت نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو۔ تب چھوڑ دیا۔ پہلے نماز میں صحابہ کرامؓ آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے جمعوہ کے خطبہ میں امامؓ عزید نے بازار جایا کرتے تھے، تو آیت پارہ ۲۸ رکوع ۱۲ میں نازل ہوئی اور منع کیا گیا۔ دیکھو پارہ اول رکوع ۱۸ جس میں دونوں فعلوں سے روکا گیا ہے فاتحہ کی سورت میں واضح دلیل قول امام احمدؒ میں دیکھو حضرت ابو ہریرہؓ فاتحہ کو دل میں پڑھنے کا حکم دیتے ہیں کہ آیت سورہ اعراف کا احترام تھا علامہ عینی شرح بخاری ص ۶۳ جلد سوم میں لکھتے ہیں یعنی شیخ عبد اللہ بن یعقوب نے کتاب کشف الابرار میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ ان کے باپ زید بن اسلم نے کہا کہ اصحاب حضورؐ سے دس صحابی قرائت فاتحہ خلف الامام سے سخت منع کرتے تھے ۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ ۲۔ حضرت عمرؓ ۳۔ حضرت عثمانؓ ۴۔ حضرت علیؓ ۵۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ ۶۔ حضرت سعد بن وقاصؓ ۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ۸۔ حضرت ثوبانؓ ۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ۔ مگر تم لوگوں کی مثال اس آیت کے مصداق ہے: وان یروا کل ایتة لایؤمنوا بها وان یروا سبیل الرشدا لایتخذوه سبیلًا۔ تم علم کا بتورہ ہو۔ صرف دلیلوں کو ضعیف کہنا جانتے ہو۔ ایک طرف عینی کے قول کو ضعیف کہتے ہو۔ دوسری طرف اسی کے قول کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہو۔ اقتباسات ختم ہوتے۔

ان خیالوں میں الجھا ہوا تھا کہ میرے داماد کا خط ملا جس کے پڑھنے سے بڑی کوفت ہوئی۔ اس نے اس طرح لکھا کہ گویا اس کو مجھ سے کوئی لگاؤ ہی نہیں ہے اس خط کے لغافہ پر مدرسہ ہاشمیہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نے خط یوں شروع کیا:

”جناب عالی! آپ ہم اخاف کو رفع الیدین نہ کرنے پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ بیسیوں حدیثوں میں ترک رفع الیدین ثابت ہے۔ میں چند حدیثیں آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اگر چاہو تو اور بھی بھیج سکتا ہوں۔ آپ ان حدیثوں کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ متروک شدہ چیز پر اصرار کر کے امت میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔ آپ بھی ان حدیثوں پر عمل کر کے رفع یدین ترک کر دیجئے تو امت محمدی انتشار سے بچ جائے گی اور ہم کو خوشی ہوگی۔ وغیرہ“ خط کا مضمون ختم ہوا۔ آپ ان کو دیکھئے اور پھر مجھے لکھئے کہ کیا یہ احادیث صحیح ہیں۔ میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے میں نے خط و کتابت بند کر دی ہے۔ یہ بھی مجھے لکھئے کہ جس طرح حنفی چاروں اماموں کے مذہبوں کو حق پر سمجھتے ہیں۔ کیا شافعی وغیرہ بھی ان کو حق پر سمجھتے ہیں.....

پھر دوسرے دن مجھے گوجرانوالہ سے فیض علی شاہ حنفی عالم کا خط موصول ہوا۔ یہ عالم پہلے سجادوں میں تھا۔ جس نے مجھ سے ایک خط آپ کو لکھوایا تھا کہ حنفی مذہب تنکوں کا بنا ہوا نہیں ہے اور مدلل جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن پھر جواب نہ دے سکا۔ پھر وہ سجادوں سے چلا گیا تھا۔ اب پورے ایک سال کے بعد گوجرانوالہ سے خط لکھا ہے کہ ”غیر متقدم کا جواب تقلید تو اس موضوع پر معلومات کرنے سے بہت مواد ملا۔ مگر مجھے فرصت نہیں ہے کہ جواب دے سکوں۔ ادھر مولوی اشرف نے حقیقۃ الفقہ کتاب کے جواب میں اعلان کیا کہ اس کتاب میں جس قدر حوالجات ہماری فقہ کی کتابوں کے دیئے گئے ہیں وہ سارے حوالجات غلط ہیں۔ ہماری فقہ کی کتابوں میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ محض ہم اہل سنت جماعت پر ہتھان ہے وغیرہ۔ براہ کرم روشنی ڈالئے کہ کیا یہ حوالجات غلط ہیں؟“

غرض آج کل یہی طوفان بدتمیزی میرے چاروں طرف اٹھ رہا ہے اور مجھ پر چاروں طرف سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ حنفی عالم میرے پاس ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی چلا آتا

ہے اور بحث و مباحثہ کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں میرے متعلق نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ کوئی مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ بعض دفعہ ایسا گھبرا جاتا ہوں کہ چاہتا ہوں کہ بھاگ جاؤں عجیب محضے میں پھنسا ہوں۔ پریشانیوں سے دماغ اس قابل نہیں رہا کہ دل جمعی سے بحث و مباحثہ کر سکوں۔ آپ ہمارے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ اب میں چند سوالات آپ سے کرتا ہوں۔ براہ کرم تفصیلی جواب دیجئے:-

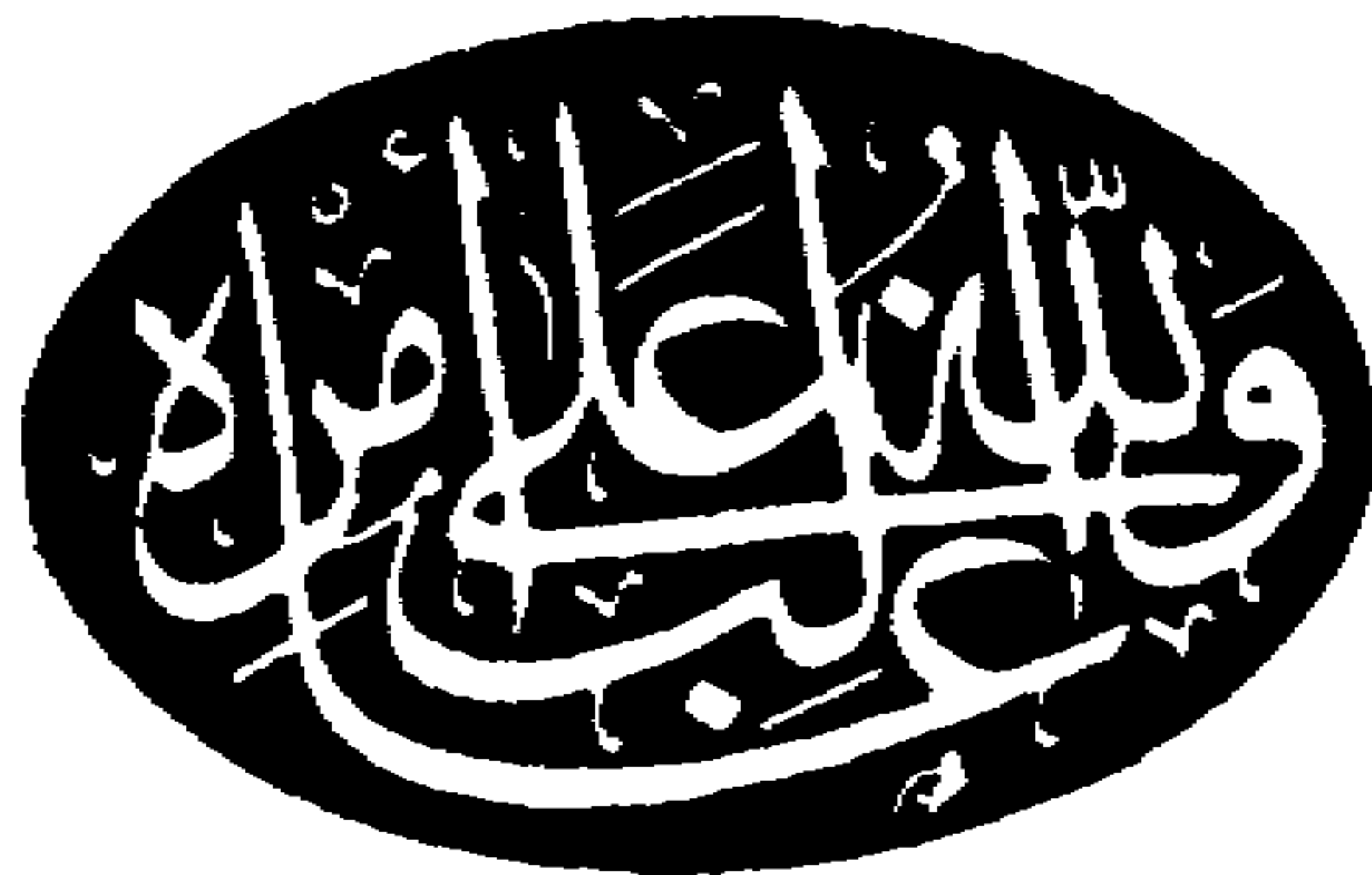
- ۱۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ علماء و ارث انبیاء ہیں تو اس سے کیا مراد ہے؟
- ۲۔ طحاوی شریف، دارقطنی، نیل الاوطار، کیا یہ کتابیں مستند ہیں؟ کیا ان کی حدیثیں صحیح ہیں۔ دینی، ترغیب و ترہیب۔
- ۳۔ دلائل الخیرات کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۴۔ تفسیر قرآن سے کیا مراد ہے۔ ترجمہ پر مبنی یا تفسیر پر تفسیر میں جو کچھ ہوتا ہے کیا اس کو صحیح مان لیا جائے؟
- ۵۔ شرح حدیث سے کیا مراد ہے۔ حدیث کے ترجمہ معنی پر عمل کریں یا شرح دیکھنی ضروری ہے۔ اگر بغیر شرح دیکھے عمل نہیں کیا جائے گا تو پھر کس کی شرح مستند ہے

۶۔ ابو داؤد میں رفع الیدین کے باب میں علامہ وحید الزمان صاحب نے لکھا ہے کہ رفع الیدین مستحب ہے فرض و واجب نہیں ہے۔ اس کا کیا یہ مطلب نہیں ہوا کہ اگر نہ کریں تو نماز ہو گئی۔

ابو داؤد جو ابھی نئی سیر اینڈ سنز والوں نے شائع کی ہے، جگہ جگہ علامہ وحید الزمان صاحب کی شرح کے نیچے نوٹ لکھا ہے کہ یہ آپ کا قول ہے جو غیر مستند ہے۔ اس طرح ایک جگہ طلوع آفتاب سے قبل ایک رکعت ملنے سے فجر کی نماز ہو جانے کے بارے میں علامہ نے لکھا کہ حنفیوں کا اجتہاد اس کے خلاف ہے جو غلط ہے۔ ان کو اس حدیث کی روشنی میں اپنے

امام کا قول ترک کر دینا چاہیئے۔ جو دلیل حنفی پیش کرتے ہیں وہ اس حدیث کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس پر عبید صاحب نے نیچے نوٹ لکھا ہے کہ وہ دلیل بھی مکمل دیتے تاکہ فیصلہ ہو جاتا کہ آپ سچ کہتے ہیں یا حنفی۔ اس کا کیا مطلب ہے اور وہ کون سی دلیل ہے جو حنفی پیش کرتے ہیں اور اس طرح نوٹ لکھنے سے کیا حدیثوں کے بارے میں شک و شبہ نہیں پیدا ہو جاتا۔ ساری سنن ابو داؤد شریف میں اس طرح نوٹ ڈال کر علامہ کی شرح کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ فقط

نواب ۱۷/۹/۴۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی مکرمی جناب نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
چکالہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ بروز اتوار

اما بعد! آپ کا خط مؤرخہ ۱۱ ستمبر وصول ہو کر کاشفِ حالات ہوا۔

احادیث صحیحہ میں کوئی تضاد نہیں ہر صحیح حدیث قابلِ عمل ہے

اب آپ کے سوالات کے جوابات لکھا ہوں۔ وبالله التوفیق۔

سوال ۱۔ ثبوت فائتہ کی سات حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں؟

جواب۔ بالکل غلط ہے، کوئی تضاد نہیں ہے

سوال ۲۔ تم ایک حدیث پر عمل کرتے ہو اور چھ کے تارک ہو؟

جواب۔ ساتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ لہذا ہمارا عمل سب پر ہے۔ ہمارے ہاں

یہ اصول ہے ہی نہیں کہ آیات و احادیث کو ٹکرا کر ان آیات و احادیث

کو ساقط کر دیں، کوئی بھی عمل کے قابل نہ ہے۔ ”اذا تعارضتا ساقطا“

یہ حنفیوں کا اصول ہے۔

سوال ۳۔ بخاری کو چھوڑ کر بیہقی کا سہارا لیتے ہو؟

جواب۔ بخاری کو چھوڑنے کا الزام غلط ہے۔ ہاں ہمیں کسی امام سے بغض نہیں

اگر امام بیہقی بھی کوئی صحیح حدیث روایت کرتے ہیں تو ہم اسے قبول

کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ ہمارے خصم کی حدیث ہے۔ ہم اس

کو رد کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر بظاہر تضاد بھی ہو جائے تو

تطبیق دے کر دونوں صحیح امادیت پر عمل کرتے ہیں۔ ساقط کسی کو نہیں کرتے
سوال ۴۔ تم اعتراض کرتے ہو کہ معمر نے جو حدیث بخاری میں روایت کی ہے
وہ وہی تھی۔ بھلا امام بخاری نے وہی کی روایت کیوں نقل کی کیا ان
کو اس کا حال معلوم نہ تھا؟

جواب۔ معمر کے وہم کی طرف امام بخاریؒ ہی نے اشارہ فرمایا ہے۔ وہ لکھتے
ہیں: وَعَامَّةُ الثَّقَاتِ لَوِيتَابِعُ مَعْمَرًا فِي قَوْلِهِ فَصَاعِدًا مَعَ أَنَّهُ
قَدْ اثْبَتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقَوْلَهُ فَصَاعِدًا غَيْرَ مَعْرُوفٍ۔ یعنی عام
ثقات اہل حدیث معمر کے قول فصاعدا کی متابعت نہیں کرتے۔ حالانکہ سورہ فاتحہ
کا وجوب تو ثابت ہے لیکن فصاعدا غیر معروف ہے۔ (کتاب القراءات ص ۳) امام بخاری
کے اس قول سے ثابت ہوا کہ معمر کا انفرادی ہے۔ تمام ثقہ محدثین نے یہ جملہ کہ "سورہ فاتحہ
کے علاوہ بھی پڑھنا فرض ہے" روایت نہیں کیا۔ لہذا اس جملہ میں شذوذ واقع ہوا۔
دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ معمر کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اتنا ہی
جتنا امام بخاریؒ نے لکھا ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے اس جملہ فصاعدا کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے
دونوں حدیثوں میں تطبیق دے دی ہے اور دونوں کو قابل عمل بنا کر پیش کر دیا ہے کسی
کو ساقط نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ اَلَا اِنْ يَكُونُ كَقَوْلِهِ لَا يَقْطَعُ الْيَدَ اِلَّا
فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا وَقَدْ يَقْطَعُ الْيَدَ فِي دِينَارٍ وَفِي اَكْثَرِ مِنْ دِينَارٍ
یہ اس حدیث کے مثل ہو سکتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر ربع دینار یا اس سے زیادہ کی چوری میں اور تحقیق ہاتھ دینار میں بھی
کاٹا جاتا ہے اور دینار سے زیادہ میں بھی (کتاب القراءات ص ۳) گویا جس طرح چوتھائی
دینار کم سے کم چوری کی مقدار ہے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اس سے کم پر نہیں اسی طرح
سورہ فاتحہ کم سے کم مقدار ہے جس سے نماز ہوتی ہے۔ اس سے کم ہو تو نماز نہ ہوگی۔ یا

پھر اس سے زیادہ ہو تو ہو جائے گی جس طرح چوتھائی دینار سے زیادہ کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ کے نزدیک "فصاعدا" کا یہ مطلب ہے، کتنی اچھی تطبیق ہے۔

سوال ۵۔ عمرو بن شعیبؒ کی حدیث میں صرف فاتحہ کا حکم اور علاوہ کی ممانعت ہے۔

جواب۔ عمرو بن شعیبؒ کی حدیث یہ ہے۔ کل صلوٰۃ لایقرأ فیہا بام الكتاب فہی مخدجۃ یعنی ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے، ناکارہ ہے۔ (کتاب القراءت ص ۱۱) اس میں تو علاوہ کی ممانعت کہیں نہیں ہے۔ ہاں حکم صرف فاتحہ کا ہے۔ اس لئے کہ وہ نماز کا جزو لازم ہے۔ اس کو ترک کیا ہی نہیں جاسکتا۔

سوال ۶۔ حدیث نمبر ۴ میں فاتحہ اور اس سے زیادہ کا حکم ہے؟

جواب۔ ہمیں زیادہ کا حکم بھی تسلیم ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فاتحہ ہر حال میں ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ زیادہ پڑھنا ہر حال میں ہر ایک کے لئے ضروری نہیں ہے مقتدی کے لئے صرف سورہ فاتحہ لازمی ہے۔ زیادہ پڑھنا لازمی نہیں۔ بلکہ امام کی ہر قرات کے دوران پڑھنے کی ممانعت ہے۔

سوال ۷۔ اس کے علاوہ حدیث نمبر ۵ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی دل میں پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں مقتدی کا ذکر صراحتاً موجود ہے۔ لہذا مقتدی کو دل ہی میں پڑھنا چاہیئے۔ بلند آواز سے پڑھنے کے لئے کون کہتا ہے۔ اور کس حدیث میں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے جس سے یہ حدیث ٹکراتی ہو، بلکہ اویث میں مقتدی کو بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ لہذا سب احادیث

ایک دوسرے کی موافقت کرتی ہیں۔ مگر اذتہ توفیق کی کرشمہ سازی ہے۔

سوال ۸۔ حدیث نمبر ۶ میں سکتہ میں پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب۔ بالکل ٹھیک ہے۔ مقتدی کو امام کے سکتوں میں پڑھنا چاہیے اور جب امام پڑھے تو اس کو سننا چاہیے۔ ہمارا اسی پر عمل ہے۔

سوال ۹۔ حضرت علیؑ کی حدیث ۷ میں امام کے پیچھے سری نماز میں دو سورتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔

جواب۔ بالکل ٹھیک ہے۔ مقتدی سری رکعات میں فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت بھی پڑھ سکتا ہے۔ حضرت علیؑ کے الفاظ یہ ہیں: اذا لم يجد جهر الا امام في الصلوة فاقرا بأم الكتاب وسورة أخرى الخ یعنی جب امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ بھی پڑھو اور سورۃ بھی اور آخری رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھو۔

سوال ۱۰۔ اب یہ سات حدیثیں ہیں جو الگ الگ حکم دیتی ہیں۔ آپ کا عمل کس حدیث پر ہے۔

جواب۔ ہمارا عمل ساتوں پر ہے۔ ہر ایک حدیث کا الگ محل ہے۔ سورۃ فاتحہ ہر شخص کے لئے لازمی ہے (حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرہ) امام و منفرد کو سورۃ فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھنا چاہیے۔ (حدیث ابوسعیدؓ و ابوہریرہؓ وغیرہ) مقتدی کو جہری رکعات میں سورۃ فاتحہ سے زیادہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ (حدیث عبادہؓ وغیرہ) مقتدی کو بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیے۔ بلکہ دل میں پڑھنا چاہیے۔ (حدیث ابوہریرہؓ وغیرہ) مقتدی کو سری رکعات میں فاتحہ پڑھنی چاہیے اور دوسری سورت بھی (حدیث علیؓ) مقتدی کو جہری رکعات میں بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ (حدیث عبادہؓ وغیرہ) لیکن امام کے ساتھ ساتھ نہیں بلکہ امام کے سکتات میں (حدیث سکتہ) تمام امام

اپنے اپنے محل پر ہیں کسی میں کوئی تعارض نہیں۔ سب پر عمل کرنا شانِ ایمان ہے۔
سوال ۱۱۔ حدیث عبادۃ میں مقتدی کا ذکر نہیں۔

جواب۔ حدیث عبادۃ میں خطاب ہی آپ نے مقتدیوں سے فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: لَا تَقْرُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جِئْتُمُ الْآبَاتِ الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا۔ یعنی جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو سوائے سورۃ فاتحہ کے اس لئے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد)

سوال ۱۲۔ حدیث عبادۃ میں تو تم نے تینوں کو داخل کر دیا کیونکہ تم کو وہاں اس کی ضرورت تھی۔ اور حدیث عمرو بن شعیب میں مقتدی کو علیحدہ کر دیا۔ کیوں کہ یہاں تم کو اس کی ضرورت نہ تھی۔

جواب۔ حدیث عبادۃ میں حکم عام ہے اور خطاب خاص ہے۔ لہذا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مقتدی اور غیر مقتدی کو اس میں شامل کر دیا۔ ہمارا کیا تصور ہے؟ حدیث عمرو بن شعیب میں اگرچہ حکم عام ہے لیکن عبادۃ کی حدیث نے جو نبرا میں اوپر درج کی گئی ہے مقتدی کو اس سے علیحدہ کر دیا۔ لہذا یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی سے ہم نے خاص کیا۔ ہم خود کچھ نہیں کرتے جو آپ کہہ دیتے ہیں ہم تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہم قیاس آرائی نہیں کرتے۔ حدیث سے حدیث کو خاص کرتے ہیں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ پھر عمرو بن شعیب کی حدیث میں دوسری سورت کا ذکر ہی کہاں ہے؟ یہ حدیث ۵ میں اوپر درج ہے۔ اس میں صرف سورۃ فاتحہ کا ذکر ہے۔ یعنی اس میں اور حدیث عبادۃ میں کوئی فرق ہی نہیں۔ ایک ہی مضمون ہے۔ لہذا اعتراض ہی لغو ہے۔ غالباً ان کا اشارہ حدیث ابوسعید رضی کی طرف ہے جو مدینہ میں مذکور ہے۔ جواب اس کا وہی ہے جو اوپر نقل ہوا ہے۔ یعنی مقتدی کو اس سے

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی خاص کر دیا ہے اور وہ یہ کہ مقتدی بعض حالات میں تو سورۃ پڑھ سکتا ہے اور بعض حالات میں نہیں۔ (حدیث بخاری و حدیث علیؑ)

سوال (۱۳)۔ حدیث نمبر ۴۸۰۰ کہتے ہو کہ ضعیف ہے۔ حالانکہ یہ بخاری کی حدیث ہے جس کے تم پیرو ہو؟

جواب۔ ہم ضعیف نہیں کہتے بلکہ حدیث بخاری سے اس کو خاص کرتے ہیں۔ مصنف کا بخاری کی حدیث سے کیا مطلب ہے۔ اگر اس سے صحیح بخاری مراد ہے، تو بالکل غلط ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں، بلکہ جزء القرائت میں ہے۔ یہ امام بخاری کی دوسری کتاب ہے۔ امام بخاری نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جو درجہ صحیح بخاری کو ملا وہ کسی اور کو نہیں، بہر حال ہم تو ہر صحیح حدیث کے پیرو ہیں خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

سوال ۱۴۔ اگر جزء القرائت کی حدیثوں کو غلط بتاؤ گے تو امام بخاری کی کتاب کا نام لفظ صحیح بدلنا ہوگا۔

جواب۔ جزء القرائت کی حدیث ضعیف ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث ضعیف ہوگئی صحیح کی شرط تو صرف صحیح بخاری کے لئے ہے۔ جزء امام بخاری کی دوسری کتابوں میں ضعیف حدیثیں بھی ہوتی ہیں۔ یہ عجیب منطقی ہے کہ فلاں کتاب میں حدیث ضعیف ہے تو صحیح بخاری ضعیف ہوگئی ہے۔ یہ محض دھوکا دیا گیا ہے اور جاہل ہی اس سے دھوکا کھا سکتے ہیں نہ کہ غام، اور مقصد یہی ہے اور کچھ نہیں۔

سوال ۱۵۔ حدیث ۵۰۰ کے متعلق کہتے ہو کہ ابو ہریرہؓ کو مدینہ کی گلیوں میں منادی کا حکم نہیں تھا؟

جواب۔ کون کہتا ہے؟

سوال ۱۶۔ ہمارا امام تمھاری طرح مقتدی کا تابع نہیں ہوتا؟

جواب۔ تمھارے یہاں بھی امام تابع ہوتا ہے۔ تم ہی نے آگے جا کر لکھا ہے کہ

جماعت میں کمزور ضعیف سب ہوتے ہیں۔ لہذا امام پہلی نماز پڑھنے سے یہ مقتدی کی تابعیت نہیں تو اور کیا ہے۔ تم ہی کہتے ہو کہ امام کے لئے منسوب ہونے کے پانچ مرتبہ تسمیعات پڑھے تاکہ مقتدی باسانی تین مرتبہ پڑھ سکیں۔ خود نحر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی غوریت کا لحاظ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں میں نماز کو طول دینا چاہتا ہوں لیکن بچے کے بٹنے کی آواز کان میں آتی ہے تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں۔ مبادا اس کی ماں کی پریشانی کا باعث ہو (بخاری) لیجئے امام الائمہ امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تو تابع ہونے سے عار محسوس نہ کریں۔ لیکن جتنی امام کو عار محسوس ہوتی ہے آپ کی ظہر کی پہلی رکعت اتنی طویل ہوتی تھی کہ اقامت کے بعد جانے والا پیشاب پاخانہ کے لئے جاتا اور واپس آکر وضو کر کے پہلی رکعت میں شامل ہو جاتا۔ (بخاری) یہ کس کی تابعیت تھی۔ پھر عشاء کی نماز میں آپ لوگوں کا انتظار کرتے تھے۔ اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی پڑھ لیتے۔ اگر کم ہوتے تو تاخیر کر کے پڑھتے۔ پھر سکتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ لہذا امام پر لازم ہے کہ وہ سکتے کرے۔ اسے اب آپ مقتدی کی تابعیت کہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کہیں۔ ہم ایسے طعنوں سے نہیں ڈرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود سکتے کرتے تھے اور انہی سکتوں میں صحابہ سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (حدیث عمرو بن شعیب، کتاب القراءات امام بیہقی و حدیث سکتات عن سمروہ بن جندب، ابو داؤد وغیرہ) لہذا ان سکتوں کی رعایت برائے مقتدی ان اللہ کے رسول کی سنت ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہوئے نحر کرتے ہیں اور جو مقتدیوں کی رعایت نہ کرے یعنی مقتدیوں کی قراءات کے لئے سکتہ نہ کرے اسے بدعتی سمجھتے ہیں۔ سینے عبد اللہ بن عثمان فرماتے ہیں :-

قلت لسعيد بن جبيرة ائنا خلف الامام قال نعم و ان

سمعت قراءته ائنا هم قد احدثوا ما لم يکونوا

يُصْنَعُونَهُ إِنْ السَّلَفُ كَانَ إِذَا أُمَّ أَحَدُهُمُ النَّاسَ
كَتَبَتْهُمُ أَنْصَتَ حَقَّ يَظُنُّ أَنَّ مِنْ خَلْفِهِ قَدْ قَرَأَ
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَنْصَتُوا۔ یعنی میں نے مشورہ
تأبہی امام، سید بن جبیر سے پوچھا کیا میں امام کے پیچھے بھی قرأت کروں
نہ یا ہاں قرأت کرو۔ اگرچہ تم اس کی قرأت بھی سن رہے ہو۔ ان
لوگوں نے تو یہ بدعت نکالی ہے جو پہلے لوگ نہیں کرتے تھے۔ بے شک
ہمارے سلف (صحابہؓ) میں سے جب کوئی امام بنتا تھا تو جبکہ تحریر
کہ کر خاموش رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ یہ گمان کر لیتا تھا کہ اب سب
مقتدیوں نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہوگی تو پھر وہ قرأت شروع کرتا تھا اور
مقتدی خاموش رہتے تھے۔ ریز، القرات امام بخاری ص ۶۲

گویا تمام صحابہ کرام مقتدیوں کے تابع تھے۔ ان کی قرأت کے لئے طویل
سکتے کرتے تھے۔ الغرض مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
حکم، آپ کی سنت، آپ کے صحابہ کی سنت۔ اب جو اس پر عمل کرتا ہے وہ خوش قسمت
ہے اور جو عمل نہیں کرتا وہ بقول حضرت سید بدعتی ہے اور جو طعنہ بھی دے تو پھر وہ ذرا
دل کو ٹوٹل کر دیکھے کہ کیا کسی گوشہ میں ایمان کی کوئی ریق بھی باقی ہے یا نہیں؟

سوال ۱۷۔ حضور نے فرمایا کہ ایک قوم ہوگئی جسے رکوع سجود کرے گی..... الخ

جواب۔ آپ کا یہ فرمان خارجیوں کے متعلق ہے۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو پہچانا
اور ان کو تہ تیغ کیا۔

سوال ۱۸۔ تم یہ کہتے ہو کہ جب امام رکوع میں جائے تو مسبوق نہ جائے بلکہ جلدی
سے فاتحہ پڑھ کے رکوع کرے۔

جواب۔ غلط ہے۔ امام رکوع میں جائے تو فوراً رکوع میں جائے۔ ہاں تم یہ کہتے

ہو کہ امام نماز پڑھتا ہے تو پڑھنے دو۔ تم شل نہ ہو۔ بلکہ اپنی نماز شروع کر دو۔ یعنی سنت فجر۔ اچھا یہ بتاؤ کہ امام سلام پھیر دے تو مسبوق امام کی متابعت کرے یا نہیں؟ اگر نہیں کرے تو تمہارا عام قاعدہ کہاں گیا؟

سوال ۱۹۔ صحابہ کرام سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔ لیکن جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو، تب چھوڑ دیا۔

جواب۔ جھوٹ بے سند و بے ثبوت ہے۔ صحابہ کرامؓ تو سعید بن جبیرؓ کے زمانے میں بھی سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ان کے امام مقتدیوں کی قرات کے لئے طویل سکتے کرتے تھے۔ جیسا کہ اوپر ۱۶ میں گزرا۔

سوال ۲۰۔ کشف الابرار میں ہے کہ دس صحابی مثلاً خلفاء اربعہ وغیرہ فاتحہ خلف الامام سے منع کرتے تھے۔

جواب۔ جھوٹ ہے۔ کسی حدیث کی کتاب میں یہ روایت نہیں ہے کشف الابرار دالے نے من گھڑت بات لکھ کر دھوکا دیا ہے۔ یا انہوں نے غلط حوالہ دے کر عوام الناس کو دھوکہ دیا ہے۔

اس کتاب کے متعلق سوالات ختم ہو گئے۔ ایک دو مرتبہ شروع میں مجھے بھی ایسی کتابوں سے دھوکہ ہوا تھا۔ لیکن اب تو ہر چیز اللہ کے فضل و کرم سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اب میں یہ آسانی سمجھ جاتا ہوں کہ کہاں کہاں فریب سے کام لیا گیا ہے۔ مگر بیچارے جاہلوں کا کیا حشر ہوگا! انھیں کیا خبر کہ معاملہ کیا ہے؟ وہ تو کشف الابرار جیسی کتابوں کا نام سن کر ہی مرعوب ہو جاتے ہوں گے۔ ایسے جاہلوں کو متنبہ کرنا آپ کا اور ہمارا فرض ہے۔ آگے اللہ مالک ہے۔

رفع الیدین کے سلسلے میں جو احادیث آپ کے داماد نے لکھی ہیں ان کا جواب سنئے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو چھ جگہ لکھا ہے اور دھوکہ یہ دیا ہے گویا یہ چھ حدیثیں

ہیں۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا جواب پہلے کسی غریبے میں دے چکا ہوں۔ غالباً آپ کے پاس محفوظ ہوگا۔ امام ابن جہان نے لکھا ہے کہ اہل کوفہ کی یہ سب سے اچھی دلیل ہے حالانکہ یہ بھی بہت ضعیف ہے۔ اس میں کئی علّیّیں ہیں جو اسے باطل بنا رہی ہیں (زیل لایطہ) امام نووی نے لکھا ہے کہ اس کے منفع پر محدثین کا اتفاق ہے (خلاصہ) امام شافعیؒ، امام عبد اللہ بن مبارکؒ وغیرہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ امام بخاری نے اسے غیر محفوظ بتایا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا ہے۔ یہ حدیث ان معنوں اور ان لفظوں کے ساتھ صحیح نہیں۔ امام ترمذی نے اپنی موطا میں اس کو نقل نہیں کیا۔ حالانکہ یہ ان کی سب سے بڑی دلیل تھی اور کوفہ ہی میں پرورش پاری تھی۔ پھر یہ اگر صحیح بھی ہو تو اس میں عبد اللہ بن مسعودؓ کا انفرادی ہے اور یہ ان کی بھول ہے۔ اسی طرح چند اور بھولیں ان سے ہوئی ہیں مثلاً رکوع میں تسلیم کرنا، سجدہ میں ہاتھ بچھانا، جماعت میں دو مقتدیوں کو امام کے برابر کھڑا کرنا وغیرہ خود حنفی بھی یہ باتیں تسلیم نہیں کرتے۔ پس اسی طرح ہم عدم رفع تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ان کا بیان جمہور صحابہ کے بیان کے خلاف ہے۔ ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس مرتبہ رفع یدین ذکر کرتے ہوئے دیکھا، بے ثبوت ہے اور ان کا یہ کہنا کہ حضرت وائلؓ نے صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا بھی احادیث کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ابراہیم نخعی کے ان دونوں قولوں کی سخت تردید کی ہے ہم ایسے بے ثبوت اقوال سے مرعوب نہیں ہوتے، خواہ کہنے والا کوئی ہو۔

دوسری حدیث انہوں نے براء بن عازبؓ کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے ”ثم لا یعود“۔ پھر نہیں کرتے تھے۔ امام ابو داؤدؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام احمدؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث واہیات ہے۔ یزید بن ابی زیادؒ نے اس میں ”ثم لا یعود“ بڑھا دیا ہے۔ ایک ماہر ایک وہ اس جملہ کو بیان نہیں کرتے تھے۔ پھر کرنے لگے۔ امام سفیانؒ کہتے ہیں کہ میں نے

پہلے یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے سنی تھی۔ اس میں شہ لایعہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ تھا کہ آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے جب یزید لوٹے ہو گئے تو کوفہ والوں نے ان کو یہ لفظ تلقین کئے اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ تمام حفاظ حدیث جنہوں نے یہ حدیث یزید سے ان کی جوانی میں سنی تھی، یہ لفظ بیان نہیں کرتے۔ پھر ان میں سے چند حفاظ کے نام لکھے ہیں۔ امام ابو داؤد نے بھی یہی لکھا ہے اور انہوں نے بھی چند اور حفاظ کا نام تحریر کیا ہے۔ پھر ایک مرتبہ یزید نے علی بن عاصم کے سوال پر خود ان لفظوں کا انکار کیا ہے اور صاف کہا ہے کہ لا احفظہ۔ یہ مجھے یاد نہیں ہے، الغرض کوفہ والوں کی سازش سے وہ غلطی میں مبتلا ہو گئے اور ان لفظوں کو متن حدیث میں شامل کر دیا۔ اور اصلی الفاظ نکال دیئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ افسوس کہ اس حدیث کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

تیسری دلیل حضرت عمرؓ کا فعل ہے کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام بخاری لکھتے ہیں "قد روی عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر وجہ اند دفع۔" یعنی حضرت عمرؓ سے کئی سندوں سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء دفع الیدین بلخاری) ص ۲۵ امام حاکم نے بھی فرمایا ہے کہ عدم رفع کی روایت شاذ ہے۔ اس سے حجت قائم نہ ہوگی۔ لیکن یہ ہے کہ حضرت عمرؓ رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی عدم رفع کی روایت کو ثوری نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس میں شہ لایعہ نہیں ہے۔ ثور لایعہ کو صرف حسن بن عیاض نے روایت کیا ہے اور وہ متکلم فیہ ہیں ثوری ان سے اوثق ہیں۔ پھر اس میں شبہ انقطاع بھی ہے۔ حضرت عمرؓ کے تو بیٹے پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے (مسند امام احمد) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز سکھائی تو رفع یدین کیا۔ نماز کے بعد فرمایا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور اسی طرح پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ پھر صحابہ نے حضرت عمرؓ کی تصدیق کی۔ (بیہقی خلائیات) یہ روایت متصل اور صحیح ہے۔ (تہبیل القاری) امام تقی الدین کہتے ہیں۔ اس کے رجال معروف ہیں۔
 جو بھی دلیل حضرت علیؓ کا عدم رفع ہے۔

امام شافعی نے لکھا ہے کہ یہ ثابت نہیں۔ امام عثمان داری فرماتے ہیں: فہذا قد روی من ہذا الطريق الواہی۔ یہ وہابیات سند سے ہے۔ (بیہقی) امام بخاری نے اس پر جرح کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری (جو عدم رفع کے قائل مانے جاتے ہیں) نے اس حدیث کا انکار کیا ہے۔ (جزء دفع الیدین ص ۷) حضرت علیؓ تو خود رفع یدین کے راوی ہیں۔ ان کی صحیح روایت ابو داؤد و ترمذی میں ہے۔ آپ کے داماد نے یہی چار دلیلیں نقل کی ہیں۔ اب علی العموم ان کے متعلق امام بخاری اور تمام محدثین کا فیصلہ سنئے:۔ ولم یثبت عند اہل العلم عن أحد من اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لم یرفع یدیه۔ یعنی اہل علم کے نزدیک کسی صحابی کے ترک رفع یدین کی روایت ثابت نہیں۔ (جزء دفع الیدین ص ۷) آگے چل کر لکھتے ہیں۔ ولم یثبت عند اہل النظر ممن ادرکنا من اہل الحجاز و اہل العراق..... فلم یثبت عند أحد منهم علم فی ترک رفع الایدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عن أحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه لم یرفع یدیه۔ یعنی حجاز اور عراق کے جن اہل نظر سے ہماری ملاقات ہوئی، ان میں سے کسی نے بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم رفع کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں اور نہ کسی صحابی کے عدم رفع کے متعلق کوئی روایت ثابت ہوئی۔ لیجئے خود عراقی علما نے ان احادیث کو غیر ثابت مانا ہے۔ فلیتدبر۔

عدمِ رفع کی یہی چند احادیث تھیں جو انھوں نے نقل کیں۔ باقی احادیث
 سب موضوع ہیں یا بے محل ہیں۔ باقی جوابات ان شاء اللہ دوسرے خط میں
 دوں گا۔

فقط

مسعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مسعود

بخدمت مخدومی و مکرری جناب ذاب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چک لالہ، مودنہ، راکنہ بر ۶۲

امتہ ابعدا قبل ازیں ایک نفاذ ارسال کیا تھا ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔ اب آپ

کے باقی سوالات کے جوابات تحریر کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

سوال ۱۔ کیا شافعی وغیرہ بھی حنفیوں کو حق پر سمجھتے ہیں؟

جواب۔ یہ چاروں ایک دوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ ایک زمانہ تک بڑے

بحث و مباحثے اور آپس میں خونریزیاں ہوتی رہیں۔

سوال ۲۔ کتاب العلم المجدید آپ نے دیکھی ہے؟

جواب۔ یہ کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ تاہم تقلید پڑھی ہے اور اس میں جو سخت

کلمات آئے ہیں ان کا جواب خود مصنف نے تمہید میں دے دیا ہے۔ ان کے علمائے

آئیں گھڑیں۔ حدیثیں ٹھہریں اور ان کو اپنی کتابوں میں لکھا۔ اب اس کا جواب سوائے اس

کے وہ کیا دے سکتے ہیں کہ نہیں یہ آئیں اور حدیثیں گھڑیں نہیں گنتیں بلکہ موجود ہیں یا یہ ان علماء

سے ذہول ہو گیا۔ پہلا جواب تو قطعاً صحیح نہیں۔ دوسرے جواب کی گنجائش ہے۔ الغرض ان

علماء کا قرآن و حدیث سے نااہل ہونا ظاہر ہے۔ اب اگر اس کتاب میں کچھ ہوگا بھی تو وہ

بس اسی قدر کہ جاہلوں کو دھوکا دیا گیا ہوگا۔ بہر حال جواب تو ہر چیز کا ہوتا ہے غلط ہو یا صحیح۔

سوال ۳۔ کیا حقیقۃ الفقہ کے حوالے غلط ہیں؟

جواب۔ غلط نہیں ہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بعض حوالے عربی کتب میں ملتے ہوں

اس لئے کہ حنفی تراجم سے نقل کئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض اقتباسات ترجمہ کے ہوں

اسنام عربی کتاب کا مے دیا گیا ہوا اور یہ انھوں نے مقدمہ میں لکھ دیا ہے کہ کیوں کہ تراجم کے نام سے اکثر لوگ ناواقف ہیں اس لیے میں اصل کتاب کا نام لکھوں گا جو مشہور ہے اور سند ان تراجم سے ارد میں نقل کر دیں گا۔ ان حوالجات کا مقابلہ میں تراجم سے نہیں کر سکا۔ کیونکہ تراجم دستیاب نہیں ہوئے۔ عربی میں دیکھا تو صفحات بدل سکے۔ بہر حال کیونکہ میں فقہ کے مسائل سے واقف ہوں اس لیے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اکثر حوالے صحیح ہیں اور اسی بنا پر باقی حوالجات بھی جن سے میں واقف نہیں ہوں ضرور صحیح ہوں گے۔

سوال ۴۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ علماء وراثت انبیاء میں تو اس سے کیا مراد ہے۔؟

جواب۔ یہ ایک حدیث کا ترجمہ ہے۔ حدیث یہی میں اس کے آگے اس کی تشریح ہے۔ وانباء ورثوا العلم فمن أخذہ أخذ بحفظ وافر یعنی انبیاء وراثت میں علم چھوڑ جاتے ہیں پس جس نے یہ علم حاصل کیا اس نے بھر پور حصہ پایا۔ (ابوداؤد احمد داری) سوال ۵۔ طحاوی، دارقطنی... کیا یہ کتابیں مستند ہیں؟

جواب۔ کتب احادیث کے پانچ طبقات ہیں۔ پہلا طبقہ بخاری، مسلم اور موطا مالک پر مشتمل ہے۔ ان میں ختمی مسند حدیثیں ہیں سب بالکل صحیح ہیں۔ دوسرے طبقہ میں ابوداؤد، نسائی اور ترمذی شامل ہیں۔ اس طبقہ میں صحیح احادیث کی کثرت ہے اور کچھ حدیثیں ضعیف بھی ہیں۔ تیسرے طبقہ میں مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، طحاوی وغیرہ شامل ہیں ان میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ اکثر ضعیف ہیں اور بعض موضوع بھی ہیں۔ چوتھا طبقہ دہلی ابن عدی، شاہین وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس طبقہ میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ بعض ضعیف اور اکثر موضوع ہوتی ہیں۔ پانچواں طبقہ خرافات کا پلندہ ہے جن میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔ ان میں شاعرانہ ترانیاں، صوفیاء کے بیانات، میلاد خوانوں کی گیتیں، ہوتی ہیں۔ نیل الاوطار بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ یہ منتقی الاخبار کی شرح ہے۔ شارح ہر حدیث پر وضاحت سے بحث کرتے ہیں۔ صحیح ہے یا ضعیف، مطلب کیا ہے؟ وغیرہ

وغیرہ۔ ترغیب و ترہیب اسی نوعیت کی کتاب ہے جس نوعیت کی مشکوٰۃ شریف ہے ترغیب میں ہر قسم کی حدیثیں ہیں۔ لیکن امام منذری نے مقدمہ میں ہر حدیث کی صحت و ضعف کی علامت خود بتا دی ہے۔ لہذا دھوکا نہیں ہو سکتا۔ یہ کتاب بھی بہت عمدہ ہے۔ اور امام منذری کی تالیف ہے۔

سوال ۶۔ دلائل الخیرات کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ اس کا پڑھنا بدعت ہے۔

سوال ۷۔ تفسیر قرآن سے کیا مراد ہے ترجمہ پر بھروسہ کیا جائے یا تفسیر پر تفسیر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے کیا اسے صحیح مان لیا جائے؟

جواب۔ اصل چیز تو ترجمہ ہی ہے۔ اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے تفسیر اس ترجمہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے آیات کے معانی اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتے ہیں بعض لفظی ترجمے سمجھ میں نہیں آتے تو ان کی وضاحت کے لئے دوسری آیات احادیث شان نزول وغیرہ لکھے جاتے ہیں اور اس طرح اس آیت کا صحیح مفہوم سامنے آ جاتا ہے اور یہی اصل تفسیر ہے۔ باقی لن ترانیاں، نعتی موشگافیاں لغو اور گمراہ کن ہوتی ہیں۔ کتب تفسیر کی ہر بات صحیح نہیں ہوتی۔ بلکہ تفسیروں میں بعض احادیث موضوع بھی ہیں۔ اس وقت سب سے اچھی تفسیر نواب صدیق حسن خان کی تفسیر ہے یا پھر تفسیر احسن التفسیر۔

سوال ۸۔ شرح حدیث سے کیا مراد ہے۔ حدیث کے ترجمہ پر عمل کریں یا شرح

دیکھنی ضروری ہے؟

جواب۔ شرح سے مراد یہ ہے کہ اس کے مطالب و معانی پر بحث کی جائے۔ اس سلسلہ کی مختلف احادیث کو جمع کیا جائے۔ اگر ان میں تعارض ہو تو اس تعارض کو دفع کیا جائے اور ہر ایک کا موقع محل بتایا جائے۔ صحت و ضعف پر بحث کی جائے۔ شرح دیکھ لینا اچھا ہوتا ہے۔ درنہ صحیح بخاری و صحیح مسلم جیسی کتابوں کا تو صرف ترجمہ بھی کافی ہے نہ ان

بر صحت وضعف کا جھگڑا ہے۔ نہ نسخ و منسوخ کا جھگڑا۔ نسخ اور منسوخ صاف طور پر پہچانی جاتی ہیں۔ ہر چیز صاف ہے اور جو چیز ان کے خلاف ہے وہ یا تو ضعیف ہوتی ہے یا اس کا محض دوسرا ہوتا ہے۔ مستند شرحیں یہ ہیں۔ فتح الباری، نیل الاوطار وغیرہ۔

سوال ۹۔ علامہ وحید الزماں نے لکھا ہے کہ رفع یدین مستحب ہے۔ سند ضعیف و واجب نہیں۔

جواب :- یہ ان کی غلطی ہے۔ جب اس کا ترک نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ کسی صحابی سے، تو پھر ترک کیسے جائز ہوگا۔ عبد اللہ بن عمرؓ تو اس کے تارک کو نکیریاں مارا کرتے تھے۔ (کتاب رفع الیدین امام بخاری) حضرت عمر بن عبد العزیز جلیقہ راشد فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اس کے ترک پر (مدینہ منورہ میں) تنبیہ کی جاتی تھی (ان کا بچپن صحابہ کے دور میں گزرا تھا) واللہ اعلم (مذکور)

سوال ۱۰۔ سنن ابو داؤد میں نوٹ لکھ کر علامہ کی شرح کو رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیا ہمارے علمائے بھی اس کا کوئی جواب دیا ہے۔؟

جواب۔ روز نئی نئی کتابیں طبع ہوتی رہتی ہیں کس کس کا جواب لکھا جائے۔ اس قسم کی بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن وہ پھر بھی اپنے مسلک سے باز نہیں آتے۔ انہی لایعنی دلائل کو دہراتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ بغیر طاقت کے بندہ تو ناظر نہیں آتا۔ اور طاقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ علم ہے، اسے یہ لوگ پڑھتے نہیں۔ اپنی کتابیں پڑھتے ہیں بلکہ ان کے علماء انکو ہماری کتابوں سے پہلے ہی گرلا دیتے ہیں۔ لہذا پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال ۱۱۔ طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت، ٹہنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ حنفی اسے نہیں مانتے وہ کونسی دلیل پیش کرتے ہیں

جواب۔ وہ کوئی دلیل پیش نہیں کرتے بلکہ محض ایمان سے اس کو رد کرتے ہیں۔

سوال ۱۲۔ جب بدعتی اپنے بزرگوں کی کرامتیں وغیرہ بیان کرے تو کیا ہم اس کی بات کو رد کر دیا کریں۔؟

جواب۔ اگر اس کرامت میں شرعی قباحت نہ ہو تو رد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر اس سے شرک وغیرہ کی تائید ہوتی ہو تو پھر بے شک اس کی تردید بحسن و خوبی کر دینی چاہیئے۔ ہاں اگر آپ اس بزرگ کی کرامت کا اعتراف کریں تو اس کی دو صورتیں ذہن میں رکھئے (۱) اگر وہ بدعتی تھا تو اس کی کرامت ایسی ہوگی جیسے ہندو سادھوؤں کی کرامت۔ لہذا اس کی کرامت سے ہم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (۲) اگر بدعتی نہیں تھا تو پھر اس کو مسلم شمار کیجئے اور اس کے علاوہ اس کو کسی اور فرقہ سے منسوب کرنے کی تردید کیجئے۔

نقطہ

مسعود

منہجانب مسعود

بخدمت جناب نواب صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 چک لالہ ۱۳، نومبر ۱۹۶۲ء
 اقامت بعد! آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۶۲ء ملا۔ خیریت معلوم
 ہو کر اطمینان ہوا۔ آپ کی تبلیغ سے جماعتِ حقہ میں روز افزوں ترقی معلوم ہو کر بہت خوشی
 ہوئی۔ اللہم زدہ فزده

اب آپ اطمینان سے اپنا کام جاری رکھیے۔ انشاء اللہ آپ کو دنیا میں بھی کامیابی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی۔ آپ کے داماد کا خط پڑھا۔ جوابات و جزیل ہیں:-

تقلید

(۱) تقلید شخصی بدعت ہے اور ہر بدعت دین میں اضافہ ہوتا ہے لہذا ہر بدعت شرک ہے۔

(۲) تقلید کی وجہ سے غلط فتوؤں پر عمل ہوتا ہے اور آیت و حدیث کو رد کر دیا جاتا ہے۔ خواہ تاویل سے یا کسی اور بہانے سے۔ آیت و حدیث کی موجودگی میں اس کے مخالف فتویٰ پر عمل صریح ضلالت اور کھلا مشرک ہے۔

(۱۳) تقلید کی وجہ سے فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے اور جو کچھ گم گشتاں ان تقلیدی فرقوں میں ہوتی رہی ہے تاریخ کے اوراق اس کے گواہ ہیں حتیٰ کہ ان جھگڑوں کی وجہ سے کعبہ میں چار مصلے قائم کرنے پڑے۔ کیونکہ قرآن مجید کی رو سے فرقہ بندی اللہ تعالیٰ کو سمجھنا پسند ہے۔ بلکہ فرقہ بندی کو اللہ تعالیٰ نے من جملہ ایک عذاب کے شمار کیا ہے اور یہ فرقے

اس کو زنت سمجھتے ہیں اور یہ صریح کفر ہے اور قرآن مجید کی مخالفت۔ آیت یہ ہے: **قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِّنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيْعًا وَيَذِيقَ بَعْضَكُمْ مَأْسَ بَعْضٍ، أَنْظُرْ كَيْفَ نَصَرَفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ** (سودہ انفام ۴۵) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے یا تمہیں فرقے فرقے بنا کر الجھا دے اور ایک دوسرے کی لڑائی کا مزاج تم کو چکھائے۔ دیکھئے ہم کس طرح آیات کو بدلتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

زیارت نبوی

اگر کسی خفی کو زیارت نبوی سے شرف ہونا منقول بھی ہو تو ہم اس کی صحت تسلیم نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ جس طرح کرامات و خرافات بعض اعلیٰ یا نقلی ادبیات اللہ کی طرف منسوب ہیں اور صریحاً غلط بلکہ بعض تو حقیقتاً کفر ہیں۔ اسی طرح یہ قصے بھی گھڑ لئے گئے ہوں اور پیراں نمی پرند، مریداں می پراند والا قصہ ہو۔

دوم: ہمارا ایمان قرآن و حدیث پر ہے۔ لہذا کسی گمراہ فرقہ کے کسی فرد کے متعلق ایسے قصے سننے میں آنا تو کجا اگر ہمارے دیکھنے میں بھی آجائیں تو اس کو اپنی آنکھ کی خطا کہیں گے اور ہمارا ایمان قرآن و حدیث پر ہے گا نہ کہ عینی مشاہدہ پر بعض عینی مشاہدے صریحاً غلط ہوتے ہیں۔ مثلاً رنجستان میں سراب کا دکھائی دینا، ریل گاڑی میں جب وہ چل رہی ہو دور کی چیزوں کا ریل گاڑی کی سمت دوڑتی ہوئی معلوم ہونا۔ چاند کا ہمارے ساتھ چلنا اور اس قسم کی کئی اور مشاہدے ہیں۔ آنکھ خطا کر سکتی ہے لیکن قرآن و حدیث کا خطا کرنا ناممکن ہے اور ایسے موقع پر آنکھ کو خفا وار نہ ٹھہرنا بے ایمانی کی دلیل ہے۔

سوم: جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں

دیکھا وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شبیہ تھی۔ ہاں اگر انہوں نے بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیہ حیات دیکھا ہوتا، جیسا کہ صحابہ کرام نے دیکھا تھا اور پھر اسی شکل میں وہ خواب میں دیکھتے تو یقین ہو سکتا تھا کہ آپ ہی ہیں اس لئے کہ اس صوت میں آنا شیطان کے لئے ناممکن ہے۔ لیکن دوسری صورت میں آکر دھوکا دے جانا عین ممکن ہے اور یہی ہوتا ہے۔ میں نے تو ہمیشہ فساد و فجار اور بدعتیوں کو ہی دیکھا کہ وہ اپنے مشرف زیارت ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ وہ کچھ بھی کہا کریں۔ ہم قطعی اس کا انکار کرتے ہیں بلکہ اگر وہ فرضی داستان بھی نہ ہو تو شیطان کا کرشمہ ضرور ہے۔ بزرگوں کے واقعات میں ایسا ملتا ہے کہ اس نے ان بزرگوں کے سامنے اپنے آپ کو اللہ ظاہر کیا اور جو اس کے ہیکلے میں آگئے وہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہیں اور عقدہ کشائی بعد میں ہوئی۔

بس ان ہر سہ معیار پر محمد ہاشم صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کے واقعات کو رکھا جاسکتا ہے۔ اس قسم کی باتیں غیر مسلموں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ کوئی عجوبہ چیزیں نہیں کہ ان کی وجہ سے ایمان کو خراب کیا جائے۔ مولوی قاسم صاحب کے حیات نبوی اور ختم نبوت کے سلسلے میں جو کچھ کہا وہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہا۔ حتیٰ کہ حیات البنی کے مسئلہ پر علمائے دیوبند میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا جس کو رفع کرنے کی غرض سے مولوی طیب صاحب تشریف لائے اور صلح کرا کے گئے۔ اگرچہ اختلاف کی نوعیت باقی ہے لیکن اختلاف کا اعلان و تبلیغ روک دی گئی۔ ختم نبوت کے سلسلہ میں ان کی عبارتیں قادیانیوں کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئیں۔ ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ خاموش رہیں لیکن یہ نہیں کر سکتے کہ ان کو بزرگ مان کر راہ حق کو چھوڑ بیٹھیں۔ اگر وہ خود راہ حق پر ہوتے پھر بھی ان کی غلطی کا اتباع حرام تھا نہ یہ کہ وہ راہ حق پر ہوں ہی نہیں پھر بھی ان کی غلطی کو سراہنا کیا معنی!

ان کا قصور یہ ہی کیا کہ ہے کہ دہلی کے کتاب سنت کے مدرسہ کے متقلبے میں حنفی مذہب کی حفاظت کی خاطر انہوں نے دیوبند میں مدرسہ قائم کیا۔ اب اس کو کتاب و سنت کا بغض

کہتے یا حنفی مذہب کی خصیبت و حیثیت۔

رفع یکلین

کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں؟ یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ جب کہ عدم رفع کی دلی روایت صحیح نہیں اور اگر صحیح بھی مان لی جائے تو عبداللہ بن مسعود کی بھیل متصور ہوگی۔ اس لیے کہ ان سے اس قسم کی کئی اور بھولیں بھی منسوب ہیں جن بھولوں پر کسی کاٹل نہیں بلکہ وہ منسوخ اور غیر صحیح سمجھی جاتی ہیں۔ اگر دونوں طرح جائز بھی ہو تو دونوں طرح سنت نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ترک عمل کوئی عمل ہی نہیں جس کو سنت کہا جائے۔ سنت تو عمل ہونا ہے۔ ترک عمل کو صرف جائز کہہ سکتے ہیں، لیکن سنت نہیں کہہ سکتے۔ اس لحاظ سے بھی رفع یدین کا درجہ عدم رفع یدین سے بڑھ جاتا ہے۔ اگر صرف اولویت کا فرق ہوتا تو پھر حنفی اس سے اتنا کیوں چرٹتے؟

فاتحہ خلف الامام

فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی اختلاف بہت شدید ہے۔ ایک کے ہاں فرض عین دوسرے کے ہاں پڑھے تو قرآن مجید کی مخالفت۔ منہ میں از گلاے بھرے جائیں۔ یوں کہتے کہ یہ لوگ اب ڈھیلے پڑتے جا رہے ہیں اس لئے اس قسم کی نرم باتیں کہنے لگے ہیں۔ اب آپ کے خط میں درج سوالات کے جوابات سنئے:-

۱۔ بوہرہ فرقہ کے عقائد کا کوئی خاص علم تو نہیں۔ بہر حال یہ بھی شیعوں کا ایک فرقہ ہے۔ بعض بوہرے سنی بھی ہوتے ہیں۔ طاہر سیف الدین صاحب بوہروں کے امام ہیں۔ بوہروں میں ایک اور فرقہ بھی ہے جس کے امام آغا خاں ہیں۔ ان کے عقائد بہت خراب ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سیف الدین صاحب کو سیدنا ان کے فرقہ والے کہتے

ہیں، نہ کہ ہم۔

۲۔ شیعہ فرقے نے کہاں غلطی کی ہے؟ یہ فرقہ عبد اللہ بن سبا یہودی کی ایجاد ہے جس نے اہل بیت کی محبت کے بہانے بہت سی غلط باتیں دین میں داخل کر دیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ کو غاصب کہا۔ منافق کہا۔ اہل بیت کے فضائل میں اتحاد گھڑیں۔ موجودہ قرآن مجید کو جعلی کہتے ہیں۔ اصلی قرآن مجید کا ایک فرضی نسخہ بھی تسلیم کیا جو امام ہمدی غائب لے کر آئیں گے۔ مشروع مشروع میں یہ لوگ سیاسی اختلاف کے ساتھ رونما ہوئے لیکن آہستہ آہستہ ان کا ایک مذہب بن گیا۔

۳۔ فذک ایک باغ تھا جو بغیر لڑے فتح ہوا تھا یہ باغ بطور فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں رہا۔ یعنی بہشتیت حاکم کے آپ کا اس پر تصرف تھا حضرت فاطمہؓ یہ سمجھیں کہ یہ آپ کا مال ہے لہذا ہمیں ترک کرنا چاہیئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حدیث سنا دی کہ ”انبیاء کا کوئی وارث نہیں، جو کچھ وہ چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔“ حضرت فاطمہؓ اس پر خاموش ہو گئیں اور پھر بات نہ کی حضرت عائشہؓ کا خیال ہے کہ ناراضگی کی وجہ سے بات نہیں کی۔ حالانکہ اس میں حضرت ابو بکرؓ سے ناراض ہونے کی تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ فیصلہ نبوی سے خفا ہو گئیں تو یہ کیسے ممکن ہے۔ بہر حال حضرت عائشہؓ کا یہی خیال تھا اور اسی بنا پر وہ سمجھیں کہ جنازہ میں بھی شریک نہیں کیا۔ صحیح بخاری میں یہ سب باتیں ہیں۔ صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو آپ کے انتقال کی خبر نہ کی۔ یہ نہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے وصیت کی تھی کہ وہ نہ آنے پائیں۔ یہ غلط ہے۔ رات کا وقت تھا (بخاری) اسی وجہ سے شاید حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع نہ کی گئی۔ بہر کیف حضرت عائشہؓ نے اپنا گمان ظاہر کیا ہے۔ دوسری کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ حضرت ابو بکرؓ سے ناراض نہیں تھیں بلکہ خوش تھیں۔ اور اگر بالفرض محال ہم فرض بھی کر لیں کہ وہ حضرت ابو بکرؓ سے ناراض تھیں تو کس بات پر؟ فیصلہ نبوی سنانے پر؟ اگر فیصلہ نبوی سن کر وہ دل میں تذبذب

اور بخش محسوس کریں تو پھر ایمان کی خیر نہیں۔ قرآن کی آیت صاف ہے: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّنْهُ (سورہ نساء ۶۵)

ان شیعوں صاحبان سے کیے کہ انہوں نے فیصلہ نبوی تسلیم نہیں کیا لہذا اب آپ ان کا ایمان ثابت کیجئے؟ سر سید احمد خاں کہنے کو تو عقیدتاً و عملاً متبع حدیث تھے لیکن تفسیر کے سلسلہ میں ان سے چند فاش غلطیاں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ان کے ایمان تک میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ مثلاً فرشتوں کی تاویل وغیرہ۔ مودودی صاحب اگرچہ براہ راست کتاب و سنت پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملاً وہ حنفی ہی ہیں اور کچھ اسی انداز سے سوچتے ہیں۔ حدیث کے معاملہ میں ان کا موقف بہت خطرناک ہے۔

فقط

مسعود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ الاسلام و المسلمین (مختصر)

اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں برپا ہوئیں۔ ایک سازش یہ بھی تھی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کر دیا گیا۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اس طرح پیش کیا گیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلق بدظنی کا شکار ہو گئے اور جھوٹ بیج میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔ موجودہ زمانہ میں اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ ان فرضی واقعات کو تاریخی حقائق کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ یہ سازش اتنی کارگر ہوئی کہ اکثر لوگوں کے ذہن مسموم ہو گئے اس سازش نے جو فتنے پیدا کئے وہ یہ ہیں :-

① انکارِ حدیث کے لئے فضا ساز گار ہو گئی ② جب حدیث پر سے اعتماد اٹھ گیا تو قرآن مجید کی من مانی تاویلیں کی جانے لگیں اور ③ خلافتِ راشدہ کو ملوکیت میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار صحابہ کرام کو ٹھہرایا گیا۔

یہ وہ فتنے ہیں جو ہماری غلط تاریخ کی وجہ سے وجود میں آئے۔ پہلے دور کی غلط کتب تاریخ کی بنیاد پر دوسری کتب تاریخ وجود میں آئیں۔ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں انہیں کتب تاریخ کے افسانوں کو مستند سمجھ کر پیش کیا حالانکہ ان کے باطل ہونے پر قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔

قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو درجہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں لیکن افسوس ہے کہ تاریخ کے سلسلے میں بھی علماء نے ان کتابوں سے بے اعتنائی کا ثبوت دیا اور تاریخ کے ان واقعات کو بھی صحیح تسلیم کر لیا جو ان صحیح ترین کتابوں سے متصادم تھے۔ ایسی حالت میں کیا ایک ایسی تاریخ کی ضرورت نہیں جو روایتاً اور درایتاً صحیح ہو؟ "تاریخ الاسلام و المسلمین" ایک مختصر تاریخ ہے، صرف قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مستند احادیث سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق مفید معلومات کا ایک ذخیرہ ہے۔ اس میں توحید، رسالت، قیامت اور دیگر مسائل پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔ مؤلفہ :- مسعود احمد صاحب، امیر جماعت المسلمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک و تعالیٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں
 ہمارا امام صرف ایک یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .. فرقہ وارانہ امام نہیں
 ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
 ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام : مسلم .. فرقہ وارانہ نام نہیں
 بنیائیت صرف ایک یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق .. دنیوی تعلقات نہیں
 و جد افتخار صرف ایک یعنی : ایمان باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

اگر آپ اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے

ساتھ تعاون فرمائیں۔

تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

مسجد المسلمین - کوثر نیپازی کالونی -
 نارتھ نائٹسم آباد بلک جی کراچی ۷۴۲۰۰